Tafseer-e-Mahmood
by
Maulana Mufti Mahmood
ISB No: 969-8793-58-9

ضابطہ

نام کتاب	:	تفسیر محمود (جلد دوم)
افادات	:	مولانا مفتی محمودؒ
اشاعت اول	:	جولائی ۲۰۰۶ء
اشاعت چہارم	:	مارچ ۲۰۱۲ء
سرورق	:	جمیل حسین
ناشر	:	محمد ریاض درانی
کمپوزنگ	:	احمد حسن
مطبع		اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس
باہتمام	:	محمد بلال درانی
قانونی مشیر		سید طارق ہمدانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
زیر سرپرستی	:	مفتی محمود اکیڈمی پاکستان

ضبط واملاء

مولانا محمد یوسف خان استاذ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور)

مولانا حفیظ الرحمن بن مولانا صدر الشہید جالن

مرتبین

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی (جامعہ فتاح العلوم گوجرانوالہ)

مولانا عبدالرحمن (خطیب جامع مسجد عالی موڑ سمن آباد لاہور)

پروفیسر محمد علی شاکر (پرنسپل گورنمنٹ کالج قصور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور)

تصحیح

قاری محمد یوسف احرار

رجسٹرڈ پروف ریڈر حکومت پنجاب

مولانا محمد عارف

استاذ جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فہرست

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

آیتیں ۱۶۵ — سورۂ انعام مکی ہے — رکوع ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیرا اور اجالا بنایا پھر بھی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا

یہ کافر اوروں کو اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک وقت مقرر کر دیا

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ

اور اس کے ہاں ایک مدت مقرر ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو اور وہی ایک اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ

تمہارے ظاہر اور پوشیدہ سب حال جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور ان کے پاس کوئی نشانی ان میں سے

اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَسَوْفَ

اپنے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آئی جو ان کے سامنے آئی ہو مگر انہوں نے منہ موڑ لیا سو اب حق ان کے پاس آیا تو اسے بھی جھٹلا دیا

يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

جس چیز کا وہ مذاق اڑاتے تھے اس کی حقیقت ان کو معلوم ہو جائے گی کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے

مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ

کتنی امتیں ہلاک کر دیں ہم نے انہیں زمین میں وہ قدرت دی تھی جو تمہیں بھی نہیں دی اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں

مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا

برسائیں اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ہم نے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ

ان کے بعد اور امتیں پیدا کیں اور اگر ہم آپ پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب بھی اتارتے پھر وہ اس کو چھو

انہوں نے یہ عقیدہ مقرر کیا کہ باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں ایک ہیں اور ایک تینوں میں۔ (۵) مشرکین عرب نے پہاڑ کے ہر پتھر کو معبود اور مسجود بنایا اور سمجھا۔ الغرض انسان نے اللہ کی مخلوق میں سے تقریباً ہر چیز کو معبود بنا لیا۔ مثلاً درخت کو، آگ کو، پانی کو، چاند کو، سورج کو، ستاروں کو حتی کہ بچھڑے اور گائے کو معبود بنایا۔ گویا کوئی چیز نہ چھوڑی جسے خدائی منصب نہ دیا ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو نام ہے اس ذات بابرکات کا جو تمام صفات کمالیہ کا مالک ہے۔ تمام عیوب ونقائص سے پاک اور منزہ ہے۔ ان لوگوں کے زعم باطل میں بھی جتنے خود ساختہ معبود ہیں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ظلمات اور نور دونوں کا خالق ہے۔ موت وحیات، خیر وشر، نور وظلمات، آسمان وزمین، رات دن الغرض اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ایک ایک ذرے کو پیدا فرمایا ہے تو پھر اس کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا نہایت ہی حماقت کی بات ہے۔

خلقکم من طین الخ

تمام کائنات عالم کبیر ہے اور انسان عالم صغیر ہے۔ یہاں عالم صغیر کے خلق کا ذکر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور تمہیں بھی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ حضرت آدمؑ کی تخلیق مٹی سے بلاواسطہ ہے اور اولاد آدم کی تخلیق مٹی سے بواسطہ غذا ہے۔ یعنی باپ کا نطفہ غذا سے تیار ہوتا ہے۔ پھر گوشت پوست بھی غذا سے تیار ہوتے ہیں اور غذا مٹی سے حاصل ہوتی ہے۔

ثم قضی اجلا الخ

اجل سے مراد موت کا مقررہ وقت بھی ہے اور اجل سے مراد مختلف چیزوں اور پھلوں وغیرہ کے اوقات بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ سب کے پیدا ہونے، پکنے اور ختم ہونے اور پھر نئی فصل پیدا ہونے کا وقت مقرر ہے۔

فقد کذبوا بالحق الخ

حق سے مراد قرآن کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ اور آپ کے احکام وفرامین ہیں۔

فسوف یاتیہم انبؤا الخ○

اس سے مراد وہ خبریں ہیں جو وہ جھٹلاتے تھے یا علامات قیامت ہیں۔ قرن، ایک صدی کو بھی کہتے ہیں اور کسی قوم کے خاص دور کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے دور صحابہ، دور تابعین، دور تبع تابعین اور یہ سارے ادوار سو سال سے کم عرصے میں ہوئے۔ اس صورت میں "قرن" کے لیے پورا سو سال کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم○

یہاں انبیاء اور صدقا صحابہ کے دور اور تابعین وتبع تابعین کے دور کو "قرن" کہا گیا ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے صرف یہی نہیں کہ کفر کیا ہو، بلکہ کفر کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات کا تمسخر اور مذاق بھی اڑاتے

بشریت اور رسالت میں تضاد کے بدعتی عقیدے کا رد:

ایک اس زمانہ کے لوگ تھے کہ رسالت کو بشریت کے منافی سمجھتے تھے اور آج کے اہلِ بدعت بشریت کو رسالت کے منافی سمجھتے ہیں۔ میں نے پہلے بتا دیا تھا کہ "لو" نفی کے لیے آتا ہے اس کا مدخول منتفی ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا

اگر زمین اور آسمان میں زیادہ معبود ہوتے تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔ چونکہ ایک سے زیادہ معبود نہیں ہے لہٰذا فساد بھی نہیں ہے۔ اسی طرح درج ذیل آیت میں فرشتہ و رہان بشر رسول ہو اس کی نفی کی گئی ہے اور یہ بات اپنی جگہ تاجر ہے کہ نبی اور رسول انسانوں ہی میں سے ہوا کرتے تھے۔ آج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور بشر کے لباس میں تھے۔ حالانکہ اس آیت سے اسی مفروضے کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں ایسا نہیں کرتا۔ یہ کہ اگر نور کو بشر کا لباس پہنانا ہے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آدھا بشر اور آدھا ملک ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ عقیدہ قطعاً غلط ہے۔

انبیاء کی بشریت کا عقیدہ رکھنا دین کی ضروریات اور بدیہیات سے ہے۔ ان کا انکار کرکے کفر سے بچا نہیں جا سکتا۔ موجودہ زمانہ کے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ رسالت اور بشریت میں منافات اور تضاد ہے۔ یہ عقیدہ دراصل مشرکین مکہ کا ہے، لیکن تھوڑا سا فرق ہے۔ انہوں نے بشریت کو مان لیا تھا اور رسالت کا انکار کیا تھا۔ انھوں نے رسالت کو تسلیم کر لیا ہے، لیکن بشریت کو نہیں مانتے ہیں لہٰذا اس عقیدہ میں دونوں میں ایک طرح کی مماثلت پیدا ہو جاتی ہے۔ بشریت امر محسوس ہے اور رسالت امر معقول ہے اور ہر امر معقول دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ مشرکین مکہ نے امر محسوس کو تسلیم کرکے امر معقول کا انکار کر دیا تھا اور ان لوگوں نے امر معقول کو تسلیم کرکے امر محسوس کا انکار کر دیا ہے۔ امر معقول غیر محسوس ہونے کی وجہ سے اگر کوئی نہ سمجھ سکے اور دلائل ذہن نشین نہ ہو سکیں تو یہ کوتاہی ذرا کم ہے، لیکن امر محسوس کا انکار کرنا جنون کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ ان کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ امر محسوس کو مسترد کرکے انھوں نے گویا اپنے تمام حواس کو معطل کر دیا ہے۔ ان کی جہالت ان لوگوں کی جہالت سے اشد ہے، یعنی ان کی غلطی ان کے کفر سے کم تر نہیں ہے۔ دراصل علم کلی وغیرہ میں تو تاویل کی جا سکتی ہے، لیکن بشریت کے انکار کی کوئی تاویل نہیں ہے۔ پہلے مشرکین تو حضور کے بھی دشمن تھے قرآن کے بھی دشمن تھے۔ آج جو بشریت کے منکر ہیں، یہ حضور کے دشمن نہیں ہیں، لیکن جہالت میں مبتلا ہیں۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿١١﴾

کہہ دو کہ ملک میں سیر کرو پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ۝

قُلْ لِّمَن مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُل لِّلَّهِ ۚ كَتَبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ

ان سے پوچھو آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کا ہے کہہ دو سب کچھ اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے اوپر رحم لازم کر لیا ہے

لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ

وہ قیامت کے دن تم سب کو ضرور اکٹھا کرے گا جس میں کچھ شک نہیں جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾ ۞ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣﴾

وہ ایمان نہیں لاتے ۝ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ رات اور دن میں پایا جاتا ہے اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے ۝

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ

کہہ دو جو اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے کیا اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا

قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٤﴾

کہہ دو مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو ۝

قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ مَّن يُصْرَفْ

کہہ دو اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۝ جس سے اس

عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهُ ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ﴿١٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ

دن عذاب ٹل گیا تو اس پر اللہ نے رحم کر دیا اور یہی بڑی کامیابی ہے اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے

فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾

تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ

اور اپنے بندوں پر وہی غالب ہے اور وہی حکمت والا خبردار ہے ۝ تو پوچھ سب سے بڑا

شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم

گواہ کون ہے کہہ دو اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا ہے تاکہ تمہیں

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ

اس کے ذریعے سے ڈراؤں اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے ساتھ اور بھی کوئی معبود ہیں کہہ دو

اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ

میں تو گواہی نہیں دیتا کہہ دو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں ۝ جن کو ہم نے

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

کتاب دی ہے وہ اسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور جو لوگ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے ہیں

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

وہ ایمان نہیں لاتے ۝

افادات محمود:

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

یہاں دو نقطہ نظر ہیں۔ ایک نقطہ نظر کے مطابق قیامت کے دن کا عظیم ہونا یا تو اس اعتبار سے ہے کہ وہ دن لمبا ہوگا۔ جیسا کہ ایک آیت میں ایک ہزار سال کا اور دوسری میں پچاس ہزار سال کا آیا ہے۔ (۲) اس وجہ سے کہ اس دن میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے اور بعض کہتے ہیں کہ "عظیم" دراصل یہاں عذاب کی صفت ہے یوم کی صفت نہیں ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ عظیم جب عذاب کی صفت ہے تو عذاب مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تو صفت کو بھی منصوب ہونا چاہیے جبکہ یہ مجرور ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ جر جوار ہے جیسے کہا جاتا ہے جحر ضب خرب، گوہ کا یہ بل غیر آباد ہے۔ تو یہاں خرب جحر کی صفت ہے اور جحر مرفوع ہے تو خرب کو مرفوع ہونا چاہیے تھا لیکن جوار کی وجہ سے (یعنی ضب) اس پر بھی جر آیا ہے یہ عربوں سے اس طرح منقول ہے۔ اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۲ میں "وَاَرْجُلَكُمْ" ہے تو فاغسلوا کا مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہیے اور اگر ارجل کو لام کے کسرے کے ساتھ پڑھیں تو "بِرُءُوْسِكُمْ" کی جوار کی وجہ سے ہوگا "رؤس" مجرور ہے لہٰذا ایک قرأت میں اس کو بھی مجرور پڑھا گیا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہوگا قیامت کے دن کے بڑے عذاب سے ڈرتا ہوں جبکہ پہلی صورت میں ترجمہ یہ تھا کہ قیامت کے بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝

اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں اور یہ کہتے ہیں اور نہیں ہماری دنیا کی زندگی کے سوا اور ہے اور کوئی زندگی نہیں اور ہم اٹھائے نہیں جاویں گے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ

اور کبھی تو دیکھے جس وقت وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاتے ہیں وہ فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم ہے

قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ ع

فرمائے گا تو اپنے کفر کے بدلے عذاب چکھو

افادات محمود:

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝

صحیح بخاری میں ہے کہ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ اس آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین قیامت کے دن اپنے مشرک ہونے کی نفی کریں گے۔ جبکہ سورۃ نساء کی ایک آیت میں ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے روز مختلف احوال ہوں گے۔ ابتداء میں تو انکار کریں گے، لیکن جب ان کے اپنے ہاتھ پاؤں گواہی دے دیں گے تو پھر تسلیم کرلیں گے۔ دوسرا شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ تو اندھے گونگے اور بہرے ہیں۔ ان کی شہادت کیسے قابل قبول ہوگی؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ دراصل قیامت کے روز ہاتھ پاؤں کی شہادت اثبات حق کے لیے نہیں، بلکہ اتمام حجت کے لیے ہوگی۔ کیونکہ ہاتھ پاؤں کی زبان بھی تو نہ ہوں، لیکن خرق عادت گفتگو کریں گے، البتہ اس کو دعویٰ شہادت پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

وہ لوگ تباہ ہوئے جنہوں نے اپنے رب کی

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا

ملاقات کو جھٹلایا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آ پہنچے گی تو کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اس میں کمی

فِیْهَا ۙ وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰی ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَیٰوةُ

کی اس کی اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھوں پر اٹھائیں گے خبردار وہ برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائیں گے ○ اور دنیا کی

الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگار ہوں کیا تم نہیں سمجھتے

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ

ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتیں تمہیں غم میں ڈالتی ہیں سو وہ تجھے نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم اللہ کی

بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا

آیتوں کا انکار کرتے ہیں ○ اور بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے گئے پھر جھٹلانے پر

كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤی اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ

جھٹلائے جانے پر صبر کیا اور ایذا دیئے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی اور اللہ کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں اور تمہیں

مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ

پیغمبروں کے حالات پہنچ چکے ہیں ○ اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر گراں ہوا ہے پھر اگر تم سے ہو سکے

تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

کوئی سرنگ تو زمین میں تلاش کر یا آسمان پر سیڑھی لگا پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لا اور اگر اللہ چاہتا تو

لَجَمَعَهُمْ عَلَی الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ

سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا سو تو نادانوں میں سے نہ ہو ○ وہی مانتے ہیں جو

یَسْمَعُوْنَ ؔ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ

سنتے ہیں اور اللہ مردوں کو زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ○ اور کہتے ہیں کیوں نہ

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ

رب کی طرف سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کہہ دو اللہ اس بات پر قادر ہے کہ نشانی اتارے اور لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

ان میں سے اکثر نہیں جانتے ○ اور نہیں کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ

دو بازوؤں سے مگر یہ تمہاری ہی طرح کی امتیں ہیں ہم نے ان کی تقدیر کے لکھنے میں کوئی سر نہیں چھوڑی پھر سب اپنے رب

يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ

کے سامنے جمع کیے جائیں گے ○ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ہیں اللہ جسے چاہے

اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھی راہ پر ڈال دے ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم پر خدا کا عذاب آئے یا تم پر قیامت ہی آ جائے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکارو گے اگر تم

صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ

سچے ہو ○ بلکہ اسی کو پکارتے ہو پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو دور کر دیتا ہے جس کے لیے اسی کو پکارتے ہو اور جنہیں تم خدا کا شریک

مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

بناتے ہو انہیں بھلا جاتے ہو ○

افادات محمود:

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ الخ

یہاں سے تحت الفاظ میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ ان لوگوں کے لیے جتنی نشانیاں درکار تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے از خود بطور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیں لیکن یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ اب اپنی من پسند نشانیاں مانگتے ہیں قرآن کو پیش کرنا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ ان نشانیوں کو دیکھ کر بھی ان کے ایمان لانے کی کوئی ضمانت نہیں ہے لہٰذا اگر آپ بھی کوئی ایسی نشانی پیش کرنا چاہتے ہیں تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈیں یا آسمان کی طرف کوئی سیڑھی لگا کر دیکھیں پھر نشانی پیش فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو ہے لیکن عادت یہ نہیں ہے کہ ہر مانگی ہوئی نشانی پیش کریں۔ اگر مانگی ہوئی نشانی مل گئی اور پھر بھی نہ مانا تو پھر عذاب آ کر رہے گا۔

خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس

یُوْحٰٓى اِلَیَّ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۠ ۵۰

وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں کیا تم غور نہیں کرتے ۞

افادات محمود:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ الخ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کی وضاحت فرما دی ہے کہ نبی و رسول بنی نوع انسان ہی میں سے ہوتے ہیں۔ وہ صرف نبوت کے مدعی اور دین کے داعی ہوتے ہیں، لیکن وہ لوگوں سے یہ نہیں کہا کرتے کہ خدا کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔ ہم ان کو لوگوں پر تقسیم کیا کریں گے۔ نہ یہ فرماتے ہیں کہ ہم غیب کی تمام باتیں جانتے ہیں۔ جو چاہیں گے لوگوں کو بتاتے پھریں گے۔ نہ لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں۔ کیونکہ ان میں تمام بشری اور انسانی لوازم موجود ہوتے ہیں۔ انہیں فرشتہ بننے کی ضرورت تو اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ جو کمال انسانوں میں ہے، وہ فرشتوں میں نہیں ہے۔ اگر نبی سے کوئی شخص کوئی چیز مانگے اور نبی وہ نہ دے سکے تو اس سے منصب رسالت میں کوئی نقص یا کمی نہیں آتی۔ منصب رسالت کے لوازم میں سے یہ نہیں ہے کہ نبی لوگوں میں چیزیں تقسیم کرتے پھریں۔ ایسے ہی انسانی ضرورت کے تحت بازار میں جانا اور کھانا کھانا وغیرہ یہ منصب رسالت کے خلاف نہیں ہے۔ نہ ان باتوں کی وجہ سے نبی کی شان ہی کم ہوتی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کے پاس خزانے تھے اور وہ غیب بھی جانتے تھے لیکن آیت سے تو صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو کہتے نہ تھے یعنی نفی وجود خزائن اور علم غیب کی نہیں ہے، بلکہ بتلانے اور کہنے کی نفی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لا الگ ہے اور اقول الگ ہے یعنی یہ تمام جملے مثبت ہیں منفی نہیں ہیں، لیکن جواب یہ ہے کہ یہ ترجمے اور مفہوم صریح نص کے خلاف اور تحریفی ہیں۔ آج تک کسی مفسر نے ایسا ترجمہ کیا اور نہ ہی کوئی کلام ایسے بے اصل ترجموں کی اجازت دیتا ہے۔

وَأَنْذِرْ بِهِ
اور ڈرا

الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ
قرآن کے ذریعے ان لوگوں کو ڈراؤ جنہیں اس کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کیے جائیں گے اس طرح کہ اللہ کے سوا ان کا

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں ○ اور جو لوگ اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں انہیں

يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ
اپنے سے دور نہ کر جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں تیرے ذمہ ان کا کوئی حساب نہیں ہے اور نہ تیرا کوئی حساب

عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا
ان کے ذمہ اگر تو نے انہیں دور ہٹایا پھر تو بے انصافوں میں سے ہوگا ○ اور اسی طرح ہم نے

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ
بعض کو بعض کے ذریعہ آزمایا ہے تاکہ یہ لوگ کہیں کیا یہی ہیں ہم میں سے جن پر اللہ نے فضل کیا ہے کیا اللہ

بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ۝ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
شکرگزاروں کو جاننے والا نہیں ہے ○ اور جو ہماری آیتوں کے ماننے والے جب تیرے پاس آئیں تو کہہ دے کہ تم پر سلام ہے

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ
تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت لازم کی ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانیت سے برائی کرے پھر اس کے بعد توبہ کرے

مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ
اور نیک ہو جائے تو بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے ○ اور اسی طرح ہم آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ

سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۝
مجرموں کا راستہ واضح ہو جائے ○

افادات محمود:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ الخ

اکثر و بیشتر معاشروں کے غریب اور فقراء یہ لوگ ہی حضرات انبیاء علیہم السلام کے پیروکار رہے تھے۔

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہم میں سے نوحؑ کے پیروکار وہ ہیں جو ہم میں ظاہری طور پر نچلے
ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معاشرے کے کمزور افراد بیٹھتے تھے اور آپ کی مجلس میں خیر سے
بصیرت اندوز ہوتے تھے۔ رئیسانِ مکہ تو حقیقت میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے تیار ہی نہ تھے انہوں نے یہ
شوشہ چھوڑ دیتے تھے کہ ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ آپ کی مجلس میں بیٹھیں لیکن آپ کے پاس یہ غریب اور نادار لوگ
ہوتے ہیں۔ ہم ان میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ ان لوگوں میں بیٹھنا ہماری شان کے خلاف ہے۔ لہٰذا آپ ان
غریبوں کو پاس سے ہٹا دیں تو ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش ہوئی کہ جو پکے مسلمان
ہیں، تو ان کو تکلیف ہو نہیں ان کو وقتی طور پر ہٹا کر دوسرے وقت رکھا جائے اور رؤسائے قریش سے بات چیت کی جائے تا کہ
وہ اگر مطمئن ہو جائیں تو ان کی پیروی میں بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ان
درویشوں کا ہٹانا پسند نہ تھا۔ یہ رسول اللہ کے سچے عاشق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی کہ یہ درویش اور
غریب لوگ آپ کے ہاں بیٹھے رہیں گے۔ ان رؤسا کی وجہ سے ان کا پیچھے ہٹانا مناسب نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ ان
کے ہوتے ہوئے آپ کے ہاں آتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں تو ضرور آئیں ورنہ نہ آئیں مگر صحابہ کی دل شکنی
نہیں ہونی چاہیے۔ آج بھی کچھ لوگ علماء اور بزرگوں سے کہتے ہیں کہ ہمیں تنہائی میں الگ وقت دینا چاہیے، لیکن یہ
بات مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی پردہ کی بات ہو تو وہ تنہائی میں کہی جا سکتی ہے۔ مشرکین یہی کہا کرتے تھے کہ
اگر یہ دین سچا ہوتا تو غریب ہی اس کے پیروکار کیوں ہوتے۔ اس میں بڑے بڑے لوگوں کو آنا چاہیے تھا۔ ہرقل
نے جب حضرت ابوسفیانؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامات پوچھیں تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ
حضورؐ کے پیروکار کس قسم کے لوگ ہیں؟ حضرت ابوسفیانؓ نے جواب دیا کہ ہم میں سے کمزور لوگ۔ اس پر ہرقل
نے کہا تھا کہ یہی انبیاء علیہم السلام کی شان ہے کہ غریب اور کمزور لوگ ان کے پیروکار ہوتے ہیں۔

عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَٰكِنْ ذِكْرَىٰ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

جھگڑنے والوں کے حساب میں سے پرہیزگاروں کے ذمہ کوئی چیز نہیں لیکن نصیحت کرنی ہے شاید کہ وہ ڈر جائیں ○

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ

اور انہیں چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے اور دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ دیا ہے اور انہیں

أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

قرآن سے نصیحت کرو تاکہ کوئی اپنے کئے میں گرفتار نہ ہو جائے کہ اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا

وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا

اور اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے گا تب بھی اس سے نہ لیا جائے گا یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے میں گرفتار ہوئے

لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ قُلْ أَنَدْعُو مِنْ

ان کے پینے کے لئے گرم پانی ہوگا اور ان کے کفر کے بدلے میں دردناک عذاب ہوگا ○ کہہ دو کہ کیا ہم

دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا

اللہ کے سوا انہیں پکاریں جو ہمیں نہ نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان دے سکیں اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں

اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ

سیدھی راہ دکھائی ہے اس شخص کی طرح جسے جنگل میں جنوں نے راستہ بھلا دیا ہو جبکہ وہ حیران ہو اس کے ساتھی اسے راستے کی طرف

إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

بلاتے ہوں کہ ہمارے پاس چلا آ کہہ دو کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے تابع رہیں

وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کے سامنے تم جمع کئے جاؤ گے ○ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ

آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو ہو جائے گا اس کی بات سچی ہے

وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ

جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو اسی کی بادشاہی ہوگی چھپی اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا اور

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨١﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ

اگر تم جانتے ہو دونوں جماعتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے نہیں ملایا

الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾

امن انہی کے لئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں؟

افاداتِ محمود:

لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى الخ

بعض کفار نے مسلمانوں سے ترکِ اسلام کی درخواست کی تھی۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی جس کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء اور ان کے متبعین کی شان یہ ہے کہ خود بھی توحید پر قائم رہیں گے اور دوسروں کو بھی توحید پر قائم رہنے کی تلقین کریں گے۔ جو کسی غیر کے در پر جھکتے اور سر جھکاتے ہیں ان کو بھی ایک رب کے در راست پر لانے کی فکر کریں گے۔ ان سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ ایک رب کی عبادت کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر جھکیں گے۔ خدانخواستہ اگر مسلمانوں نے ایسا کر لیا تو اس کی مثال یہ ہوگی جیسے چند ساتھی سفر کر رہے ہوں۔ خبیث اور شریر جنوں کی تحریک سے ایک شخص اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ وہ راستہ بھی نہیں جانتا اور ادھر ادھر بھٹکتا پھرتا ہے۔ اس کے ساتھی از راہِ خیر خواہی اس کو اپنی طرف بلا رہے ہیں اور اس کو سیدھی راہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ باوجود سیدھی راہ پر چلنے کے بھٹک کر گمراہ ہو گیا۔ مسلمان ایسا کبھی نہ کریں گے کہ ہدایت ملنے کے بعد پھر گمراہ ہو جائیں۔ مشرکین اس بات کو خوب سمجھتے تھے۔ تمام اشیاء کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں لیکن پھر بھی بتوں کو خدا کا درجہ دیتے تھے اور ان سے حاجتیں مانگتے تھے اور جیسا کہ آگے اسی سورت میں آئے گا کہ بعض چیزیں تقسیم کرتے وقت کچھ اللہ تعالیٰ کا کر دیتے اور کچھ حصہ بتوں کے نام کا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حصہ میں کمی ہو جاتی تھی تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے اور اگر بتوں کا حصہ کم ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کردہ حصے سے ان کی کمی کو پورا کرتے تھے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا الخ

مسئلہ عصمتِ انبیاء اور مودودی صاحب:

پچھلی آیت میں بتلا دیا گیا تھا کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے ابراہیمؑ کو کائنات کے اس عجیب و غریب نظام کی حکمتیں سمجھا دیں تاکہ خود بھی حق الیقین کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں اور علیٰ وجہ البصیرۃ قوم کی راہنمائی بھی کر سکیں۔ چنانچہ مذکورہ آیت اور اس کے بعد والی آیات میں حضرت ابراہیمؑ نے "هٰذَا رَبِّي" فرمایا ہے یہ الزامی جواب کے طور پر فرمایا کہ اگر تمہارے زعم کے مطابق یہ سارے نفع نقصان کے مالک اور کائنات میں متصرف ہیں تو میں بھی تھوڑے وقت کے لیے تسلیم کیے لیتا ہوں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان کا قیام کب تک رہتا ہے؟

چنانچہ ایک ایک کر کے جب سورج ستارے غروب ہو گئے تو حضرت ابراہیمؑ نے قوم پر حجت تمام کر دی کہ جس کو تم نفع و نقصان کا مالک اور متصرف سمجھتے ہو، جب وہ نہ اپنی مرضی سے طلوع ہو سکتے ہیں، نہ غروب ہو سکتے ہیں۔ نیز غروب ہو کر غائب ہو جاتے ہیں تو انہیں نفع و ضرر کا مالک گردانتا اور حقیقت میں جن سیاروں کو اللہ تعالیٰ نے زمین کا خادم اور مزدور بنایا ہے ان کو مخدوم مکرم اور معبود بنانا اس سے بڑی نادانی اور حماقت کیا ہوگی۔

مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کافی دلائل کے بعد توحید تک پہنچے ہیں۔ پہلے وہ بھی غیر اللہ کو رب کہتے رہے، لیکن جب بعد میں حقیقت حال سمجھ گئی تو توحید کے قائل ہو گئے۔ آیت کے ظاہر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پہلے شرک کرتے تھے، بعد میں توحید سمجھ میں آ گئی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حضرات انبیاءؑ صغائر و کبائر سے معصوم ہوتے تھے نبوت ملنے سے قبل بھی اور نبوت ملنے کے بعد بھی۔ قرآن و حدیث میں اس کے متعدد دلائل ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔ مختصر یہ ہے کہ انبیاء منبع و مرکز شریعت ہوتے ہیں اور آسمانی کتابوں میں حضرات انبیاء کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ خدانخواستہ اگر وہ معصوم و محفوظ نہ ہوں تو پھر ان کی ایک ایک ادا قابل تقلید کیسے ہو سکتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مودودی صاحب نے عصمت انبیاء کو تسلیم ہی نہیں کیا ہے۔ نہ نبوت ملنے سے قبل اور نہ بعد میں۔ جس کی شہادت ان کی یہ غیر ذمہ دارانہ تحریریں وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہتی ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ یہ باتیں حضرت ابراہیمؑ نے نبوت ملنے سے قبل کی ہیں۔ حالانکہ اگر ان آیات میں ذرا غور کرتے تو سمجھ جاتے کہ یہ باتیں نبوت ملنے کے بعد کی ہیں۔

(۱) فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ الخ

یہاں حضرت ابراہیمؑ اپنی قوم سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ نبوت کے بعد کا امر ہے۔ قبل از نبوت کا انداز نہیں۔

(۲) پچھلی آیت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے والد سے کہا کہ تو نے تو بتوں کو معبود بنا لیا ہے۔ تو اور تیری قوم صریح گمراہی میں ہے۔ ان آیات میں آپ اپنے والد اور ان کی قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں۔

(۳) آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ
جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ سب پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور ہم تمہارے ساتھ ان
شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ۚ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ
سفارش کرنے والوں کو بھی نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملے میں شریک ہیں تمہارا آپس میں قطع تعلق ہو گیا ہے
مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾
اور جو تم خیال کرتے تھے وہ سب جاتا رہا ○

افادات محمود:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ الخ

اس رکوع میں معاندین اور مرتدین کے عقائد باطلہ کی تردید ہے اور ان کے اس جرم کو افشا کیا گیا ہے کہ عناد اور عداوت میں آ کر ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت بالواسطہ یا بلاواسطہ حقیقی یا ایمانی یعنی ارشاد وحی کا انکار کر دیا۔

اُمَّ الْقُرٰى الخ

ام القریٰ کا لفظی معنی بستیوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے یعنی آیت میں مکہ مکرمہ کو ام القریٰ کہا گیا ہے اور بیت اللہ کو ''اول بیت'' کہا گیا ہے۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہوا ہے کہ بیت اللہ کی اولیت زمانی ہے یا رتبی ہے۔ (۱) صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ اس اولیت سے زمانی اولیت مراد ہے جو کہ رتبی اولیت کو مستلزم ہے یعنی زمانی اولیت کا لازمی نتیجہ رتبی اولیت ہے۔ اولیت زمانی کی تفصیل یہ ہے کہ صحیح روایات میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جس جگہ اس وقت بیت اللہ ہے۔ یہاں پانی کی سطح پر ایک جھاگ تھا جس سے زمین کی تخلیق کی ابتداء کی گئی۔ سب سے پہلے بیت اللہ اور پھر مکہ مکرمہ کو بنایا گیا۔ اس تفسیر کے مطابق بیت اللہ کا ''اول بیت'' ہونا اور مکہ مکرمہ کا ام القریٰ ہونا ظاہر ہے کہ تمام زمین اور تمام بستیاں بیت اللہ اور مکہ مکرمہ کے بعد وجود میں آئی ہیں اور یہ مرکز اور اصل ہیں۔

(۲) مفسرین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کا ام القریٰ ہونا وسط زمین میں واقع ہونے کی وجہ سے ہے اور بیت اللہ کی اولیت رتبی ہے یعنی اول بیت ہونا باعتبار رتبہ اور عبادت خانے کے ہے۔ اس صورت میں اولیت زمانی مراد نہیں ہے، بلکہ مقام و مرتبے کے اعتبار سے اولیت مراد ہے۔ چنانچہ اگر آپ مکہ کے مشرق کی طرف چلتے ہیں تو ایشیا ہے۔ ایران، کویت وغیرہ اور اگر مغرب کی طرف چلتے ہیں تو تمام عراق، مصر وغیرہ ہیں۔ آگے یورپ شروع ہو جاتا ہے برطانیہ، فرانس وغیرہ۔ مختصر یہ کہ مکہ مکرمہ پوری دنیا کا وسط ہے۔

وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَآ إِلَيْهِمُ الْمَلَٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیں اور ان سے مردے باتیں بھی کریں اور ان کے سامنے ہم

شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوٓا إِلَّآ أَن يَشَآءَ اللَّهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ ﴿١١١﴾

ہر چیز کو زندہ بھی کر دیں تو بھی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ خدا چاہے لیکن اکثر ان میں سے جاہل ہیں ○

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَٰطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے شریر آدمیوں اور جنوں کو دشمن بنا دیا جو کہ ایک دوسرے کو

إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ

ملمع کی ہوئی باتیں فریب دینے کے لیے سکھاتے ہیں اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے سو انہیں اور جو جھوٹ بناتے ہیں

وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١١٢﴾ وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ

اسے چھوڑ دے ○ اور تاکہ ان ملمع کی ہوئی باتوں کی طرف ان لوگوں کے دل مائل ہوں جنہیں آخرت پر یقین نہیں اور تاکہ وہ لوگ

وَلِيَقْتَرِفُوا مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ﴿١١٣﴾ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِيٓ أَنزَلَ

انہیں پسند کریں اور تاکہ کر لیں جو کچھ وہ برے کام کر رہے ہیں ○ کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے

إِلَيْكُمُ الْكِتَٰبَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ ءَاتَيْنَٰهُمُ الْكِتَٰبَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن

تمہاری طرف ایک واضح کتاب اتاری ہے اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے

رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا

نازل ہوئی ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو ○ اور تیرے رب کی باتیں سچائی

وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن

اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں ان کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے ○ اور اگر تو کہا مانے

فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ

اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں گے وہ تو اپنے خیال پر چلتے اور

هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِۦ ۖ وَهُوَ

قیاس آرائیاں کرتے ہیں ○ تیرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کے راستے سے بہک جاتا ہے اور وہ

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ

سیدھے راستے چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے ۝ سو تم اس جانور میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اگر تم اس کے حکموں پر ایمان لائے ہوئے ہو

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ

کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو حالانکہ واضح کر چکا ہے جو کھانا اس نے تم پر

عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ

حرام کیا ہے مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ اور بہت سے لوگ بے علمی کے باعث اپنے خیالات کی طرف لوگوں کو

عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ

بہکاتے ہیں تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ۝ تم ظاہری اور باطنی سب گناہ چھوڑ دو بے شک

الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ

جو لوگ گناہ کرتے ہیں عنقریب اپنے کیے کی سزا پائیں گے ۝ اور جس چیز پر اللہ کا

يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ

نام نہیں لیا گیا اس میں سے نہ کھاؤ اور بے شک یہ کھانا گناہ ہے اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں

أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾

تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا تو تم بھی مشرک ہو جاؤ گے ۝

افادات محمود:

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ الخ

اکثریت کی رائے کو تسلیم کرنا یورپ کی جمہوریت ہے۔ یا منقولوں کا کام ہے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے۔ پھر سب انسانوں میں عقل کامل نہیں ہے۔ لہٰذا ان کی رائے اور ان کا بنایا ہوا قانون قرآن وسنت سے متصادم ہو سکتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ قرآن وسنت مقدم ہوں اور ان کی بالادستی ہو۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا الخ

ایمان والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا خالق اور مارنے والا بلاواسطہ یا بالواسطہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ لیکن جاندار چیزوں میں جبکہ حلال ہوں، دو واقعے ہیں، ایک ذبح اور دوسری طبعی موت۔ طبعی موت کی صورت میں دم مسفوح گوشت کے اندر جذب ہو کر رہ جاتا ہے اور ذبح کی صورت میں دم مسفوح، جو کہ نجس ہے، باہر نکل جاتا ہے اور

گوشت طیب و طاہر ہو جاتا ہے۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ مسلمان عجیب لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ کے مارے ہوئے جانور کو کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مارے ہوئے (جو طبعی موت یعنی بغیر ذبح کے مرے) کو نہیں کھاتے؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ حکمت ذبح اور طبعی موت کی حقیقت سے ناواقف تھے۔ ورنہ جانور کا مرنا دونوں صورتوں میں ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ذبح کرنے والے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں۔ روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکل جاتی ہے اور جو طبعی موت مرتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کے حکم سے مرتے ہیں لیکن وہ نجس رہ جانے کی وجہ سے ناپاک ہیں۔ دونوں صورتوں کو ایک جیسا سمجھنا حماقت اور ظلم ہے۔ قرآن کریم نے اس فاسد عقیدہ کو رد کر دیا ہے۔

مما لم یذکر اسم اللہ علیہ الخ

یہاں ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا ذکر ہے، خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً، لہٰذا اللہ کے حکم کو نسیاناً چھوڑنے والا حکماً پڑھنے والا شمار ہوتا ہے۔ اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ امام شافعیؒ کے ہاں عمداً چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حلال ہوگا اور امام مالکؒ کے نزدیک نسیاناً چھوڑنے والے کا ذبیحہ بھی حلال نہ ہوگا۔ یہ مسلک چونکہ صحابہ میں سے حضرت ابن عمرؓ کا ہے لہٰذا امام مالکؒ کے مسلک اور قول کے مطابق گنجائش ہے لیکن امام شافعیؒ کا قول حلت ذبیحہ کا بصورت ترک تسمیہ عمداً یہ اجماع اور ظاہری نصوص کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان آیت مذکورہ میں تصریح موجود ہے کہ جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے وہ نہ کھاؤ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ نے حضورؐ سے پوچھا تھا کہ حضورؐ میں اپنا کتا شکار پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن پکڑتے وقت اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو جاتا ہے اور میں یہ نہیں جانتا کہ اس کو چھوڑتے وقت کسی نے بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شکار آپ کے لیے حلال نہیں۔

انما سمیت علی کلبک ولم تسم علی کلب غیرک

یعنی تو نے اپنے کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی تھی لیکن دوسرے پر نہیں پڑھی تھی۔ لہٰذا شکار حلال نہیں ہے۔ یہاں ترک تسمیہ ہی کی وجہ سے شکار کو آپؐ نے حرام قرار دے دیا۔ لہٰذا اس مسئلہ میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے۔ جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام عمداً نہ لیا جائے وہ حرام ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا

بھلا وہ شخص جو مردہ تھا

فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ

پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے اسے روشنی دی کہ اسے لوگوں میں لیے پھرتا ہے وہ اس کے برابر ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہے

لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ

ان سے نکل نہیں سکتا اسی طرح کافروں کی نظر میں ان کے کام آراستہ کر دیے گئے ہیں اور اسی طرح

جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ۭ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا

ہر بستی میں ہم نے گناہگاروں کے سردار بنا دیے ہیں تاکہ وہاں اپنے مکر و فریب کا جال پھیلائیں حالانکہ وہ اپنے فریب کے جال میں

بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاِذَا جَاۗءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى

آپ پھنستے ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں ○ جب ان کے پاس کوئی نشانی آتی ہے تو کہتے ہیں ہم ہرگز نہیں مانیں گے جب تک کہ

نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ

وہ چیز خود ہمیں نہ دی جائے جو اللہ کے رسول کو دی گئی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے عنقریب

الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ۝

جنہوں نے جرم کیا ان کو پہنچے گی ذلت اللہ کے ہاں اور سخت عذاب مکاریوں کی پاداش میں جو کرتے تھے

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ

سو جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ

يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاۗءِ ۭ كَذٰلِكَ

گمراہ کرے اس کے سینہ کو بالکل تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اسی طرح

يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے ○ اور یہ تیرے رب کا سیدھا

مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ

راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے نشانیاں صاف صاف بیان کر دی ہیں ○ ان کے لئے

عِندَ رَبِّهِمْ ۖ وَهُوَ وَلِيُّهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢٧﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا

اپنے رب کے ہاں سلامتی کا گھر ہے اور وہ ان کے اعمال کے سبب سے ان کا مددگار ہے ○ اور جس دن ان سب کو جمع کرے گا

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ

تو جنوں کی جماعت سے فرمائے گا تم نے آدمیوں میں سے بہت سے اپنے تابع کر لیے تھے اور آدمیوں میں سے جو جنوں کے دوست

رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ قَالَ النَّارُ

تھے کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے ایک دوسرے سے کام لیا اور ہم اپنی اس میعاد کو آپہنچے جو تو نے ہمارے واسطے مقرر کی تھی فرمائے گا

مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۗ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٢٨﴾ وَكَذَٰلِكَ

آگ ہے ٹھکانا تمہارا اسی میں ہمیشہ رہو گے مگر جسے اللہ چاہے بیشک تیرا رب حکمت والا جاننے والا ہے ○

نُوَلِّي بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٢٩﴾ ع

اور اسی طرح ہم گنہگاروں کو ایک دوسرے کے ساتھ ان کے اعمال کے سبب ملا دیں گے ○

افادات محمود:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ الخ

کفار اپنے کبر اور معاندانہ حیلہ جوئی کی وجہ سے انبیاء کی رسالت کا انکار کرتے تھے اور ساتھ ہی یہ کہتے تھے کہ جب تک فرشتے نازل ہو کر ہم کو نہ بتلا دیں یا خود اللہ تعالیٰ ہم سے نبی کی رسالت کے متعلق بات چیت نہ کرے تو ہم نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتلایا کہ نبوت اور رسالت کا منصب ایک خداداد منصب ہے جو کہ وہبی ہے کسبی نہیں ہے۔ ریاضت وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ اس منصب کا اہل کون ہے اور بحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے جس کو بھی اس عظیم الشان منصب کے لیے منتخب فرمایا انہوں نے پیغمبری اور رسالت کا حق ادا کیا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کے ایک ایک ذرہ کو محیط ہے اس کو خوب معلوم ہے کہ نبوت و رسالت کا حق کون ادا کر سکتے ہیں اور کون اس منصب کے اہل نہیں ہیں لہٰذا ان ہی کو منتخب فرمایا گیا ہے جو اس کے اہل تھے۔

قوم یونس پر سے عذاب ہٹائے جانے کی حکمت اور مولانا مودودی کی اختراع:

جیسے سورۂ یونس میں ہے کہ حضرت یونس کی قوم کے سوا اور کوئی قوم ایسی نہیں ہے کہ آثارِ عذاب ظاہر ہونے کے بعد عذاب سے بچ گئی ہو۔ ان لوگوں نے چونکہ سچی توبہ کی۔ جانوروں اور بچوں کو لے کر میدان میں نکلے اور

خوب الحاح و زاری کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کو رفع کر دیا۔ قرآن کریم نے دو جگہ اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ایک سورہ یونس اور دوسرا سورہ صافات پارہ نمبر ۲۳ میں۔ دونوں سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے رفع عذاب کی وجہ قوم یونس کے ایمان کو قرار دیا ہے چنانچہ سورہ یونس میں ہے۔

لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي ○ (سورہ یونس)

جب وہ (قوم یونس) ایمان لے آئی تو ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب ہٹا دیا۔

فامنوا فمتعناهم الى حين○

جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ایک وقت مقرر تک۔

یہ دونوں آیتیں صاف صاف بتا رہی ہیں کہ قوم یونس ایمان کی برکت سے عذاب سے محفوظ ہو گئی۔ لیکن مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ عذاب اس وجہ سے رفع ہوا کہ قوم نے غلطی نہیں کی تھی، بلکہ یونس علیہ السلام سے فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گئی تھی (العیاذ باللہ)۔ ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا" یعنی ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک رسول نہ بھیجیں اور حضرت یونس سے چونکہ کوتاہی ہو گئی تھی تو ان کا آنا اور نہ آنا برابر تھا لہٰذا عذاب اس وجہ سے ہٹا لیا گیا کہ قوم میں گویا کوئی مبعوث ہوا ہی نہیں تو ان کو سزا دینا مناسب نہ تھا۔ جب قرآن کریم نے رفع عذاب کی علت اس قوم کے ایمان کو قرار دیا ہے تو پھر یہ بات از خود اختراع کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مودودی صاحب عصمت انبیاء کے قائل ہی نہیں انبیاء پر تنقید و جرح کی یہ عمارت ہمیشہ اسی بنیاد پر اٹھائی جاتی ہے۔

وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ شُرَكَائِهِمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿١٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ

اور جو حصہ اللہ کا ہے وہ ان کے شریکوں کی طرف پہنچ سکتا ہے کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں ○ اور اسی طرح بہت سے

لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ

مشرکوں کے خیال میں ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں ڈالیں اور ان پر

دِينَهُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ وَقَالُوا هَٰذِهِ

اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ کر دیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے سو ان کو چھوڑ دو اور جو یہ افترا کرتے ہیں ○ اور کہتے ہیں یہ

أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

چوپائے اور کھیت ممنوع ہیں جنہیں صرف وہی کھا سکتے ہیں جنہیں ہم چاہیں اور کچھ چوپائے ہیں جن کی پشت پر سواری

ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم

حرام کر دی گئی ہے اور کچھ چوپائے ہیں جن پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر افترا ہے عنقریب اللہ انہیں

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿١٣٨﴾ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا

ان کے افترا کی سزا دے گا ○ اور کہتے ہیں کہ جو ان چوپایوں کے پیٹ میں ہے وہ ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے

وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ

اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور جو بچہ مردہ ہو تو وہ سب اس کے کھانے میں برابر ہیں اللہ انہیں ان باتوں کی

وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا

سزا دے گا بیشک وہ حکمت والا جاننے والا ہے ○ تحقیق تباہ ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو بیوقوفی

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ ۚ قَدْ ضَلُّوا وَمَا

اور نادانی کی بنا پر قتل کیا اور اللہ پر بہتان باندھ کر اس رزق کو حرام کر لیا جو اللہ نے انہیں دیا تھا بیشک وہ گمراہ ہوئے اور

كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٤٠﴾ ع

ہدایت یافتہ نہ تھے ○

افاداتِ محمود:

قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ الخ

(۱) قتل کا ایک طریقہ اولاد کو زندہ درگور کرنا ہے۔ (۲) ایک طریقہ مشرکین کا تھا کہ بچوں کو بت کے بھینٹ

چڑھا دیتے تھے۔ شاید شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈال دیا ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کا اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کی کوشش کرنا بتوں کے نام پر تھا، لہٰذا وہ لوگ اس فعل قبیح اور شنیع میں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے تھے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ جناب عبدالمطلب نے زمزم کا کنواں کھودتے وقت یہ نذر مانی تھی کہ اگر میرے دس جوان بیٹے ہو گئے تو ایک کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کروں گا۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے مشرکین کچھ بچوں کو بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہوں۔

وَاِنْ یَّکُنْ مَّیْتَةً الخ

مشرکین نے ایک اعتراض اور افتراء یہ کیا تھا کہ اگر سائبہ اور بحیرہ (وہ جانور جس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا تھا) کو ذبح کر دیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے جسے جنین کہا جاتا ہے تو صرف مرد کھا سکتے ہیں۔ عورتوں کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ مردہ نکل آئے تو اس میں سب شریک ہیں۔ یعنی مرد و عورتیں سب ہی کھا سکتے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ انہوں نے از خود اختراع کیا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کو رد فرمایا:

ذبح جنین کا حکم:

ایک حدیث میں ہے کہ "ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ الخ" اس حدیث کی بنیاد پر امام شافعیؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو ذبح کیا گیا اور پیٹ میں بچہ تھا تو وہ خود ہی ذبح تصور ہوگا۔ اس کی ماں کے ذبح کی وجہ سے وہ بھی مذبوح شمار ہوگا۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ حرمت کی علت دم نجس کا گوشت میں جذب ہو جاتا ہے اور وہ یہاں موجود ہے، لہٰذا جنین بغیر ذبح حلال نہ ہوگا۔ کیونکہ بچے کی حیثیت الگ ہے اس کی رگوں میں جو خون ہوتا ہے وہ الگ اور مستقل ہوتا ہے اور خود جنین میں بھی اس کا حکم الگ ہے۔ اسی طرح اس کے ذبح کا بھی حکم الگ ہونا چاہیے۔ رہی حدیث سو اس کا مفہوم اور ترجمہ یہ ہے کہ "پیٹ میں پائے جانے والے بچے کے ذبح کا وہی طریقہ ہے جو اس کی ماں کا ہے" لہٰذا امام صاحبؒ کا مسلک حدیث کے مطابق اور یہ حدیث احناف کے مسلک کی دلیل ہے۔

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور اسی نے دو باغ پیدا کئے ہیں جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو نہیں چڑھائے جاتے

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ

اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہیں اور زیتون اور انار پیدا کئے جو ایک دوسرے سے مشابہ اور جدا جدا

مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ

بھی ہیں ان کے پھل کھاؤ جب وہ پھل لائیں اور جس دن اسے کاٹو اس کا حق ادا کرو اور بے جا خرچ نہ کرو

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۞ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا

بے شک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۞ اور بوجھ اٹھانے والے مویشی پیدا کئے اور زمین سے لگے ہوئے جو اللہ کے

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۞ ثَمٰنِيَةَ

رزق میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا صریح دشمن ہے ۞ آٹھ قسمیں

اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ

پیدا کیں بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو تو پوچھ کہ دونوں نر اللہ نے حرام

اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ

کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں کے رحم میں ہے مجھے اس کی سند بتاؤ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ

تم سچے ہو ۞ اور اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو پیدا کیں تو پوچھ

ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ جو دونوں مادہ کے رحم میں ہے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

کیا تم موجود تھے جس وقت اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا تھا پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر

كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞

جھوٹا بہتان باندھے تاکہ لوگوں کو بغیر تحقیق گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۞

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً

آپ کہہ دیجئے میں اس وحی میں جو مجھے ملی ہے کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا جو اسے کھائے مگر یہ کہ وہ مردار ہو

اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ

یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کہ وہ ناپاک ہے یا وہ ناجائز ذبیحہ جس پر اللہ کے سوا کسی

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَی

کا نام پکارا جائے پھر جو شخص بھوک سے بے اختیار ہو جائے ایسے حال میں کہ نہ بغاوت کرنے والا ہو نہ حد سے گزرنے والا ہو تو تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور

الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ

یہودیوں پر ہم نے ہر ایک ناخن والا جانور حرام کیا تھا اور گائے اور بکری میں سے ان دونوں کی چربی

شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَایَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ

حرام کی تھی مگر جو پشت پر یا انتڑیوں پر لگی ہو یا جو ہڈی سے ملی ہوئی ہو یہ ہم نے

جَزَیْنٰهُمْ بِبَغْیِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ

ان کی شرارت کے باعث انہیں سزا دی تھی اور بیشک ہم سچے ہیں پھر اگر تجھے جھٹلائیں تو کہہ دو تمہارا رب بہت وسیع

وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا یُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا

رحمت والا ہے اور اس کا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ٹلتا اب مشرک کہیں گے

لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكْنَا وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَیْءٍ ؕ كَذٰلِكَ

اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا شرک کرتے اور نہ ہم کوئی چیز حرام کر لیتے اسی طرح ان

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰی ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ

لوگوں نے جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھا کہہ دو تمہارے پاس کوئی

عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾

ثبوت ہے تو اسے ہمارے سامنے لاؤ تم تو فقط خیالوں پر چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو

قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ قُلْ هَلُمَّ

کہہ دو پس اللہ کا الزام پورا ہو چکا پس اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا ان سے کہہ دو کہ

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا

تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ ۝ پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی نعمت پوری کرنے کے لیے

عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

اس پر جو نیک کار تھا اور ہر چیز کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ

بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا

اپنے رب کی ملاقات پر یقین لائیں ۝ اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰي طَاۗىِٕفَتَيْنِ مِنْ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۝ کہ کبھی تم کہو کہ کتاب تو صرف دو فرقوں پر اتری جو ہم سے پہلے

قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

ہوئی تھی اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے ۝ یا یوں کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی

الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

تو ہم ان سے زیادہ راہ راست پر ہوتے سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت

وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۭ سَنَجْزِي

اور رحمت آ چکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے روگرداں رہے جو لوگ

الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْۗءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۝

ہماری آیتوں سے روگردانی کرتے ہیں ہم انہیں ان کی روگردانی کے باعث بہت برے عذاب کی سزا دیں گے ۝

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ

یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا تیرا رب آئے یا تیرے رب کی

اٰيٰتِ رَبِّكَ ۭ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان کام نہ آئے گا جو پہلے ایمان

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝

نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک کام نہ کیا ہو کہہ دو کہ انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں ۝

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ

جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کئی جماعتیں بن گئے تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں ان کا کام

إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی ان کو بتلائے گا جو کچھ وہ کرتے تھے ۝ جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کے لئے

عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

دس گنا اجر ہے اور جو بدی کرے گا سو اسی کے برابر سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا ۝

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ

کہہ دو میرے رب نے مجھے ایک سیدھا راستہ بتا دیا ہے ایک سچا دین ابراہیم کی ملت جو

حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ

ایک ہی طرف کا تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا ۝ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا

وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ

اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ۝ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے

الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَبْغِي رَبًّا وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَلَا تَكْسِبُ

فرمانبردار ہوں ۝ کہہ دو کیا اب میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ وہی ہر چیز کا رب ہے اور جو شخص کوئی

كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم

گناہ کرے گا تو وہ اسی کے ذمہ ہے اور ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہارے رب کے پاس ہی

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

سب کو لوٹ کر جانا ہے سو جن باتوں میں تم جھگڑتے تھے وہ تمہیں بتلا دے گا ۝ اسی نے تمہیں

خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي

زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں دیئے ہوئے

مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

احکام میں آزمائے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

مَّا تَشْكُرُوْنَ ○

شکر کرتے ہو ○

افاداتِ محمود:

یہ سورت مکی ہے، البتہ ۸ آیتیں یعنی آیت نمبر ۱۶۳ سے ۱۷۰ تک مدنی ہیں۔ اس سورت میں ۲۰۶ آیات اور ۲۴ رکوع ہیں۔ نسائی میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ روایت موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورۂ اعراف پڑھی تھی اور اس کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ آدھی ایک رکعت میں پڑھی تھی اور آدھی دوسری رکعت میں۔

الٓمّٓصٓ ۚ یہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔ اس کی تفصیل سورۂ بقرہ کے شروع میں گزر چکی ہے، وہی پیش نظر رہنی چاہیے۔

فَلَا يَكُنْ فِىْ صَدْرِكَ حَرَجٌ الخ

"حرج" کی تاویل:

(۱) حرج کی ایک تفسیر تو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ "حرج" سے مراد شک ہے، یعنی کتاب اللہ کے متعلق آپ کے سینہ میں کسی قسم کا شک اور ریب نہیں ہونا چاہیے۔ اس صورت میں یہ تقریباً "فلا تکونن من الممترین" کے معنی میں ہوگا۔

(۲) "حرج" کی دوسری تفسیر مفسرین کرام سے یہ منقول ہے کہ یہاں حرج تنگی کے معنی میں ہے یعنی ایک تو اس کے پہنچانے میں آپ دقت اور تنگی محسوس نہ کریں اور دوسرا معاندین کے بیہودہ سوالات، شکایات اور ایذا رسانیوں اور طعن و تشنیع کی وجہ سے آپ تنگ دل نہ ہوں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (سورۂ کہف ۱)

پس شاید آپ ہلاک کر ڈالیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائیں اس کلام (قرآن) پر افسوس کے مارے۔

معاندین کی بیہودہ باتیں اور اعتراضات ایسے تھے جو یقیناً جان لیوا ثابت ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو صبر اور ہمت کا پہاڑ بنا دیا۔ چنانچہ مشرکین اور کفار کہا کرتے تھے:

(۱) وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِىْ فِى الْاَسْوَاقِ ۙ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا الخ (سورۂ فرقان ع ۱)

(۲) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ الخ ○ (سورۂ رعد ۲۷)

اور وہ کہتے ہیں کہ کیا ہوا اس رسول کو کہ کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں۔ کیوں نہ
اتارا گیا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ وہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے والا۔
(ترجمہ آیت ۴) اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہیں کہ کیوں نہیں اتاری گئی آپ پر کوئی نشانی
آپ کے رب کی طرف سے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی کہ ان کے معاندانہ سوالات کی وجہ سے آپ تنگ دل اور بددل نہ ہوں اور اپنے فرض کو حسب سابق بطریقِ احسن ادا کرتے رہیے۔ یہ تفسیر پہلی تفسیر کی نسبت زیادہ قرینِ صحت ہے۔ یہ عقلی اور فطری بات ہے کہ جب انسان ایک کام خوب محنت اور لگن سے کرتا ہے مگر اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اس وقت انسان دل میں ایک تنگی اور ضیق محسوس کرتا ہے کہ یہ کس کی بات ہے۔ یہاں تک یوں رہی۔ لہٰذا یہ تفسیر اقرب الی الفہم ہے۔ شک کے ساتھ "حرج" کی جو تفسیر کی گئی ہے اس میں تھوڑا سا بعد محسوس ہوتا ہے کہ نزول قرآن اور کلام منزل ہونے میں شک کیوں کر ہو سکتا ہے؟

فَجَاءَهَا بَأْسُنَا بَيَاتًا أَوْ هُمْ قَائِلُونَ۔ الخ

اصول نحو کی کتابوں میں نحو کے اس اصول کی تصریح موجود ہے کہ "فا" تعقیب مع الوصل کے لیے آتی ہے یعنی اگر یوں کہا جائے جاء زید فعمرو تو مطلب یہ ہوگا کہ پہلے زید آیا اس کے متصل بعد یعنی بغیر کسی تاخیر کے عمرو آیا۔ اس آیت میں پہلے بستیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے اور بعد میں فا کے ساتھ عذاب آنے کا ذکر ہے یعنی بستیاں پہلے ہلاک کی گئیں اور بعد میں عذاب دیا گیا۔ حالانکہ عذاب جب آتا ہے تو ہلاکت اس کے نتیجہ میں رونما ہوتی ہے؟

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ "فا" سے قبل معطوف علیہ میں اجمال ہوتا ہے اور اس کی تفصیل "فا" کے بعد معطوف میں ہوتی ہے اور تفصیل ہمیشہ رتبہ کے اعتبار سے اجمال کے بعد آتی ہے۔ ایسی صورت میں تعقیب زمانی نہیں ہوتی بلکہ رتبی ہوتی ہے۔ جیسے آپ کہیں توضأ زید فغسل وجهه و يديه الخ یعنی جب زید نے وضو شروع کیا تو اپنا چہرہ دھویا اور ہاتھ دھوئے تو توضأ میں اجمال ہے اور "فغسل وجهه ويديه" میں اس کی تفصیل ہے۔ بعینہٖ اسی طرح "أَهْلَكْنَاهَا" میں بھی اجمال ہو رہا تھا۔ اس کی تفصیل کا آغاز ہوا ہے اس میں تعقیب رتبی ہے زمانی نہیں ہے۔ "أَوْ هُمْ قَائِلُونَ ۝" یہ قیلولہ سے ہے یعنی خواب نیم روز، دوپہر کا آرام "قیلولہ" یہ سنت اقدس میں سے ایک جزو بھی ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

ما كنا نقيل ولا نتغدى الا بعد الجمعة (بخاری)

حضرت سہل ابن سعدؓ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کے دن دوپہر کا کھانا اور دوپہر کا آرام نماز جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

فَلَنَسْأَلَنَّ الَّذِينَ الخ

قسط کی تحقیق:

لفظ "قسط" ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اور اضداد کے باب میں سے ہے یہی مصدر جب ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں استعمال ہوتا تو یہ لفظ اضداد کے باب سے نکل جاتا ہے۔ جب یہ لفظ ثلاثی مجرد کے مصدر کے طور پر استعمال ہو تو یہ جور اور ظلم کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عدل کے مفہوم میں بھی۔ چنانچہ امام راغب مفردات میں لکھتے ہیں:

"والقسط هو ان ياخذ قسط غيره وذالك جور"

یعنی قسط کا معنی یہ ہے کہ کسی اور کے حصہ کو دبالینا اور یہ صریح ظلم ہے اور "قسط الرجل" اسی معنی یعنی قسط الرجل کا معنی ہے کہ فلاں آدمی نے ظلم کیا۔ چنانچہ سورہ جن پ ۲۹ میں ارشاد ہے:

"وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا"

اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے اور ثلاثی مزید فیہ ہو کر "اقساط" اور "اقسط" انصاف اور عدل کے معنی میں ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"واقسطوا ان الله يحب المقسطين"

یعنی انصاف کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ نیز جیسے "قرء" اضداد میں سے ہے اور مشترک ہے بین الحیض و الطهر الخ ویسے ہی قسط بھی۔

یعنی قرء سے مراد حیض بھی ہو سکتا ہے اور طہر بھی۔ کلام کے سیاق و سباق کی مناسبت سے دونوں معنوں میں سے کوئی ایک معنی مراد لیا جائے گا۔ قسط ثلاثی مجرد ہو ظلم اور جور کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور عدل کے معنی میں بھی لیکن ثلاثی مزید فیہ، باب افعال میں عدل کے معنی میں آتا ہے، کیونکہ باب افعال کا ہمزہ سلب ماخذ کے لیے بھی آتا ہے لہٰذا اقساط کا معنی سلب جور ہے یعنی جور اور ظلم کا نہ ہونا اور یہی عدل ہے۔ جیسے کہ باب تفعیل میں بھی ہوتا ہے کہا جاتا ہے

"جلدت البعير و جلدته" میں نے اونٹ کی کھال کھینچ لی یعنی اتار لی۔ یہاں دونوں بابوں میں سلب ماخذ ہے اور قسطاس بھی قسط سے ہے۔ قسطاس ترازو کو بھی کہا جاتا ہے اور عدل و انصاف کو بھی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وزنوا بالقسطاس المستقيم"

اور تولا کرو ترازو سیدھی سے۔

(۲) اسی طرح کفار کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (سورہ کہف)

سنیں گے تاکہ ہر ایک سے ہم ان کے لیے قیامت کے دن وزن۔ یہ آیت بھی صراحۃً وزنِ اعمال پر دلالت کرتی ہے۔ (۳) حدیث میں ہے الحمد لله نصف الميزان و سبحان الله يملأ الميزان۔ یعنی الحمد للہ آدھی ترازو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ ترازو کو بھر دیتا ہے۔ اس ترازو سے مراد بھی وہ ترازو ہے جو قیامت کے روز وزنِ اعمال کے لیے رکھی جائے گی۔ (۴) اسی طرح صحیح البخاری کی آخری حدیث ہے

كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم ۝

دو کلمے ایسے ہیں جو کہ رحمن کو محبوب ہیں، زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو میں وزنی ہیں۔ (وہ یہ ہیں)

(۱) سبحان الله وبحمده (۲) سبحان الله العظيم۔

امام بخاری نے اس حدیث کو جس باب کے تحت نقل کیا ہے اس کا عنوان ہے

"ان اعمال بني آدم يوزن"

یعنی بنی آدم کے اعمال وزن کیے جائیں گے اور یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

معتزلہ کے دلائل کے مفصل جوابات:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب دلیل عقلی و نقلی میں تعارض ہو تو ایک مسلمان کے شایانِ شان یہی ہے کہ وہ نقل کو عقل پر ترجیح دے اور عقل کی بات کو چھوڑ دے۔ دوسرے عقل بھی اسی بات کو تسلیم کرتی ہے کہ جس بات کا مصدر انسانی عقل ہو اس میں خطا کا امکان ہوتا ہے لیکن اس کا مصدر اللہ کی طرف سے ہو اور اس کام کا نبی کے ذریعے معلوم ہو تو اس میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں سے واپس تشریف لائے اور اگلی صبح لوگوں میں چرچا ہوا تو ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا میں لوگوں کو جمع کروں؟ کیا آپ لوگوں کے سامنے بھی یہ کہیں گے کہ آپ رات بیت المقدس کے ساتھ آسمانوں پر گئے تھے اور پھر اتنی قلیل مدت میں واپس بھی آ گئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں میں کہوں گا۔ ابوجہل سمجھ رہا تھا کہ یہ بات تو کسی کی عقل میں آنے کی نہیں ہے کوئی اس کو تسلیم نہیں کرے گا اس طرح لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف کرنے کا بہت اچھا موقع ہے۔ جب ابوجہل لوگوں کے پاس جانے لگا تو راستے میں سیدنا صدیق اکبر سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابوجہل نے حضرت صدیق اکبر سے کہا کہ تمہارا ساتھی یہ کہتا ہے کہ میں اس رات آسمانوں پر گیا ہوں اور واپس آ گیا ہوں تو کیا یہ عقلاً ممکن ہے؟ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کس نے کہا؟ ابوجہل نے کہا کہ وہ تمہارا پیارا اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی وجہ سے تم نے عزیز و اقارب حتیٰ کہ پوری قوم کو چھوڑ دیا ہے یہی کہہ رہے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر وہ کہتے ہیں تو بالکل سچ کہتے ہیں۔

آمنا به وصدقنا

انہوں نے دلیل عقلی چھوڑ کر وحی الٰہی اور نقل کو تسلیم کر لیا اور ابوجہل عقل کو پکڑے رہا۔ وہ وحی الٰہی کو چھوڑ کر اور عقل محض کے پیچھے چلتا رہا۔ اب اگر کوئی ابوجہل کا متبع ہے وہ وحی الٰہی کو چھوڑ کر عقل محض کی پیروی کرتا ہے اور جو کوئی وحی اور نقل کا پیرو ہے وہ صدیق اکبرؓ کا پیروکار ہے۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے:

"ان الله يقلب الاعراض اجساماً فيزنها"

یعنی اللہ تعالیٰ تمام اعمال کو جو کہ اعراض ہیں اجسام بنا دیں گے، پھر تولیں گے اور وزن کریں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ خوبصورت شکلوں میں قبر میں مردے کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ ہر اعتبار سے اس کی دلجوئی کریں گے۔ اسی طرح قیامت کے روز وزن اعمال سے متعلق ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے کہ ایک شخص کے بہت سارے اعمال بد ہوں گے۔ برے اعمال کے تمام رجسٹر ترازو کے ایک پلڑے میں اور کلمہ جو اس نے پڑھا ہوگا وہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا ہوگا۔ وہ دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ تب اعمال والا پلڑا جھک جائے گا۔ حدیث میں کلمات والا لفظ مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ براہ راست اعمال نہ تولے جائیں گے، بلکہ جس رجسٹر میں اعمال خیر اور اعمال شر درج ہوں گے وہ رجسٹر تولے جائیں گے لہٰذا اس پر اعتراض والا اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا۔

دور حاضر میں ان جوابات کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ اخبارات میں آپ پڑھتے رہتے ہیں کہ آج درجہ حرارت اتنے گریڈ تھا اور درجہ برودت اتنا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر مریضوں کو چیک کر کے تھرمامیٹر کے ذریعہ بخار کے درجہ حرارت کو معلوم کرتے ہیں کہ طبعی حرارت ۹۸.۴ ہونی چاہیے جب اس سے زیادہ ہو تو بخار چڑھ جاتا ہے۔ جب فرقوں کے پاس اعراض تولنے کے لیے آلات ہیں تو کیا خدا کے پاس اعراض کے تولنے کے لیے کوئی ترازو نہیں ہے؟ اب تو یہ بڑی حماقت کی بات لگتی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اعمال کا وزن کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور یہی جمہور امت کا مذہب ہے۔ یہی درست اور حق ہے۔

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ

شیطان نے بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے اور کہا

مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا

تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا

مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا

ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور ان کے روبرو قسم کھائی کہ بالتحقیق میں تمہارا خیرخواہ ہوں پھر انہیں دھوکے

بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

سے مائل کر لیا پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں اور اپنے اوپر بہشت کے

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ

پتے جوڑنے لگے اور ان کو ان کے رب نے پکارا کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور تمہیں کہہ

لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ

دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے ان دونوں نے کہا اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور

لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے فرمایا یہاں سے اتر جاؤ تم

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ فِيْهَا

ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانا ہے اور ایک وقت تک نفع اٹھانا ہے فرمایا تم

تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝

اسی میں زندہ رہو گے اور وہیں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے ۝

افاداتِ محمود:

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ الخ

انسان بھی عجیب چیز ہے جب سجدہ کرنے پہ آتا ہے تو پتھروں اور چاند سورج کو سجدہ کر جاتا ہے۔ جب انکار کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے آگے بھی سجدہ نہیں کرتا۔

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ الخ

شیطان میں کیا بہتری اور برتری ہے؟ لیکن بلا سوچے سمجھے اس نے اپنے آپ کو اچھا کہنا شروع کر دیا۔
حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اول من قاس ابلیس فاخطأ القیاس یعنی سب سے پہلے قیاس شیطان نے کیا اور وہ اس میں غلطی کر گیا۔ جس نے جناب دین کی پیروی کی دین کو رائے پر قیاس کیا اور وحی کے سامنے عقل رکھی۔ وہ کرائس کا انکار کر دیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مٹی نار سے کئی اعتبارات سے افضل ہے۔
قاضی بدرالدین حنفیؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب۔

"آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان"

میں طین کی افضلیت علی النار پر تقریباً دلائل دیئے ہیں۔

(۱) آگ کی طبیعت اور اصلیت میں فساد ہے۔ جو چیز اس کے قریب ہو جاتی ہے، جل کر ناکارہ ہو جاتی ہے۔ جبکہ مٹی میں یہ بات نہیں ہے۔

(۲) آگ کی طبیعت میں تیزی طراری اور غصہ ہے، جبکہ مٹی میں یہ باتیں نہیں ہیں، بلکہ مٹی میں استقرار و سکون ہے۔

(۳) زمین میں تمام جانداروں کے خورد و نوش اور پوشاک کا انتظام ہے، جبکہ آگ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

(۴) مٹی ہر جاندار کی ہر وقت کی ضرورت ہے اور آگ سے جانور تو بالکل ہی مستغنی ہیں، جبکہ انسان کو بھی کئی کئی دن اور کئی کئی ماہ تک آگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

(۵) مٹی میں اگر آپ بیج ڈالتے یا پودا لگاتے ہیں تو وہ کئی گنا بڑھا کر آپ کو پیش کر دیتی ہے اور وہی چیز یہاں آگ میں ڈال دیں تو وہ جلا دے گی اور ایک ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑے گی۔

(۶) آگ اپنے وجود میں محل کی محتاج ہے، یہ بغیر کسی محل کے موجود نہیں ہو سکتی، جبکہ مٹی اپنے وجود میں کسی اور محل کی محتاج نہیں ہے۔

(۷) آگ مٹی کی محتاج ہے کیونکہ آگ کا محل بالواسطہ یا بلا واسطہ مٹی کے بغیر نہیں ہو سکتا، جبکہ مٹی آگ کی محتاج نہیں ہے۔

(۸) آگ اس قدر کمزور ہے کہ ہوا کے جھونکے کے ساتھ ادھر ادھر گھومتی ہے۔ ہوا جس طرف چلتی ہے آگ بھی ادھر ہی رواں ہو جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آگ سے پیدا شدہ مخلوق پر خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے۔ خواہشات کے ساتھ ساتھ مغلوب ہو کر وہ ادھر ادھر گھوم جاتے ہیں۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی ہوا کے ساتھ ادھر ادھر نہیں گھومتی، لہٰذا مٹی سے پیدا شدہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پا لیتا ہے اور خواہشات کے ہاتھوں قیدی نہیں بنتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مستقل اور مضبوط بنا دیتا ہے۔ ابلیس اور اس کی ذریت اسی غلطی کے نتیجے میں رحمت

خدا وندی سے دور ہو گئے۔

(٩) آگ سے اگرچہ جزوی طور پر نفع تو حاصل ہوتا ہے، لیکن حصول نفع کے وقت بھی آگ کو چولہے کی قید میں قید نہ کیا جائے تو مکانوں کا مکین اور سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے گا، جبکہ مٹی میں ایسی بات نہیں ہے۔

(١٠) قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر زمین کا اور اس کے فوائد کا ذکر فرمایا ہے مثلاً زمین کا بچھونا ہونا، زندہ اور مردہ جانداروں کے لیے ٹھکانا ہونا، اور تمام اصل حیوان کا حامل ہونا۔ پھر زمین پر چلنے پھرنے کی ترغیب عبرت کے لیے دی ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان میں غور و فکر کرنے کی بار بار تلقین کی ہے۔ آگ کو صرف ایک دو جگہ بطور منافع ذکر کیا گیا ہے، وہ بھی زمین کے مقابلے میں وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

(١١) قرآن کریم میں متعدد جگہ زمین کی حسی اور باطنی، ظاہری اور روحانی برکات کا ذکر کیا گیا ہے جیسے:

الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ ○

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیہا الخ ○

جبکہ آگ کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں ہے، بلکہ آگ تو برکات کو ختم کرنے والی ہے۔

(١٢) تمام مساجد اور عبادت خانے زمین پر واقع ہیں جن میں ٢٤ گھنٹے یا کم از کم پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور اگر مسجد حرام کے سوا اور کوئی مسجد روئے زمین پر نہ بھی ہوتی تو بھی زمین کے فخر کے لیے صرف مسجد حرام ہی کافی تھی جبکہ آگ کو یہ سعادت نصیب نہیں۔

(١٣) زمین میں اللہ تعالیٰ نے مختلف کانیں ودیعت فرمائی ہیں۔ سرسبز و شاداب باغات، فصلیں اور لذیذ پھل، لہلہاتی کھیتیاں، دریا، سمندر، نہریں، چشمے وغیرہ یہ سب کچھ زمین میں ہیں۔ آگ کا ان نعمتوں سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

(١٤) زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ آگ زمین میں ایک خادم کی حیثیت سے ہے جب اس کی ضرورت پڑتی ہے استعمال میں لائی جاتی ہے جب ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو بجھا دی جاتی ہے۔

(١٥) ابلیس لعین نے اپنی بصیرت اور بصارت کے نقص کی وجہ سے اپنے آپ کو مٹی سے افضل سمجھا۔ وہ اگر بنظر انصاف دیکھتا اور غور کرتا تو سمجھ جاتا کہ انسان حقیقت میں دو چیزوں سے مرکب ہے۔

(١) ایک پانی سے جو ہر زندہ کی زندگی کا سبب قرار دیا ہے جیسے کہ سورہ فرقان میں اس کی تصریح موجود ہے۔

(٢) دوسرا عنصر مٹی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام خزانوں کا مرکز بنایا ہے۔ اگر ابلیس کی نظر گندھی ہوئی مٹی سے آگے اس کی ماہیت اور مقصد پر پڑ جاتی تو حضرت آدمؑ کا افضل ہونا بھی سمجھ میں آ جاتا۔

فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ

شیطان نے ٹھوکر تو خود کھائی تھی لیکن وہ اولاد آدم کا دشمن بن گیا۔

یَخْصِفٰنِ الخ

ڈھکنا اور جوڑنا۔

حضرت آدم اور حضرت حواؑ سے جب لباس جنت واپس لیا گیا تو وہ انجیر یا کیلوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جو اکرام و اعزاز حضرت آدم اور حواؑ کو دیا گیا تھا وہ ان سے واپس نہیں لیا گیا تھا لیکن کھانے کے بعد جب قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی تو ان کو جنت سے اترنے کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ جنت میں قضائے حاجت کی جگہ نہیں ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

اے آدم کی اولاد ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ

تمہاری شرمگاہیں اور آرائش کے لئے اور لباس پرہیزگاری کا وہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ

قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ○ اے آدم کی اولاد تمہیں شیطان نہ بہکائے جیسا نکال دیا

اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ

تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اتروا دئے ان سے ان کے کپڑے تاکہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھا دے وہ

يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ

اور اس کی قوم تمہیں دیکھتی ہے جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا

ایمان نہیں لاتے ○ اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی طرح اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے اور اللہ نے ہم کو

بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

یہی حکم دیا ہے کہہ دو کہ بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں کرتا کیا اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاتے ہو جو تمہیں معلوم نہیں ○

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ

کہہ دو کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور ہر نماز کے وقت سیدھا کرو اپنے رخ اور اسی کو پکارو خالص

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ

کرتے ہوئے اسی کے لئے دین جس طرح تمہیں پہلے پیدا کیا ہے اسی طرح دوبارہ پیدا ہو گے ○ ایک جماعت کو ہدایت دی اور ایک

عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ۭ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ

جماعت پر گمراہی ثابت ہو چکی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

وہ ہدایت پر ہیں ○ اے آدم کی اولاد تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو

وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

اور حد سے نہ نکلو بیشک اللہ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝

افاداتِ محمود:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى الخ

ظاہری لباس ظاہری عیب کو چھپاتا ہے اور تقویٰ کا لباس باطنی عیوب کو چھپاتا ہے۔

لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔

مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

لہٰذا جب شیطان نے تمہارے ابوالآباء حضرت آدم سے دھوکہ کیا تو تم لوگوں کو دوبارہ اس کی فریب کاریوں کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔

لباس سے مقصد جسم کو ڈھانپنا ہے:

لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا وَرِيْشًا الخ

اس آیت سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوئی کہ لباس کا مقصد عیب کی جگہوں کا چھپانا ہے اور جس لباس سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ لباس نہیں ہے۔ آج کل بہت عریانی ہے۔ اگر لباس ہے بھی تو نہ ہونے کے برابر ہے۔

حدیث میں ہے:

رب کاسیات عاریات الخ۔

بہت سی عورتیں باوجود لباس ہونے کے ننگی ہوتی ہیں۔ آج کل عورتیں برقع پہن کر پھرتی ہیں، جن میں وہ برقع اتنا تنگ ہوتا ہے کہ جسم کے خدوخال واضح طور پر معلوم ہوتے ہیں۔ سو یقین جاننا چاہیے کہ نہ تو یہ لباس ہے اور نہ یہ برقع ہے۔

لباس کا دارومدار حیثیت پر ہے نہ کہ مادہ پر:

انسانی اعضاء جو مستور ہونے چاہئیں وہ دو چیزوں پر مشتمل ہیں۔

(۱) ایک حیثیت کذائیہ (۲) دوسرا مادہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ

کہو کہ اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے

اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ

اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں (حرام کیں) کہہ دو یہ دنیوی زندگی میں بھی اصل میں

الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

ایمان والوں کے لیے ہیں قیامت کے دن خالص انہیں کے لیے ہوجائیں گی اسی طرح ہم آیتیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں ان کے لیے جو سمجھ رکھتے ہیں

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ

کہہ دو میرے رب نے صرف بے حیائی کی باتوں کو حرام کیا ہے جو ان میں علانیہ ہوں اور جو چھپی ہوں اور گناہ کو

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا

اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو بھی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرو جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں فرمائی اور یہ کہ اللہ کے ذمہ

عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا

باتیں لگا دو جو تم نہیں جانتے ○ اور ہر ایک گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے پھر جب وہ میعاد ختم ہو گی

يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ

تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے ○ اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس رسول آئیں

مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

تم ہی میں سے جو تمہیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ایسوں پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ

وہ غمگین ہوں گے ○ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا وہی دوزخی

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ○ پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی

بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا

آیتوں کو جھٹلائے ان لوگوں کا جو کچھ نصیب ہے وہ ان کو مل جائے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا

بیشک جنہوں نے ہماری

بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ

آیتوں کو جھٹلایا | اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا | ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے | اور نہ وہ جنت میں

الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ﴿٤٠﴾

داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے | اور ہم گنہگاروں کو | اسی طرح سزا دیتے ہیں ۝

لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾

ان کے لیے | دوزخ کا بچھونا | اور اوپر سے اوڑھنا | اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ۝

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ

اور جو ایمان لائے | اور نیکیاں کیں | ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے | مگر اس کی طاقت کے موافق | وہی

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٤٢﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ

جنتی ہیں | وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۝ اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی ہوگی ہم اسے دور کر دیں گے

تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا

ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی | اور وہ کہیں گے کہ | اللہ کا شکر ہے | جس نے ہمیں | یہاں تک پہنچایا

وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۖ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ

اور ہم راہ نہ پاتے | اگر اللہ ہماری رہنمائی نہ فرماتا | بے شک ہمارے رب کے | رسول سچی بات لائے تھے

وَنُودُوا أَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٤٣﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ

اور آواز آئے گی کہ | یہ جنت ہے | تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث ہوگئے ہو ۝ | اور جنت والے

الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّارِ أَن قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدتُّم

دوزخیوں کو پکاریں گے کہ | ہم نے وعدہ سچا پایا | جو ہمارے رب نے ہم سے کیا تھا | کیا تم نے بھی

مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۖ قَالُوا نَعَمْ ۚ فَأَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ أَن لَّعْنَةُ اللَّهِ

اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا | وہ کہیں گے ہاں | پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو

عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

اللہ کی لعنت ہے ○ جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ

اور وہ آخرت کے منکر تھے ○ اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار ہوگی اور اعراف کے اوپر ایسے مرد ہوں گے کہ

كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوْهَا

ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنت والوں کو پکار کر کہیں گے تم پر سلام ہو وہ ابھی جنت میں داخل

وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا

نہیں ہوئے اور امیدوار ہیں ○ اور جب ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف پھرے گی تو کہیں گے اے رب

تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ

ہمارے ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ ملا ○ اور اعراف والے پکاریں گے انہیں جو ان کی نشانی سے

بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰٓؤُلَآءِ

پہچانتے ہوں گے کہیں گے تمہاری جماعت تمہارے کس کام آئی اور وہ جو تم تکبر کیا کرتے تھے ○ یہ وہی ہیں

الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ

جن کے متعلق تم قسمیں کھاتے تھے کہ انہیں اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی (انہیں کہا گیا ہے) جنت میں چلے جاؤ تم پر نہ ڈر ہے

وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

اور نہ تم غمگین ہو گے ○ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى

پانی بہا دو یا کچھ اس چیز میں سے دو جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے کہیں گے بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

حرام کیا ہے ○ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنا لیا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

سو آج ہم انہیں بھلا دیں گے جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے ○

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

اور ہم نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچا دی ہے جسے ہم نے اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا، وہ ہدایت اور رحمت ہے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ

ان لوگوں کیلئے جو ایمان لے آئے ہیں (یہ لوگ) اور کس بات کا انتظار کر رہے ہیں صرف اس کے آخری نتیجہ کا، جس دن اس کا آخری نتیجہ سامنے آئے گا

قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ

جو اس کو پہلے سے بھولے ہوئے تھے کہیں گے کہ واقعی ہمارے رب کے رسول سچی باتیں لائے تھے سو اب کیا کوئی ہمارا سفارشی ہے

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ

جو ہماری سفارش کر دے یا کیا ہم پھر واپس بھیجے جا سکتے ہیں تاکہ ہم ان اعمال کے خلاف جن کو ہم کیا کرتے تھے دوسرے اعمال کریں بیشک

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۠ ع

انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور جو باتیں بناتے تھے وہ سب گم ہو گئیں ۰

افادات محمود:

فالیوم ننسٰھم الخ

حقیقی نسیان جس کا منشأ غفلت ہے، اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور اس کی ذات اس سے مبرا ہے، لیکن یہاں نسیان کا نتیجہ مراد ہے یعنی ہم ان کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دیں گے۔

افاداتِ محمود:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي الخ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے دلائل بیان فرمائے ہیں اور انعامات واحسانات کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات ہیں تم پر لیکن تم ناشکرے ہو۔

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اللہ تعالیٰ کا عرش پر قائم ہونا بے کم و کیف ہے۔ وہ جس شان کے ساتھ ہو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جسم نہیں ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کی صفت ہے لہٰذا وہ جسمانی کیفیات و تغیرات سے مبرا ہے۔ امام مالک کا قول ہے:

الاستواء حق والكيف مجهول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة (تفسیر)

(عرش پر اللہ تعالیٰ کا) مستوی ہونا حق ہے۔ وہاں کی کیفیت نامعلوم ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ (یعنی زیادہ چون و چرا کرنا شانِ بندگی کے مناسب نہیں ہے)۔

یہ آیت بھی متشابہات میں سے ہے لہٰذا اس پر اجمال کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً الخ

ذکر بالجہر، رفع یدین فی الدعاء، دعا بعد الجنازۃ اور حیلۂ اسقاط کی تفصیل:

آیت مذکورہ میں خفیہ اور آہستہ دعا کرنا مراد ہے۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے بھی دعا آہستہ ہی مانگی تھی۔

إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝

جب پکارا اس نے اپنے رب کو آہستہ۔ (سورہ مریم)

حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

خير الذكر الخفي وخير الرزق ما يكفي

یعنی بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ کیا جائے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نے اسی آیت سے آمین بالسر یعنی آہستہ آمین کہنے پر استدلال کیا ہے۔ اگرچہ اس آیت کا مدلول مطابقی اور عبارۃ النص دعا ہے لیکن مدلول تضمنی اور اشارۃ النص سے ذکر خفی پر استدلال کیا جا سکتا ہے بعض لوگ حد سے زیادہ اونچی آواز سے آمین کہتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ایسا اس وجہ سے کرتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ کی مخالفت ہو اور وہ چڑ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ یہی تو زیادتی ہے

حضرت فضل ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعت ہیں۔ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور نماز خشوع خضوع اور مسکنت و وقار کا نام ہے۔ تو اپنے ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھاتا ہے جبکہ ان دونوں کا باطنی رخ آپ کے چہرہ کی طرف ہوتا ہے اور تو یا رب یا رب کہہ کر پکارتا ہے اور جو ایسا نہیں کرے گا۔ وہ ایسا ویسا ہوگا (یعنی اس کی نماز ناقص ہوگی)۔

یہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے سے نماز کے اختتام پر دعا مراد ہے۔ کیونکہ نماز کے اندر اس کیفیت کے ساتھ دعا کا ذکر نہیں ہے چنانچہ مفتی رشید احمد گنگوہیؒ نے اس حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ

بهذا يثبت الدعاء بعد الصلوة كما هو المعمول و انكار الجهلة مردود ٥

اس حدیث میں نماز کے بعد اجتماعی دعا ثابت ہوتی ہے جیسا کہ معمول بھی ہے۔ جاہل لوگوں کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

مگر کوئی بغیر دعا کیے اٹھ کر چلا جائے تو اس کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے۔ ہمارے ہاں یہ بات بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی ہو کہ میں شیطان کو کان سے پکڑوں گا اور دیکھے کہ کوئی شخص بغیر دعا کے اٹھ کر چلا گیا اور وہ اس کو کان سے پکڑ لے تو وہ حانث نہ ہوگا۔ بالفاظ دیگر گویا جو شخص بغیر دعا کے اٹھ کر چلتا ہے بقول ان کے وہ شیطان ہے۔ ایسا کہنا اور سمجھنا بھی حد سے تجاوز ہے۔ ایسی باتیں چھوڑ دینی چاہئیں۔

اسی طرح ایک اور معصیت یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد لوگ دعا پڑھتے رہتے ہیں۔ لوگ امر مباح اور واجب میں فرق نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے جھگڑے برپا ہوتے ہیں۔

(۱) اصلی بنیاد اس کی فتاویٰ شامی کا ایک قانون ہے۔ جہاں علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ امر مباح یا مندوب کا اگر اتنا اہتمام ہونے لگے کہ واجب معلوم ہو تو اس کا ترک واجب ہے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد۔ (مشکوۃ)

جس نے ہمارے اس (دین) کام میں نئی بات نکالی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ نماز جنازہ کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا نہیں مانگی اور صحابہ کرام و تابعین وغیرہ جو کتاب و سنت اور فقہ کے امام تھے انہوں نے نہیں مانگی۔ پھر یقیناً یہ بدعت کے زمرے میں آئے گی۔

بعض لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں کہ اگر اس طرح نو پیدا چیزوں کو بدعت کہتے رہو گے تو اس میں مدارس، تعلیم و تعلم، ہیئت جدیدہ کے ساتھ تو یہ چیزیں بھی بدعت ٹھہریں گی؟ یہ سوال کرنا دانی پر مبنی ہے کیونکہ چیزیں دو قسم کی ہیں۔

(۱) بعض وہ ہیں جن کی ضرورت تھی آپ کے زمانہ میں نہ تھی۔ ان کی ضرورت بعد میں پیش آئی۔ مثل مشہور ہے

جو لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا کے قائل ہیں وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔
"اذا صلیتم علی الجنازۃ فاخلصوا لہ الدعاء"
جمہور محدثین کے ہاں اس سے مراد وہی دعا ہے جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔
"اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا الخ"
اب یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ وضو نماز کے بعد کیا جائے گا، بلکہ مراد یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرلو۔ پھر نماز پڑھو۔ واللہ اعلم۔ اس طرح کے پیرائے واظہار اور اندازِ بیان کی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حیلۂ اسقاط:

حیلۂ اسقاط دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔
(۱) ایک یہ ہے کہ کسی کی نماز، روزہ عذر شرعی کی وجہ سے قضا ہوگئے ہوں۔ ان کے فدیہ کی ادائیگی کے لیے حیلہ کیا جائے، لیکن جو شخص بلا عذر شرعی نماز نہیں پڑھتا۔ روزے نہیں رکھتا۔ ان کے لیے فدیہ کا حکم نہیں ہے۔
(۲) دوسرا یہ ہے کہ مال اتنا کم ہو کہ ثلث میں سے فدیوں کی رقم پوری نہ ہوتی ہو۔ یہ عجیب ہے کہ لکھ پتی اور کروڑ پتی لوگ بھی حیلہ کرنا شروع کردیں۔ یہ قطعاً جائز نہیں ہے۔ مالدار لوگوں کو پورا فدیہ دینا چاہیے۔ ایسے مسائل سے غلط فائدہ اٹھایا گیا۔ جیسا کہ حضرت تھانویؒ کی ایک کتاب.....
"الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" ہے۔
بعض عورتیں کسی کے ساتھ بھاگ نکلتی ہیں، پھر اس کتاب کے مسائل کو توڑ مروڑ کر عدالتوں سے طلاق حاصل کرلیتی ہیں۔ حضرت تھانویؒ کی کتاب کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے۔
اور جنازہ لیجاتے وقت اگر اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوگئے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ قبلے کی طرف پاؤں نہ کرنا یہ ادب لوگوں میں رائج تو ہے لیکن شرعی حکم نہیں ہے۔ شرعی حکم تو یہ ہے کہ قبلے کی طرف تھوکنا منع ہے۔ نزع کی حالت میں مرنے کا منہ قبلے کی طرف کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کو جنوباً شمالاً لٹایا جائے اور اس کا سر شمال کی طرف ہو اور منہ قبلہ کی طرف کیا جائے۔
دوسری صورت یہ ہے کہ قریب المرگ شخص کو شرقاً وغرباً چت لٹایا جائے پاؤں قبلے کی طرف ہوں اور سرہانے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کے سر کو اونچا کیا جائے۔ تو یہاں بھی دیکھئے اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہیں۔ اسی طرح معذور شخص کی نماز کی کیفیت سے متعلق بھی فقہاء نے یہی جزیہ لکھا ہے کہ معذور شخص کو بیڈ وغیرہ پر لٹایا جائے اور اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوں اور سرہانے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کے سر کو اونچا رکھا جائے اور وہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔ یہاں بھی اس کے پاؤں قبلہ رخ ہیں۔ لہٰذا میت کو لیجاتے وقت اگر راستہ میں اس کے پاؤں قبلے کی طرف ہوگئے تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو

لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالَ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ڈرتا ہوں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ○ اس کی

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ

قوم کے سرداروں نے کہا ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں ○ فرمایا اے میری قوم مجھ میں

بِي ضَلَالَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي

کوئی گمراہی نہیں لیکن میں سارے جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں ○ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں

وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ

اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○ کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہوا کہ

ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے تاکہ تمہیں ڈرائے اور تاکہ تم پرہیزگاری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

پھر انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ہم نے اسے اور ان کو جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے بچا لیا اور ہم نے ان کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ۝ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ

تھے انہیں غرق کر دیا بے شک وہ لوگ اندھے تھے ○ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ قَالَ الْمَلَأُ

اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں ○ اس کی

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ

قوم کے کافر سرداروں نے کہا ہم تو تمہیں بے عقل سمجھتے ہیں اور ہم تجھے جھوٹا

الْكَاذِبِينَ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ

خیال کرتے ہیں ○ فرمایا اے میری قوم مجھ میں بے وقوفی نہیں ہے لیکن میں سارے جہان کے مالک کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ

بھیجا ہوا ہوں ○ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں کیا تمہیں تعجب ہوا

اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۭ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ

کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی تاکہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کہ

جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً

تمہیں قوم نوح کے بعد جانشین بنایا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا

فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ ○ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ کی

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

بندگی کریں اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ لے آ اگر تو سچا ہے ○

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۭ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ

فرمایا تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان

اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ

ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری

فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ

سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں ○ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے

مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِلٰى ثَمُوْدَ

بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے ○ اور ثمود کی طرف

اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ قَدْ

ان کے بھائی صالح کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تمہیں

جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ

تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی

فِيٓ أَرْضِ ٱللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٣﴾

زمین میں کھائے — اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگانا — ورنہ تمہیں پکڑ لے گا — عذاب دردناک ○

وَٱذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِى ٱلْأَرْضِ

اور یاد کرو جب کہ — تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا — اور تمہیں زمین میں — جگہ دی کہ

تَتَّخِذُونَ مِن سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ ٱلْجِبَالَ بُيُوتًا فَٱذْكُرُوٓا ءَالَآءَ

تم نرم زمین میں — محل بناتے ہو — اور پہاڑوں میں — گھر تراشتے ہو — سو اللہ کے احسان

ٱللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى ٱلْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٧٤﴾ قَالَ ٱلْمَلَأُ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا

یاد کرو — اور زمین میں — فساد مت مچاتے پھرو ○ — اس قوم کے — متکبر سرداروں نے

مِن قَوْمِهِۦ لِلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا لِمَنْ ءَامَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَٰلِحًا

غریبوں سے کہا — جو ایمان لا چکے تھے — کیا تمہیں — یقین ہے کہ — صالح

مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِۦ قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلَ بِهِۦ مُؤْمِنُونَ ﴿٧٥﴾ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوٓا

اس کے رب نے بھیجا ہے — انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں ○ — متکبر بولے کہ

إِنَّا بِٱلَّذِىٓ ءَامَنتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا ٱلنَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ

جس پر تمہیں یقین ہے — ہم اسے نہیں مانتے ○ — پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے — اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی

وَقَالُوا يَٰصَٰلِحُ ٱئْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِن كُنتَ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿٧٧﴾ فَأَخَذَتْهُمُ

اور کہا اے صالح — لے آ ہم پر — جس سے تو ہمیں — ڈراتا ہے — اگر تو رسول ہے ○ — پھر انہیں

ٱلرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِى دَارِهِمْ جَٰثِمِينَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَٰقَوْمِ

زلزلے نے آ پکڑا پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ○ پھر صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمایا اے میری قوم

لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّى وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُحِبُّونَ ٱلنَّٰصِحِينَ ﴿٧٩﴾

میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکا — اور تمہاری خیر خواہی کی — لیکن تم — خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے ہو ○

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ

اور لوط کو بھیجا — جب اس نے اپنی قوم کو کہا — کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو کہ — تم سے پہلے اسے جہان میں

وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۷﴾

اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی تو ذرا صبر کرو جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ۝

وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۝٩٤ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ

اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں ○ پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل دی

حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

یہاں تک کہ وہ بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی تکلیف اور خوشی کا وقت آیا تھا پھر ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا اور ان کو

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩٥ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ

خبر بھی نہ ہوئی ○ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی سے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝٩٦ اَفَاَمِنَ

نعمتیں کے دروازے کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی ○ کیا

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝٩٧ اَوَاَمِنَ اَهْلُ

بستیوں والے بے خوف ہوگئے ہیں کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آئے جب وہ سوتے ہوں ○ یا بستیوں والے

الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝٩٨ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ

اس بات سے بے ڈر ہوگئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل رہے ہوں ○ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر

فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩٩ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

ہوگئے ہیں پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھانے والے ○ کیا ان لوگوں پر جو زمین کے وارث

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَنَطْبَعُ

ہوتے ہیں وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد یہ ظاہر نہیں ہوا کہ اگر ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں کے سبب سے پکڑ لیں

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝١٠٠ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا

اور ہم مہر لگا دیں ان کے دلوں پر پھر وہ نہ سنیں ○ یہ بستیاں ہیں جن کے کچھ حالات ہم تمہیں سناتے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا

بے شک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلائل لے کر آئے تھے پھر ان سے یہ ہرگز ایمان نہ لائے جسے پہلے

مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠١ وَمَا وَجَدْنَا

جھٹلا چکے تھے کافروں کے دلوں پر اللہ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے ○ اور ہم نے ان کے

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ

اکثر لوگوں میں عہد کا نباہ نہیں پایا اور ان میں اکثر کو نافرمان پایا ۝ پھر ان کے بعد ہم نے

بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی پھر دیکھ

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

مفسدوں کا انجام کیا ہوا ۝ اور موسیٰ نے کہا اے فرعون بے شک میں رب العالمین کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ

رسول ہو کر آیا ہوں ۝ میرے لیے یہی مناسب ہے کہ سوائے حق کے کوئی بات خدا کی طرف منسوب نہ کروں میں تمہارے

بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ

رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک بڑی دلیل لایا ہوں پس بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے ۝ کہا اگر تو کوئی

بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ

نشانی لے کر آیا ہے تو دکھلا اگر تو سچا ہے ۝ پھر اس نے اپنا عصا ڈال دیا وہ

ع

ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاۗءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

اسی وقت صریح اژدہا ہو گیا ۝ اور اپنا ہاتھ نکالا تو اسی وقت دیکھنے والوں کے لیے سفید نظر آنے لگا ۝

افاداتِ محمود:

فَاَلْقٰى عَصَاهُ الخ

سحر میں کسی شئی کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی، فقط نظر کا دھوکہ ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب اژدھا بن گیا تھا تو اس نے سحر جادو کی رسیاں ہڑپ کر لی تھیں، لیکن جب دوبارہ عصا بن گیا تو نہ اس کے حجم میں کوئی اضافہ ہوا اور نہ لمبائی وغیرہ کے اعتبار سے کچھ فرق نظر آیا۔ اگر جادو ہوتا تو عصا بننے کے بعد وہ رسیاں باہر آ جاتیں۔ چونکہ یہ معجزہ تھا لہٰذا سحر جادو کی رسیوں کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوا۔ عصا ویسے کا ویسا ہی رہا۔

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ

فرعون کی قوم کے

قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ ۖ فَمَاذَا

سرداروں نے کہا بے شک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے ○ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے پس تم کیا

تَأْمُرُونَ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ﴿١١١﴾ يَأْتُوكَ بِكُلِّ

مشورہ دیتے ہو ○ انہوں نے کہا اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیج دے ○ کہ تیرے پاس

سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿١١٢﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ

ہر ماہر جادوگر لے آئیں ○ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے کہا ہم کو انعام ملے گا اگر ہم

الْغَالِبِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ

غالب آ گئے ○ کہا ہاں اور بے شک تم مقرب ہو جاؤ گے ○ کہا اے موسیٰ یا تو

تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا ۖ فَلَمَّا أَلْقَوْا

تو ڈال یا ہم ڈالتے ہیں ○ کہا تم ڈالو پھر جب

سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ ۞ وَأَوْحَيْنَا

انہوں نے ڈالا لوگوں کی نظر بندی کر دی اور انہیں ڈرایا اور بڑا جادو دکھایا ○ اور ہم نے

إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ

موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دے پس وہ اسی وقت نگلنے لگا جو انہوں نے بنایا تھا ○ پھر

الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ﴿١١٩﴾

حق ظاہر ہو گیا اور جو انہوں نے بنایا تھا غلط ہو گیا ○ پھر اس جگہ ہار گئے اور ذلیل ہو کر لوٹے ○

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوسَىٰ

اور جادوگر سجدہ میں گر پڑے ○ کہا ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ اور

وَهَارُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَمَكْرٌ

ہارون کا رب ہے ○ فرعون نے کہا تم اس پر میری اجازت سے پہلے ایمان لے آئے بے شک یہ مکر ہے

مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾ لَأُقَطِّعَنَّ

ایک مکر ہے جو تم سب نے اس شہر میں ملایا ہے تاکہ اس شہر کے بسنے والوں کو نکال دو سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا ۞ میں ضرور کاٹوں گا

أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٢٤﴾ قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ

تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف سے پاؤں کو پھر تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا ۞ انہوں نے کہا کہ ہم تو

رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۞ اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لے آئے جب وہ ہمارے پاس آگئیں

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿١٢٦﴾

اے ہمارے رب ہمارے اوپر صبر ڈال اور ہمیں مسلمان کر کے موت دے ۞

افاداتِ محمود:

قَالُوا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ

یہ جادوگر فرعون کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا تو انہیں صرف پانچ دس منٹ میں ایسی قوت اور جرأت نصیب ہوئی کہ فرعون نے ان کو ڈرایا دھمکایا اور خوفزدہ کیا۔ اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ ایمان سے پھر جاؤ، ورنہ میں تمہیں عبرتناک سزا دوں گا تو وہ بے باکانہ انداز میں فرعون سے کہنے لگے:

"فاقض ما انت قاض الخ" (سورۂ طٰہٰ پ ۱۲)

تو جو فیصلہ کرنے والا ہے کر گزر، یعنی اپنی تمام جبروت آزما کر دیکھ لے، ہمیں ایمان کی ایسی حلاوت نصیب ہو چکی ہے کہ اب نہیں پھریں گے۔ تب تو ایمان پر ہی ثابت قدم رہیں گے۔

آج کل کے ساحران کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ وقت کے فرعون کے آگے سجدہ تو نہیں کرتے، لیکن لوگوں کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ ڈرتے ہیں، بات نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والے جادوگروں کا ایمان صرف چند منٹ میں اتنا مضبوط ہو گیا تھا کہ انہوں نے فرعون کے سامنے ایمان کا علم بلند کیا، لیکن آج کل ۶۰، ۷۰، ۸۰ سال کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ بے دینی اور بے حسی کے مقابلہ میں یہ لوگ چپ رہتا بول نہیں سکتے۔ حاکموں کا خوف دلوں میں ایسا راسخ ہے کہ اظہار کی جرأت سے کلّا محروم ہیں۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ

اور فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا

أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ

کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو چھوڑتا ہے تاکہ وہ ملک میں فساد کریں اور تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دے کہا

سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿١٢٧﴾ قَالَ

ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں موسیٰ نے

مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا

اپنی قوم سے کہا اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو بے شک زمین اللہ کی ہے اسے

مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٢٨﴾ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ

بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنا دے اور انجام پرہیزگاروں کا ہی اچھا ہے انہوں نے کہا ہم تیرے آنے سے پہلے بھی

أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ

ستائے گئے اور تیرے آنے کے بعد بھی کہا قریب ہے تمہارا رب بہت جلد تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا

وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿١٢٩﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ

اور اس کی جگہ تمہیں اس سرزمین کا مالک بنا دے گا پھر دیکھے گا تم کیا کرتے ہو اور ہم نے

فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٣٠﴾ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ

فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب ان پر

الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۗ

خوشحالی آتی تو کہتے یہ تو ہمارے لیے ہونی ہی چاہیے اور اگر انہیں کوئی بدحالی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتاتے

أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا

یاد رکھو ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور کہا جو کچھ

تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ

تو ہمارے پاس لائے گا نشانی کہ اس کے ذریعے سے جادو کرے سو ہم تجھ پر ایمان نہیں لانے کے پھر ہم نے ان پر

الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا

طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون سب کھلے کھلے معجزے بھیجے پھر بھی انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ

اور وہ لوگ گنہگار تھے ۝ اور جب ان پر کوئی عذاب آتا تو کہتے اے موسیٰ ہمارے لیے

لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ

اپنے رب سے دعا کر جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دور کر دیا تو بے شک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ

اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے ۝ پھر جب ہم نے ان سے ایک مدت تک عذاب اٹھا لیا

هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ

جس تک انہیں پہنچنا تھا اسی وقت وہ عہد توڑ ڈالتے ۝ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا اس لیے کہ

بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ

انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے ۝ اور ہم نے

الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا

ان لوگوں کو وارث کر دیا جو اس زمین کے مشرق و مغرب میں کمزور سمجھے جاتے تھے جس میں ہم نے برکت

فِيْهَا ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۗ

رکھی ہے اور تیرے رب کا نیک وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کے باعث پورا ہوگیا

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا

اور فرعون اور اس کی قوم نے جو کچھ بنایا تھا ہم نے اسے برباد کر دیا اور جو وہ اونچی عمارتیں بناتے تھے ۝ اور ہم نے

بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

بنی اسرائیل کو دریا کے پار اتارا تو ایک ایسی قوم پر پہنچے جو اپنے بتوں کے پوجنے میں لگے ہوئے تھے

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

کہا اے موسیٰ ہمیں بھی ایک ایسا معبود بنا دے جیسے ان کے معبود ہیں فرمایا بے شک تم لوگ جاہل ہو ۝

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۞ قَالَ أَغَيْرَ

یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں وہ تباہ ہونے والا ہے اور غلط ہے جو وہ کر رہے ہیں ۞ کہا کیا

اللَّهِ أَبْغِيكُمْ إِلَٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۞ وَإِذْ أَنجَيْنَاكُم مِّنْ

اللہ کے سوا تمہارے لئے اور معبود ڈھونڈوں حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہان پر فضیلت دی ہے ۞ اور یاد کرو جب ہم نے

آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ

تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تمہیں برا عذاب دیتے تھے تمہارے بیٹوں کو مار ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے

وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۞ وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا

اور اس میں تمہارے رب کا بڑا احسان تھا ۞ اور موسیٰ سے ہم نے تیس رات کا وعدہ کیا اور ان کو پورا کیا

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ

دس سے پھر پوری ہو گئی تیرے رب کی مدت چالیس راتیں اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ

اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۞ وَلَمَّا جَاءَ

میری قوم میں میرا خلیفہ رہو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدوں کی راہ مت چلنا ۞ اور جب موسیٰ ہمارے

مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَانِي

وقت مقرر پر آئے اور ان سے ان کے رب نے باتیں کیں تو عرض کی کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے

وَلَٰكِنِ انظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ

ہرگز نہیں دیکھ سکتا لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف

رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ

تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے عرض کیا تیری ذات پاک ہے

تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۞ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ

میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا یقین لانے والا ہوں ۞ فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے چن لیا لوگوں سے

بِرِسَالَاتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ۞ وَكَتَبْنَا لَهُ فِي

اپنی پیغمبری اور ہم کلامی سے پس جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے لے لے اور شکر گزاروں میں سے ہو جا ۞ اور ہم نے لکھ دی

الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ

تختیوں میں — ہر قسم کی — نصیحت اور ہر چیز کی — تفصیل لکھ دی — سو ان کو مضبوطی سے پکڑ لے

وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿١٤٥﴾ سَأَصْرِفُ

اور اپنی قوم کو حکم کر کہ اس کی بہتر باتوں پر عمل کریں — عنقریب میں تمہیں نافرمانوں کا ٹھکانا دکھاؤں گا ○ — میں پھیر دوں گا

عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِن يَرَوْا كُلَّ

اپنی آیتوں سے — انہیں پھیر دوں گا — جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں — اور اگر وہ ساری

آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِن يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِن

نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے — اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے اپنی راہ نہیں بنائیں گے — اور اگر

يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا

گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے اپنا راستہ بنا لیں گے — یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے

عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٤٦﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ

بے خبر رہے ○ — اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو — اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا — ان کے اعمال

أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤٧﴾

ضائع ہو گئے — انہیں وہی سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ○

افاداتِ محمود:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر چلے کے لیے تشریف لے گئے تھے اور پیچھے حضرت ہارون کو بنی اسرائیل کے انتظامی اور ریاستی امور کے لیے بطور خلیفہ چھوڑ گئے تھے۔ آپ کے چلہ کشی کا پہلا وقت یکم ذی قعدہ سے ۳۰ ذی قعدہ تک ہے۔ پھر مزید ۱۰ دن ذی الحج کے ملا کر پورے چالیس دن چلہ فرمایا۔

وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ الخ

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ۳۰ دن کے بعد مسواک فرمائی تھی جس کی وجہ سے منہ سے پہلی والی خوشبو زائل ہو گئی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

لخلوف فم الصائم اطیب عند الله من المسک ○ (الترغیب)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دس دن مزید بڑھاؤ۔

وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ یا تو اس وجہ سے کہ وہ مجھ سے پہلے بیدار ہوئے ہوں گے یا اس وجہ سے کہ دنیا میں چونکہ تجلیات ربانیہ دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے لہٰذا قیامت کے روز کی بے ہوشی سے محفوظ رہیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا حجاب شرف مکالمہ سے سرفراز فرمایا تو حضرت موسیٰ دیدار خداوندی کے لیے بے تاب ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مشاہدہ یا تحمل نہیں کر سکتے ہو۔ لیکن کوہ طور پر نظر رکھئے میں اس پر نوری تجلی اور ایک جھلک ڈال دیتا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو جائے۔ چنانچہ جب پہاڑ پر تجلی پڑی تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ تورات کتاب اللہ ہونے کی وجہ سے تمام اچھی باتوں پر مشتمل تھی تو پھر کیسے فرمایا گیا۔۔۔ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا

یعنی اس میں سے اچھی اچھی باتیں لے لیا کریں؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں اسم تفضیل کا صیغہ استعمال فرمایا گیا ہے جو اس بات کی طرف مشیر ہے کہ بعض باتیں حسن ہیں اور بعض احسن ہیں۔ جیسے تورات میں تھا کہ ظالم سے بدلہ لیا جا سکتا ہے البتہ یہ احسن ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائے یہ احسن ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا الخ (سورۃ نساء ۸۶)

اور جب تمہیں دعا دی جائے سلامتی کی تو تم اس سے بہتر دعا دو یا وہی لوٹا دو۔

اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو جواب میں کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ یہ جائز ہے اور اگر جواب میں کہے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو یہ احسن ہے اسی طرح حقوق کے دعوے کے لیے وقت لینا جائز ہے لیکن معاف کر دیں تو احسن ہے۔ تو اس آیت میں "احسن" کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سفر میں روزہ رکھنا عزیمت اور احسن ہے بشرطیکہ مسافر کے ضعیف ہونے یا بیمار ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔

سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ الخ

یہاں مصر کی حکومت مراد ہے یعنی اگر تم احکام خداوندی کی تعمیل کرو گے تو تمہیں مصر کی حکومت دے دی جائے گی جو فرعون کے پاس ہے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ

اور موسیٰ کی قوم نے

مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ

اس کے بعد اپنے زیوروں سے بچھڑا بنا لیا ایک جسم تھا جس میں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی

وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ۝ وَلَمَّا سُقِطَ فِي

نہیں کرتا اور نہ ہی انکو کوئی راہ بتاتا ہے اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے اور جب

أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِن لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا

نادم ہوئے اور معلوم کیا کہ بیشک وہ گمراہ ہو گئے تھے تو کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے تو

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ

بے شک ہم نقصان پانے والوں میں سے ہوں گے ○ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے

أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ

واپس آئے تو فرمایا تم نے میرے بعد بہت ہی نامعقول حرکت کی کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی اور تختیاں

وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي

پھینک دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹنے لگا اس نے کہا اے میری ماں کے بیٹے لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا

وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ

اور قریب تھے کہ مجھے مار ڈالیں سو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے گنہگار لوگوں میں

الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ

شامل نہ کر ○ کہا اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر اور تو

أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ○

افادات محمود:

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِن بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا الخ

قبطیوں کے زیورات تھے۔ ان سے بنی اسرائیل کے قبضہ میں آ گئے۔ سامری نے ان کا بچھڑا بنایا۔ اس

سے بتایا گیا ہے کسی ذریعہ سے اسے معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا گھوڑا جہاں قدم رکھتا ہے وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ اس کی مٹی آثار حیات ہیں۔ اس نے وہ مٹی اس بچھڑے کے منہ میں ڈالی تو وہ بولنے لگا۔

حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔ ان کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بڑے بھائی پر غصہ تھا، اس سبب سے تھا کہ انسانی طبائع تکوینی طور پر مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت موسیٰ میں دینی حمیت و غیرت بہت زیادہ تھی اور جلالی طبیعت کے مالک تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام جمالی تھے لیکن نرم مزاج اور لطیف الحس تھے۔

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ الخ

یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے بڑے بھائی سے ایک ظاہری توہین کی تو اصل بات یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی طبیعت ہی ایسے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ان سے برداشت نہیں ہوتی۔ جیسے کہ خاتم النبیین علیہ السلام کے متعلق متعدد روایات میں مذکور ہوا ہے کہ خلاف شرع بات سن کر یا دیکھ کر آپ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا۔ یہاں بھی یہی معاملہ ہے۔ حضرت موسیٰ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید حضرت ہارون نے طبعی نرمی کی وجہ سے اپنی بھرپور صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا اور قوم شرک میں مبتلا ہوگئی۔ قَالَ ابْنَ اُمَّ الخ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ کو ماں شریک بھائی کہہ کر پکارا۔ اس وجہ سے کہ شفقت ماں کی زیادہ ہوتی ہے ورنہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے محض اخیافی بھائی نہ تھے۔ جیسے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن

بیشک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب

رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾ وَالَّذِينَ

اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی اور ہم بہتان باندھنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں ۞ اور جنہوں نے

عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا

برے کام کیے پھر اس کے بعد توبہ کی اور ایمان لے آئے تو بے شک تیرا رب توبہ کے بعد

لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ ۖ وَفِي

البتہ بخشنے والا مہربان ہے ۞ اور جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے تختیوں کو اٹھا لیا اور جو

نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ

ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ان کے واسطے ہدایت اور رحمت تھی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور موسیٰ نے

قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا ۖ فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ

اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ گاہ پر لانے کے لیے چن لیے پھر جب انہیں زلزلے نے پکڑا تو کہا اے میرے رب اگر تو چاہتا

أَهْلَكْتَهُم مِّن قَبْلُ وَإِيَّايَ ۖ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا ۖ إِنْ هِيَ

پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو ہماری قوم کے بیوقوفوں نے کیا یہ سب

إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَن تَشَاءُ وَتَهْدِي مَن تَشَاءُ ۖ أَنتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا

تیری آزمائش ہے جسے تو چاہے اس سے گمراہ کر دے اور جسے چاہے سیدھا رکھے تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے

وَارْحَمْنَا ۖ وَأَنتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ﴿١٥٥﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي

اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ۞ اور ہمارے لیے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ

ہم نے تیری طرف رجوع کیا فرمایا میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب

كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم

چیزوں سے وسیع ہے سو وہ رحمت ان کے لیے لکھوں گا جو ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری

بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو ایسے رسول کی پیروی کرتے ہیں اور جو نبی امی ہے جسے پاتے ہیں

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ

توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا دیکھتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور منع کرتا ہے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ

کام سے روکتا ہے اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور سب ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے

اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اس کی مدد کی

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اور اس نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں ۝

افادات محمود:

لِمِيْقَاتِنَا الخ

دو میقات ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو حضرت موسیٰ چالیس دن کوہ طور پر رہے اور ان کو توراۃ ملی۔ دوسرا میقات وہ ہے کہ قوم نے کلام الٰہی سننے کا اشتیاق کیا تھا۔ حضرت موسیٰ قوم کے ۷۰ سرکردہ افراد کو ساتھ لے کر کوہ طور پر تشریف لے گئے تھے۔ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا تو کہنے لگے کہ ہم اس وقت تک کلام الٰہی کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہ لیں۔ اس پر ایک زلزلہ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ یہاں اسی میقات کا ذکر ہے۔

اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ الخ

فتنہ بمعنی آزمائش ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

کہہ دو اے لوگو

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں جس کی حکومت آسمانوں اور زمین میں ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے

وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ

کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ ○ اور موسیٰ کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق کی راہ بتاتے ہیں

بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ

اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ○ اور ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں اور

اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

موسیٰ کو حکم بھیجا جب اس کی قوم نے اس سے پانی مانگا کہ اپنی لاٹھی اس پتھر پر مار تو اس سے

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ

بارہ چشمے پھوٹ نکلے ہر قبیلے نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر

الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا

ابر کا سایہ کیا اور ہم نے ان پر من اور سلویٰ اتارا ہم نے جو ستھری چیزیں تمہیں دی ہیں وہ کھاؤ اور

ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ

انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے ○ اور جب انہیں حکم دیا گیا کہ اس

الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

بستی میں جا رہو اور اس میں جہاں سے چاہو کھاؤ اور زبان سے یہ کہتے جاؤ کہ توبہ ہے اور دروازہ میں جھک کر داخل ہو تو ہم تمہاری

لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ

خطائیں معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو زیادہ بھی دیں گے ○ سو ان میں سے ظالموں نے دوسرا لفظ اس کے سوا

الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿۱۶۲﴾

بدل دیا جو ان سے کہا گیا تھا پھر ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا اس لیے کہ وہ ظلم کرتے تھے۔

افاداتِ محمود:

أَسْبَاطًا أُمَمًا الخ

بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے، کیونکہ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ہر بیٹے کے نام پر ایک قبیلہ مشہور ہوا۔ ہر قبیلہ کو سبط کہتے ہیں جس کی جمع اسباط ہے۔

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الخ

اکثر مفسرین نے اس سے اریحا بستی مراد لی ہے جو بیت المقدس کے سامنے واقع ہے۔ اس کے قریب مرنج ٹیلے پر حضرت موسیٰ کی قبر ہے اور اس جگہ جو دریا ہے اسے بحر میت کہتے ہیں۔

(۱) ایک تو اس وجہ سے کہ مچھلیاں جب سمندر کے دوسرے حصوں سے یہاں آتی ہیں تو مر جاتی ہیں کیونکہ حیات کے لیے جو آکسیجن درکار ہے وہ یہاں نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اس کو بحر میت کہتے ہیں۔

(۲) آج تک بیت المقدس اور دریا اردن کے اس درمیانی حصے کو بحر میت کہتے ہیں یہ قوم لوط کے عذاب کی ایک ایسی نشانی ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی اور عبرت حاصل کرنے کے لیے نہ ختم ہونے والی نشانی ہے۔

(۳) اس وجہ سے کہ اس دریا کا پانی مر چکا ہے یعنی تکوینی طور پر پانی کی ایک خاص طبیعت ہوتی ہے، یہ اس سے ہٹ چکا ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ ساحل کی سطح بلند ہوتی ہے اور دریا کے پانی کی سطح نیچے ہوتی ہے۔ پانی طبعاً مائل الی الاسفل ہوتا ہے یعنی پستی کی طرف۔ لیکن اس دریا کا حال یہ ہے کہ اگر اس کی تہہ میں ۱۰ ایکڑ نیچے پتھر وغیرہ چلا جائے تو وہاں پانی نہیں ہے یعنی یہ پانی نیچے نہیں ہوتا۔ فمادام بقي على طبعه فهو حي ومائل الى الاسفل یعنی پانی جب تک اپنی طبیعت پر قائم ہے تو وہ زندہ ہے یعنی مائل الی الاسفل ہے اور جب مائل الی الاسفل نہیں ہے تو وہ مردہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو بحر میت کہتے ہیں۔

يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِن يَأْتِهِمْ عَرَضٌ

اس ادنیٰ دنیا کا مال لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معاف کر دیا جائے گا اور اگر ویسا ہی مال

مِّثْلُهُ يَأْخُذُوهُ ۚ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِم مِّيثَاقُ الْكِتَابِ أَن لَّا يَقُولُوا عَلَى

ان کے سامنے پھر آئے تو اسے لے لیتے ہیں کیا ان سے کتاب میں عہد نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ پر سوائے سچ کے اور کچھ نہ

اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ ۗ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا

کہیں اور انہوں نے جو کچھ اس میں لکھا ہے پڑھا ہے اور آخرت کا گھر ڈرنے والوں کے لیے بہتر ہے کیا تم

تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ

سمجھتے نہیں ہو اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں بیشک ہم

أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ

نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے اور جب ہم نے ان پر پہاڑ اٹھایا گویا کہ وہ سائبان ہے

بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾

اور وہ ڈرے کہ ان پر گرے گا جو ہم نے تمہیں دیا ہے مضبوطی سے پکڑو اور جو اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ

افاداتِ محمود

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ الخ

بنی اسرائیل نے جب ہفتہ کے روز مچھلی پکڑنے کی تدبیریں اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کی خلاف ورزی کی تو اس وقت تین قسم کے لوگ تھے۔

(۱) عاصین (۲) ناھین (۳) ساکتین۔ پھر ناھین دو حصوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک تو وہ تھے جو ان کو نصیحت کرتے کرتے تھک گئے۔ اور دوسرا گروہ وہ تھا جو مسلسل منع کرنے اور نصیحت کرنے پر تلا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ یہ لوگ بھی باز آ جائیں یا کم از کم ہمارا اجر و ثواب تو پکا ہے جیسا کہ یہاں معذرت سے مراد ناھین کا پہلا گروہ ہے جو تھک کر دوسرے گروہ کو کہنے لگے تھے کہ ان لوگوں کو نصیحت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو ناھین کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا اور عاصین کو پکڑ لیا اور ساکتین سے سکوت فرمایا۔ ان کے متعلق کوئی اشارہ موجود نہیں ہے کہ وہ محفوظ رہے یا ان کو بھی سزا ہوئی۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَا ۛ أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہم تو

هَٰذَا غَافِلِينَ ﴿١٧٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً

اس کی خبر نہ تھی ○ یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے

مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٧٣﴾ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ

بعد ان کی اولاد تھے کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا ○ اور اسی طرح ہم کھول کر آیتیں

وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٧٤﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوٹ آئیں ○ اور انہیں اس شخص کا حال سناوے جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ ان سے نکل گیا

فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿١٧٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ

پھر اس کے پیچھے شیطان لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا ○ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ

إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ

دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا اس پر تو حملہ کرے تو بھی ہانپے

أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ

اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٧٦﴾ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ

شاید وہ غور کریں ○ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی بری حالت ہے اور وہ اپنا ہی

كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٧٧﴾ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ

نقصان کرتے رہے ○ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسے گمراہ کر دے پس

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٧٨﴾ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ لَهُمْ

وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں ○ اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں ان کے

لم یشکر یوما من الایام علی ما اعطی من العلم ولو شکر علی ذالک یوماً لما سلب عنہ

یعنی بلعم ابن باعوراء نے ایک دن بھی اپنے علم پر شکر ادا نہیں کیا اور اگر ایک دن بھی شکر ادا کر لیتا تو یہ علم اس سے سلب نہ ہوتا۔ حضرت موسیٰ کی بد دعا سے اس سے سارا علم سلب ہو گیا۔ بہر حال اس واقعہ میں علماء اور واعظین کے لیے عبرت آموز سبق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص بد دعا پر خود بھی راضی نہ تھا اور پیغمبر کے خلاف بد دعا کے نتیجہ میں اس پر مرتب ہونے والے اثرات سے اندیشہ کر رہا تھا لیکن بیوی کا اصرار اور بعض دشمنان دین و دشمنان پیغمبر کی طرف سے بھاری رشوتوں کی پیشکش نے اس کو اندھا کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ اس جرم میں مبتلا ہو گیا۔ لہٰذا آج بھی علماء کرام کو قدم بقدم پر اس واقعہ کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اگر اپنے علم کا درست استعمال نہیں کریں گے تو یہی حشر ان کا بھی ہو سکتا ہے۔

اس واقعہ کو بذریعہ وحی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بتلانے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ یہود کے بہت بڑے عالم اور عارف باللہ پر اگر خواہشات کا غلبہ ہو کر وہ اپنے علم اور ثمرات علم سے محروم ہو سکتا ہے اور "فَاتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ" کا مصداق بن سکتا ہے تو ہر زمانہ میں ایسا ہو سکتا ہے۔

خود جب اس عالم سے کسی نے اس سزا کی وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگا کہ میں نے اپنے علم پر ایک دن بھی خدا کا شکر ادا نہیں کیا۔ ورنہ میرے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى الخ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ جس نے ان کو یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں۔ ان میں اضافہ جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے قرآن و حدیث کے بعض الفاظ سے اور بھی اسماء کا استنباط کیا ہے جیسے یا خیر الوارثین یا خیر الماکرین وغیرہ لیکن انہیں اسماء حسنیٰ میں شامل کرنا جائز نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں انہیں خبر بھی نہ ہوگی ۝

وَاُمْلِیْ لَهُمْ ۚ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا ۜ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ

اور میں انہیں مہلت دوں گا بیشک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے ۝ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی کو جنون تو نہیں ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ

وہ تو کھلا ڈرانے والا ہے ۝ اور کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی سلطنت کو

وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ

نہیں دیکھا اور دوسری چیزوں کو جو اللہ نے پیدا کی ہیں اور یہ کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب

اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ

آ گئی ہو پھر قرآن کے بعد کس بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے ۝ جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا

لَهٗ ؕ وَیَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ

نہیں اور انہیں اللہ چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں حیران پھرتے رہیں ۝ قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کب

مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ

وقت ہے کہہ دو اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ

وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری بات ہے وہ تم پر محض اچانک آ جائے گی تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ لَّاۤ

کہہ دو اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ۝ کہہ دو

اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ

میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی

الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ

بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی میں تو محض ڈرانے والا

وَبُشْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں ۝

افاداتِ محمود:

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ

مفہوم یہ ہے کہ مخلوقات میں غور کرنا چاہیے کہ نظر اور فکر کے بعد انسان منزل مقصود پر پہنچے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ایمانیات میں نظر اور فکر کے نتیجے میں حاصل شدہ ایمان معتبر ہے، لیکن نظر اور فکر سے استدلال پہلی بار ایمان لانے میں معتبر ہے، نہ کہ ہر قسم جاننے کے دوران۔ یعنی آسمان وزمین کے اس محکم اور مستحکم نظام اور پھر جو کچھ ان کے درمیان ہے اس محیر العقول نظم ونسق میں غور کر کے بندہ کو شاہنشاہ کائنات کی وحدانیت کا قائل ہونا چاہیے، لیکن یہ نہیں کہ جہاد پر جانے کے لیے اعلان ہوا تو کوئی شخص کہے کہ میں غور وفکر کر کے پھر جاؤں گا اور یہ بھی یاد رہے کہ صحت ایمان غور وفکر پر موقوف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر کسی غور وفکر کے ایمان لاتا ہے تو وہ بھی یقیناً معتبر ہے۔

الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

جس نے کتاب نازل فرمائی — اور وہ نیکوکاروں کی حمایت کرتا ہے — اور جنہیں تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾ وَاِنْ

اس کے سوا — وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے — اور نہ اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں — اور اگر

تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ۖ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ

[illegible]

لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾

[illegible]

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾

[illegible]

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ

[illegible]

مُّبْصِرُوْنَ ﴿٢٠١﴾ وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿٢٠٢﴾ وَاِذَا

[illegible]

لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ

[illegible]

مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠٣﴾

[illegible]

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٢٠٤﴾ وَاذْكُرْ

[illegible]

رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ

[illegible]

مشرکین تو کہا کرتے تھے کہ ہم ان بتوں کی عبادت ان کی ذات کی وجہ سے نہیں کرتے، بلکہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ سورہ زمر آیت نمبر ۳ میں ارشاد ہے۔۔

مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ؕ

ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر یہ کہ وہ پہنچا دیں ہمیں اللہ کے قریب۔

خلاصہ یہ ہے کہ عابد سے معبود افضل ہوتا ہے اور بتوں جیسی بے جان چیز وں کو معبود سمجھ کر ان کی عبادت کرنا بہت بڑی حماقت اور بے عقلی کی بات ہے اور شرافت انسانیہ سے گھٹنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بعد شرافت اور بزرگی کا محور خود انسان ہے۔ جب انسان کی پرستش کی گنجائش نہیں تو انسان کے علاوہ جو چیزیں ہیں جیسے چاند، سورج، ستارے، سیارے وغیرہ یہ سب انسان کے خادم ہیں، لہٰذا کسی بھی غیر اللہ کو معبود بنانا شرافت انسانی کی توہین ہے۔ گزشتہ امتوں کے لوگ اسی طرح گمراہ ہوئے کہ نیک اور صالح لوگوں سے محبت کرتے تھے اور ان کے فوت ہو جانے کے بعد پتھر وغیرہ سے ان کی شکل کے مجسمے تراشتے اور ان کے ناموں سے موسوم کرتے۔ پھر بعد کی نسلوں نے ان کو پوجنا اور سجدہ کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا شرک میں مبتلا ہو گئے۔

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الخ

صحیح مسلمؒ میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آ جاتا ہے اور اس کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ فلاں چیز کو خالق کون ہے؟ فلاں چیز کو خالق کون ہے؟ تو بندہ جواب دیتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آخر میں اس کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خالق کون ہے؟ جب بندہ یہاں تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنے خیالات بدل کر یہ کہے:

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں اس بات پر خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اس بات پر خوش ہوں کہ اسلام ہمارا مذہب ہے اور اس بات پر خوش ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے کہ حضور! بسا اوقات ہمارے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ آپ کے سامنے زبان پر لانے سے بہتر ہے کہ ہم جل کر کوئلہ ہو جائیں؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ذالک صریح الایمان ○

یعنی یہ تو عین ایمان ہے، گویا شیطانی وساوس کا برا معلوم ہونا اور اس سے نفرت کرنا ایمان ہی کی وجہ سے ہو سکتا ہے، اگر اندر ایمان نہ ہوتا تو اس وسوسے کی وجہ سے اتنی پریشانی بھی نہ ہوتی۔ لہٰذا وسوسوں سے نفرت کرنا عین ایمان ہے۔

سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ مَدَنِيَّة

سورہ انفال مدنی ہے اور اس میں پچھتر (۷۵) آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا

تجھ سے غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دے غنیمت کا مال اللہ اور رسول کا ہے سو اللہ سے ڈرو اور آپس میں

ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۞ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ

صلح کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایمان دار ہو ۞ ایمان والے

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا

وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے

وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۞ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۞

اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ۞ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں ۞

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب کے پاس ان کے لیے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا

كَرِيمٌ ۞ كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

رزق ہے ۞ جیسے تیرے رب نے تجھے تیرے گھر سے حق کے ساتھ نکالا اور بے شک ایک جماعت مسلمانوں کی ناپسند

لَكَارِهُونَ ۞ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى

کرنے والی تھی وہ تجھ سے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد جھگڑتے تھے گویا وہ آنکھوں سے دیکھتے ہوئے

الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۞ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ

موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں ۞ اور جس وقت وہ جماعتوں میں سے ایک کا اللہ تم سے وعدہ کرتا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ

وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ

لگے گی اور تم چاہتے تھے جس میں کانٹا نہ ہو وہ تمہیں ملے اور اللہ چاہتا تھا کہ اپنے حکم سے

نفل کی تحقیق:

نفل پر حافظ ابن کثیر نے سیر حاصل بحث کی ہے جس کا خلاصہ اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہے:

(۱) والنفل ما یحصل للانسان من جملۃ الغنیمۃ. (المفردات)

نفل وہ ہے جو حصہ مال غنیمت کی تقسیم سے قبل ہی کسی کو مل جائے۔

(۲) وقیل ما یحصل للمسلمین بغیر قتال وھو الفیئ.

اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مال غنیمت مسلمانوں کو لڑائی کے بغیر حاصل ہو جائے، وہ نفل ہے۔ جسے مال فیئ کہا جاتا ہے۔

(۳) ومعنی الانفال فی کلام العرب کل احسان فعلہ فاعل تفضلا من غیر ان یجب ذالک علیہ. (ابن کثیر)

نفل کا معنی کلام عرب کے مطابق ہر وہ احسان اور بھلائی ہے جو کرنے والا کرے اور وہ اس پر واجب نہ ہو۔ جیسے نفل نماز، نفل روزہ، نفل حج، نفل صدقہ وغیرہ۔

(۴) قیل ھو الغنیمۃ بعینہا لکن اختلفت العبارۃ فیہ لاختلاف الاعتبارات۔

مال غنیمت ہی کو نفل کہا جاتا ہے، لیکن مختلف مواقع کے اعتبار سے تعبیر مختلف ہو جاتی ہے۔

(۵) انما ھو شیئ خصھم اللہ بہ تطولا منہ علیھم بعد ان کانت المغانم محرمۃ علی الامم قبلھم فنفلھا اللہ تعالی ھذہ الامۃ فھذا اصل النفل (ابن کثیر)

نفل وہ مال غنیمت ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ کیونکہ اس سے قبل قدیم امتوں میں مال غنیمت حرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کو مسلمانوں پر حلال فرما کر اس امت پر احسان فرمایا۔ نفل کی یہی حقیقت ہے۔

ماٰخذ نفل:

یہ بات تو واضح ہو گئی کہ نفل مال غنیمت ہی کو کہا جاتا ہے، لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ کس وقت کن لوگوں کو یہ نفل دیا جائے گا۔ حافظ ابن کثیر نے چار صورتیں لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) یہ ہے کہ امام لوگوں سے کہہ دے کہ قتال کرو اور جو مال دشمن سے کسی کو ملے وہ اسی کا ہوا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ . من قتل قتیلا فلہ سلبہ

(۲) امام کسی جماعت کو لوٹنے کے لیے روانہ فرما دے اور جب وہ مال غنیمت لے کر لوٹے تو خمس نکالنے کے بعد ان کو کل مال کا ایک تہائی یا چوتھائی حصہ دیا جائے۔

حضرت حضرت عائشہؓ پر بہتان لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھا اور حضرت صدیق اکبرؓ جو سالانہ وظیفہ ان کو دیتے تھے اس وجہ سے بند فرما دیا پھر جب ایک آیت میں آپ کو ترغیب دی گئی تو آپ نے دوبارہ بحال کر دیا۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت عثمانؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ ہم نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے خیبر کے مال میں سے بنو مطلب کو تو حصہ دے دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت جبیرؓ نوفل کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت عثمانؓ بنی عبد شمس میں سے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ابولہب کو اللہ تعالیٰ نے بنو ہاشم کی اولاد سے خارج کر دیا ہے اور بنی عبد المطلب بلا استثنیٰ سب شامل ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بنو ہاشم اور بنی المطلب سوائے چند لوگوں کے مسلسل ۳ سال شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قید رہیں۔ خواہ مسلم تھے یا غیر مسلم لہٰذا یہ تقسیم حق پر مبنی ہے اور مکافات عمل ہے۔ (مسلم)

يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ الخ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اس دین کی آبیاری کرتے ہوئے بڑی بڑی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں۔ مکہ والوں نے ان کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہاں تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہ کرامؓ کو ہجرت کرنے اور مکہ مکرمہ سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آ گئی۔

غزوہ بدر کے محرکات اور اسباب:

مکہ مکرمہ کے لوگ تاجر تھے۔ یہ سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف سفر کرتے تھے۔ مکہ جنوب میں ہے اور یمن و شام شمال میں ہیں۔ شام کا راستہ مدینہ منورہ کے قریب پڑتا ہے۔ جدہ میں جو بحیرہ احمر ہے اس کے کنارے سڑک مدینہ منورہ کو جاتی ہے مغربی جانب کو، اور بدر راستہ میں پڑتا ہے۔ وہ مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آ گئی کہ حضرت ابوسفیانؓ کی قیادت میں تجارتی قافلہ سامان سے لدا ہوا شام سے واپس آ رہا ہے جس میں تمام قریش کے ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا سامان ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے قافلہ سے تعرض کرنے کو ترجیح دی۔ بعض حضرات کی رائے اس کے خلاف ہو گئی۔ جب حضرت ابوسفیانؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارادے کا علم ہوا تو اس نے فوراً مکہ مکرمہ آدمی بھیجا اور مکہ والوں کے نام پیغام دیا کہ اگر اپنے قافلہ کو بچانا چاہتے ہو تو فوراً پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر جرار جو ہر قسم کے اسلحہ اور وسائل و آسائش سے لیس تھا چل پڑا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کی لشکر کشی کا علم ہوا تو آپ نے دوبارہ صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کہ اس وقت تمہارے سامنے دو چیزیں ہیں۔

(۱) تجارتی قافلہ (۲) جنگ کے لیے آنے والا لشکر۔ تم دونوں میں کس سے تعرض کرنے کو مناسب سمجھتے ہو؟ بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ چونکہ ہم گھروں سے تو قافلہ سے تعرض کرنے کی غرض سے نکلے تھے۔ اب نہ تو ہماری تعداد جنگ کرنے کے قابل ہے اور نہ ہی ہمارے پاس جنگی وسائل ہیں مگر خود امام المجاہدین صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے مبارک لشکر سے مقابلہ کرنے کی تھی۔ حضرت صدیق اور فاروق اعظمؓ کی بھی رائے تھی۔ حضرت مقداد اور اسیدؓ، سعدؓ وغیرہ حضرات مہاجرین اور انصار نے ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم وہ بات کبھی نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ تو جا اور تیرا رب جائے اور تم لوگوں سے لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، بلکہ آپ چلیں اور ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ساتھ ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔

چنانچہ ان بے سروسامان مگر ایمانی قوت و جذبے سے سرشار مٹھی بھر گروہ کا جب کفار سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے خوب جوہر شجاعت دکھائے۔ متعدد کفار کو تہ تیغ کیا اور متعدد کو گرفتار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ یہاں بعض اہل قلم نے اپنا خیال یوں ظاہر کیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہی سے جنگ کے ارادے سے چلے تھے کیونکہ ایسے قافلہ سے تعرض کرنا جو قوم کے لیے ضروریات زندگی لے جا رہا ہو اور ان کے مال پر شب خون مارنا شان نبوت کے خلاف ہے، جیسا کہ علامہ شبلی نے لکھا ہے، لیکن یہ بات محض زعم ہے۔ محض اپنی رائے پر اصرار اور مرفوع احادیث کو رد کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے۔ جب اہل مکہ سے مسلمانوں کے اموال محفوظ نہیں رہ جاتے تھے حتیٰ کہ خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے بھی مشورے ہو رہے ہیں تو ایسے دشمنوں کے اموال و املاک سے تعرض کرنا اور ان کو اقتصادی طور پر کمزور کر کے ان کی کمر توڑ دینا حکمت اور مصلحت کے عین مطابق ہے تاکہ سرزمین حرم ان کے ناپاک چنگل سے با آسانی آزاد ہو سکے۔ ان سے جنگ کرنا تو جائز قرار دینا اور ان کے مال سے تعرض کو نامناسب خیال کرنا یہ خیال ہی نامناسب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ معصوم المال ہیں معصوم النفس والدم نہیں ہیں۔ یعنی ان کا مال تو معصوم ہے مگر ان کا نفس اور خون معصوم نہیں ہے۔ یہ عجیب گمان ہے۔ کیا وہ صحابہ کرامؓ کی جانوں کے درپے نہ تھے۔ ان کی زمینوں اور جائیداد پر ناحق قبضہ نہیں کیا تھا؟ پھر ایک قافلہ اور ان کے مال کی حیثیت ہی کیا رہی؟" جب غزوہ احزاب ہوا تو یہ قریش کا آخری حملہ تھا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

الآن نغزوهم ولا يغزوننا ○

اب ہم ان سے جارحانہ جنگ کریں گے اور وہ جارحانہ جنگ نہیں کر سکیں گے۔ اسلام میں جارحانہ اور دفاعی دونوں قسم کی جنگیں جائز ہیں اور دونوں کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

جس وقت اس نے تم پر اپنی طرف سے تسکین کے لیے اونگھ ڈال دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ

تاکہ اس سے تمہیں پاک کر دے اور تم سے دور کر دے نجاست شیطان کی اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے

وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ﴿١١﴾ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

اور اس سے تمہارے قدم جما دے ○ جب تیرے رب نے فرشتوں کو حکم بھیجا کہ میں تمہارے

الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ

ساتھ ہوں تم مسلمانوں کے دل ثابت قدم رکھو میں کافروں کے دل میں ہیبت ڈال دوں گا

الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ

سو گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو ○ یہ اس لیے ہے کہ وہ اللہ

وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾

اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو سو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ○

ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

یہ تو چکھ لو اور جان لو کہ بے شک کافروں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے ○ اے ایمان والو جب

لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

تم کافروں سے میدان جنگ میں ملو تو ان سے پیٹھ نہ پھیرو ○ اور جو کوئی اس دن ان سے

دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ

پیٹھ پھیرے گا مگر یہ کہ لڑائی کا ہنر کرتا ہو یا فوج میں جا ملتا ہو سو وہ اللہ کا غضب لے کر

اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

پھرا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے ○ سو تم نے انہیں قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے

قَتَلَهُمْ ۚ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ

انہیں قتل کیا اور تو نے مٹھی بھر خاک نہیں پھینکی جب کہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی اور تاکہ ایمان والوں پر

مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿١٧﴾ ذٰلِكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ مُوهِنُ

اپنی طرف سے خوب احسان کرے بیشک اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے یہ تو ہو چکا اور بیشک اللہ کافروں کی

كَيْدِ الْكٰفِرِينَ ﴿١٨﴾ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِنْ تَنْتَهُوا

تدبیر کو کمزور کرنے والا ہے اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو تمہارا فیصلہ آ چکا اور اگر باز آ جاؤ

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا

تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر پھر بھی کرو گے تو ہم بھی پھر کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرا بھی کام نہ آئے گی

وَلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾

اگرچہ وہ بہت زیادہ ہو اور بیشک اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے

افادات محمود:

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً الخ

مشرکین مکہ نے بدر کے کنویں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ صحابہ کرام پانی کی وجہ سے پریشان تھے۔ دوسرے یہ کہ ان کے قیام کی جگہ ریتلی زمین تھی۔ چلنا پھرنا بھی دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسائی۔ ریتلی زمین سخت ہوگئی۔ مشرکین چونکہ سخت زمین پر قیام پذیر تھے وہ زمین نرم اور کیچڑ ہوگئی۔ اب کیچڑ کی وجہ سے چلنا پھرنا دوبھر ہوگیا۔ بارش کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کے پاس پانی بھی وافر مقدار میں آگیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ایک بارش سے بہت سے مسائل حل فرما دیے۔

إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا الخ

زحف اصل میں جب چھوٹا بچہ گھٹنوں اور چوتڑوں کے بل چلتا ہے اس حالت کو کہا جاتا ہے اور جب لشکر بہت زیادہ ہو تو اس میں بھی لوگوں کو چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ الخ

پیٹھ پھیر کر جانا (۱) ایک تو اس وجہ سے ہو سکتا ہے کہ بعض مجاہد اپنے ساتھیوں سے آگے نکل کر دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ اب پیچھے ہٹ کر مسلمانوں سے ملنا چاہتے ہیں یہ جائز ہے۔ (۲) اسی طرح حملہ کی نیت سے پیچھے ہٹ کر پھر حملہ کرنا جیسا کہ غزوہ احد میں حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کے خلاف کیا تھا تو یہ بھی جائز ہے بلکہ جنگی تدبیر کا تقاضا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے "الحرب خدعة" "لڑائی تو چال کا نام ہے" لڑائی میں چالیں کرنی پڑتی ہیں۔ (۳) اور تیسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی جان بچانے کے لیے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) اگر مسلمان کے مقابلہ میں دشمن مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا ہے یا اس سے کم ہو تو
اس صورت میں دشمن سے بھاگنا بحکم قرآن حرام ہے۔ (۲) اور اگر دشمن کی تعداد دوگنی سے زیادہ ہو تو پھر
جان بچانے کے لیے بھاگنا جائز ہے۔

تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿٢٨﴾

جانتے ہو ○ اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے اور بے شک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے ○

ع

اشاراتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ

اس آیت کے دو شان نزول ہیں۔(۱) پہلا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے کسی معاملہ میں خیانت نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کے احکام کی مخالفت کرنا خواہ قول سے ہو یا فعل سے، یہ بڑی خیانت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندوں سے خیانت کرنا بھی اس میں شامل ہے اور مال غنیمت میں خیانت کرنا بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۲) دوسرا شان نزول جو صحیح روایت سے ثابت ہے، یہ ہے کہ غزوہ خندق کے دوران میں بنو قریظہ نے، مسلمانوں کے ساتھ مخالفت اور سازش میں رہتے رہتے عہد شکنی کی۔ اس لیے غزوہ خندق ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اب بنو قریظہ کی بھی خبر لینی چاہیے۔ بنو قریظہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ وہی معاملہ کریں جو بنو نضیر کے ساتھ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو فیصلہ تو نہ ہوگا، البتہ تمہیں اتنی رعایت دیتا ہوں کہ تم قبیلہ اوس کے سردار اور اپنے پرانے حلیف حضرت سعد بن معاذؓ کو حکم تسلیم کرلو۔ وہ جو فیصلہ تمہارے متعلق کریں وہ تمہیں منظور کرنا ہوگا۔

ان لوگوں نے اپنے پرانے دوست حضرت ابو لبابہؓ کو اپنے پاس بلوایا اور ان سے مشورہ کیا کہ حضرت سعدؓ کو حکم تسلیم کرنا ہمارے حق میں اچھا ہے یا نہیں؟ حضرت ابو لبابہؓ نے اپنے حلقوم کی طرف اشارہ کر دیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر حضرت سعدؓ کو حکم تسلیم کرو گے تو ذبح کر دیے جاؤ گے۔ حضرت ابو لبابہؓ کے اموال اور خاندان بنو قریظہ میں تھے۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے انہوں نے ایک راز کی بات ان لوگوں کو بتادی لیکن فوراً متنبہ ہو گئے کہ میں نے اللہ کے رسول کے ساتھ خیانت کر دی۔ چنانچہ اپنے آپ کو مسجد نبوی میں ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قسم کھائی کہ نہ کھانا کھاؤں گا نہ پیوں گا، یہاں تک کہ یا تو موت آجائے یا اللہ تعالیٰ میری توبہ کو قبول فرمالیں۔ تقریباً ایک ہفتہ تک یہی کیفیت رہی۔ آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی۔ جب لوگوں نے حضرت ابو لبابہؓ کو خوشخبری سنائی کہ توبہ قبول ہو گئی۔ انہوں نے پھر قسم کھائی کہ میں خود اپنے آپ کو نہ کھولوں گا جب تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے ہاتھ سے نہ کھول دیں۔ چنانچہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ

اے ایمان والو — اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے — تو وہ تمہیں ایک

فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

فیصلہ کی چیز دیگا — اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا — اور تمہیں بخش دے گا — اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ

اور جب کافر تیرے متعلق تدبیریں سوچ رہے تھے کہ — تمہیں قید کر دیں — یا تمہیں قتل کر دیں — یا تمہیں وطن سے دور کر دیں

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اور وہ بھی تدبیریں کر رہے تھے — اور اللہ اپنی تدبیر کر رہا تھا — اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والا ہے ○ — اور جب ان کے سامنے

اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاۗءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ

ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں — تو کہتے ہیں کہ — ہم نے سن لیا — اگر ہم چاہیں تو اس کے برابر ہم بھی کہہ دیں — یہ تو پہلوں کے

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ

قصوں کے سوا کچھ نہیں ○ — اور جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہی دین — تیری طرف سے حق ہے

عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ

تو ہم پر — پتھر برسا — آسمان سے — یا ہم پر دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

لا ○ — اور اللہ ایسا نہ تھا کہ انہیں تیرے ہوتے ہوئے عذاب دیتا — اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ

جبکہ وہ بخشش مانگتے ہوں ○ — اور ان میں کیا بات ہے کہ — عذاب نہ کرے ان پر اللہ — حالانکہ وہ

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَاۗءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَاۗؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

مسجد حرام سے روکتے ہیں — اور وہ اس کے ولی بھی نہیں — اس کے ولی تو پرہیزگار ہی ہیں

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا

لیکن ان میں سے اکثر نہیں سمجھتے ○ — اور کعبہ کے پاس ان کی نماز — سوائے سیٹیاں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اس رات مشرکین مکہ دار الندوہ میں جمع ہو گئے تھے۔ ابلیس لعین بھی اس مشورہ میں شامل ہوا اور مقامی لوگوں کے لیے وہ ناشناسا اور اجنبی تھا۔ ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتلایا کہ میں نجد کے علاقہ کا ایک بزرگ اور جہاندیدہ شخص ہوں۔ میں نے چاہا کہ میں بھی اس اہم مشورہ میں شامل ہو جاؤں۔ لوگوں نے کہا بہت اچھا۔ جب مشورہ شروع ہوا تو ایک شخص نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قید کر لیا جائے، یہاں تک کہ دوسرے شعراء کی طرح ان کا قصہ تمام ہو جائے (معاذ اللہ) اس پر شیخ نجدی یعنی ابلیس نے کہا کہ یہ رائے انتہائی کمزور ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رب اس کو چھڑا دے گا اور وہ پہلے سے زیادہ قوی ہو جائے گا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے اور اسی طرح مرور زمانہ کے ساتھ لوگ ان کو بھول جائیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا کہ یہ رائے بھی ناقص ہے۔ کیا تم اس کی باتوں کی مٹھاس، اس کی طلاقت لسانی اور اس پر لوگوں کے قلوب کی فریفتگی کو دیکھتے نہیں؟ یہاں سے باہر جا کر وہ لوگوں پر اثر انداز ہو جائیں گے۔ پھر وہ ایک جم غفیر کے ساتھ تمہارے اوپر چڑھائی کر کے تمہیں اور تمہارے بڑوں کو قتل کر دیں گے۔ ابوجہل نے کہا کہ میں ایک اہم رائے پیش کرنے والا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ قریش کے تمام قبائل میں سے ایک ایک نوجوان ننگی تلوار لے کر آپ پر حملہ آور (نعوذ باللہ) اور ایک ہی وار میں آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔ بنو ہاشم میں یہ سکت نہیں کہ تمام قریش سے دشمنی مول لیں، لہٰذا مجبوراً دیت قبول کر لیں گے۔ ابلیس نے کہا کہ اس نوجوان کی رائے بہت عمدہ ہے اور یہی قابل قبول ہے۔ حضرت جبرئیل نے آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا۔ آپ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر دروازہ سے باہر تشریف لائے اور کفار کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے۔ ان کو آپ کے جانے کا پتا بھی نہ چلا۔ اس وقت آپ کے دروازے پر ۱۰۰ آدمی موجود تھے۔ یہ سب کے سب غزوہ بدر میں مارے گئے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ الخ

یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ دو چیزیں مانع عذاب ہیں۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا اور استغفار۔ ایک دفعہ کسوف الشمس (سورج کا گرہن ہونا) ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور لمبی دعا مانگی۔ یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ آپ کی وہ نماز بڑی عجیب اور مختلف کیفیات پر مشتمل تھی۔ بعض روایات میں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کا ذکر آتا ہے، بعض میں دو دو رکوع کا، بعض میں تین تین، بعض میں چار چار اور بعض روایات میں پانچ پانچ رکوع کا ذکر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں آگے بڑھے تھے اور پھر پیچھے کو ہٹ گئے۔ صحابہ کرامؓ کے استفسار پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جنت کے انگور دکھائے گئے۔ اگر میں ان میں سے ایک خوشہ توڑ لیتا تو اس کا انگور کبھی ختم نہ ہوتا۔ فرمایا مجھ کو جہنم دکھلائی گئی جس کی وجہ سے میں پیچھے کو ہٹ گیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا

"وانت فیھم" کہ اے اللہ آپ کا وعدہ ہے کہ میرے ہوتے آپ عذاب نہیں دیں گے اور میں تو ان

میں موجود ہوں۔

اور دوسری چیز جو عذاب سے مانع ہے وہ استغفار ہے۔ استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے یا استغفار کرنے والوں کے استغفار کی برکت سے بہت سے لوگ عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ بعض مفسرین نے مستغفرین میں کفار کو بھی شمار کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب مانتے تھے، لیکن صحیح یہ ہے کہ مستغفرین سے مراد مومنین مستغفرین ہیں نہ کہ کفار واللہ اعلم بالصواب۔

وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُۥ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَآ

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے اگر تمہیں اللہ پر یقین ہے اور اس چیز

أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن اتاری جس دن دونوں جماعتیں ملیں اور اللہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ ﴿٤١﴾ إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ

قادر ہے ○ جس وقت تم ورلے کنارے پر تھے اور وہ پرلے کنارے پر اور قافلہ

أَسْفَلَ مِنكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِن لِّيَقْضِيَ

تم سے نیچے اتر گیا تھا اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے تو ایک ساتھ وعدہ پر نہ پہنچتے لیکن اللہ کو

اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ

ایک کام کرنا تھا جو مقرر ہو چکا تھا تاکہ جو ہلاک ہو وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو جیوے وہ قیام حجت کے

عَنۢ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ

بعد جیوے اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○ جب کہ اللہ نے تجھ کو دکھلائے وہ تیرے خواب میں

قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ

تھوڑے کرکے دکھلائے اور اگر تجھے بہت دکھلا دیتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور کام میں جھگڑا ڈالتے لیکن اللہ نے

سَلَّمَ ۗ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيٓ

بچا لیا جو بات دلوں میں ہے وہ اسے خوب معلوم ہے ○ اور جب تمہیں وہ فوج مقابلہ کے وقت تمہاری

أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِيٓ أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَ

آنکھوں میں تھوڑی کرکے دکھلائی اور تمہیں ان کی آنکھوں میں تھوڑا کرکے دکھلایا تاکہ اللہ ایک کام کو پورا کر دے جو مقرر ہو چکا تھا اور

إِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾

ہر کام اللہ تک ہی پہنچتا ہے ○

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ غَرَّ هَٰؤُلَاءِ

اس وقت منافق اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ انہیں ان کے دین نے

دِينُهُمْ ۗ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرَىٰ

مغلوب کر رکھا ہے اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ زبردست حکمت والا ہے ○ اور اگر تو دیکھے

إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

جس وقت فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں ان کے منہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں

وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ

اور کہتے ہیں چکھو عذاب جلنے کا ○ یہ اس کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بے شک اللہ بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَفَرُوا

ظلم نہیں کرتا ○ جیسا فرعونیوں اور ان سے پہلے لوگوں کا حال ہوا تھا انہوں نے

بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾

اللہ کی آیتوں سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں پکڑ لیا بے شک اللہ زبردست اور سخت عذاب کرنے والا ہے ○

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ ہرگز اس نعمت کو نہیں بدلتا جو اس نے کسی قوم کو دی تھی جب تک وہ خود اپنے دلوں کی

بِأَنْفُسِهِمْ ۙ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ

حالت نہ بدلیں اور اس لیے کہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ○ جیسے فرعونیوں اور ان سے پہلے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ

لوگوں کا حال ہوا تھا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور فرعونیوں کو

فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوا ظَالِمِينَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ

ڈبو دیا اور سب ظالم تھے ○ اللہ کے ہاں سب جانداروں میں سے بدتر وہی ہیں جنہوں نے

كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ

کفر کیا پھر وہ ایمان نہیں لاتے ○ جن لوگوں سے تو نے عہد لیا ہے پھر وہ ہر بار توڑتے ہیں

عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ

اپنا عہد توڑ دیتے ہیں ہر بار اور وہ ڈرتے نہیں ۔ سو اگر کبھی تو انہیں لڑائی میں پائے تو ان کو

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً

ایسی سزا دے کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں تاکہ انہیں عبرت ہو ۔ اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغا بازی کا

فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝

ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو ایسی طرح پر کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا

افاداتِ محمود:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ الخ

یہاں یہ ضابطہ بتایا گیا ہے کہ جو نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کو ملتی ہیں اگر ان کو درست استعمال کیا جائے تو وہ نعمتیں برقرار رہتی ہیں، چھینی نہیں جاتیں۔ اگر ان کا درست استعمال نہ کیا جائے تو چھین لی جاتی ہیں۔ ملکی معاملات میں تو خصوصیت سے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر کبھی بھی ترجیح نہ دی جائے لیکن یہ مقصد نہیں ہے جو ظفر علی خان کے شعر سے عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

عام طور پر اس شعر کو دلیل میں پیش کر کے لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ اگر تم چاہو تو اپنی کمزوریاں دور کر سکتے ہو اور اگر تم نہ چاہو تو تمہاری کمزوریاں دور نہیں ہو سکتیں۔ اسی نوعیت کی ایک آیت سورۂ رعد میں ہے:

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم الخ

اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں وہ جو ان کے جیوں میں ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت عامہ سے کسی قوم یا فرد کو محروم نہیں کرتا الا یہ ہے کہ ان کا کردار مسلسل ظالمانہ اور عاصیانہ ہو تو یہ اپنی بدکرداری کی بدولت اس کی رحمت سے مدد حاصل نہیں کر سکتے۔ رحمت عامہ تو بدستور موجود رہتی ہے۔

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ الخ

یہاں ایفائے عہد اور عہد شکنی سے متعلق ضابطہ بتایا گیا ہے کہ اگر کفار اور مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہو جائے تو مسلمان کفار سے زیادہ حقدار ہیں کہ اپنے معاہدوں کی پاس داری کریں اور کفار عہد شکنی کریں تو مسلمان بھی ان سے کھل کر بیان کر دیں کہ معاہدہ ختم ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے ذرہ برابر غدر نہیں ہونا چاہیے۔ مسلمان کفار کو عہد شکنی کی ایسی سزا دیں کہ آنے والی نسلوں کے لیے درس عبرت ہو۔ حضرت امیر معاویہؓ کا ایک دفعہ

رومیوں سے ایک خاص میعاد کے لیے جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تھا۔ دورانِ معاہدہ حضرت امیر معاویہؓ اپنی فوجیں سرحدوں پر پہنچا رہے تھے کہ اس دوران میں ایک بزرگ صحابی گھوڑے پر سوار آئے اور فرمایا کہ

"اللہ اکبر اللہ اکبر وفاءٌ لا غدرٌ"

انہوں نے فوج کی نقل و حرکت پر تعجب کا اظہار فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ یہ بات بھی عہد شکنی کے زمرے میں آتی ہے کہ امن کے دنوں میں فوج سرحد پر پہنچائی جائے۔ حضرت معاویہؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو فوراً فوجیں واپس بلالیں۔ یہ بزرگ صحابی حضرت عمرو بن عبسہؓ تھے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ

اور کافر یہ خیال

الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ۝ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم

کر لیا کہ وہ بھاگ نکلے ہیں بے شک وہ ہمیں ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے ۝ اور ان سے مقابلے کے لئے جو کچھ ہو سکے

مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ

قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر رکھو سو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے

مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ

سوا اوروں پر جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انکو جانتا ہے دھاک بیٹھے اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے

اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

تمہیں (اس کا ثواب) پورا دیا جائے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی ۝ اور اگر وہ صلح کے لئے جھکیں تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَإِن يُرِيدُوا أَن يَخْدَعُوكَ

اور اللہ پر بھروسہ رکھو بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے ۝ اور اگر وہ چاہیں کہ تمہیں دھوکہ دیں

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ ۚ هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَلَّفَ

تو تجھے اللہ کافی ہے جس نے تمہیں اپنی مدد سے اور مسلمانوں سے قوت بخشی ۝ اور ان کے

بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ

دلوں میں الفت ڈال دی جو کچھ زمین میں ہے اگر سارا تو خرچ کر دیتا ان کے دلوں میں الفت

قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ

نہ ڈال سکتا لیکن اللہ نے ان میں الفت ڈال دی بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے ۝ اے نبی! تجھے

اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور مومنوں کو جو تیرے تابعدار ہیں اللہ کافی ہے ۝

افاداتِ محمود:

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم الخ

مسلمان عمل میں تو ایمانی قوت اور اللہ تعالیٰ پر توکل کے جذبہ سے لڑتا ہے، لیکن جائز اسباب اور رائج الوقت اسلحہ اور سامان جنگ کو اپنانا توکل کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ توکل اور تدبیر کا حصہ ہے۔ جیسا کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے سرحد شام پر سے واپسی کے وقت فرمایا تھا۔

"نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ"

حضرت عمرؓ شام جا رہے تھے کہ پتا چلا شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ ہمیں شام میں داخل ہونا چاہیے یا نہیں؟ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے حدیث سنائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی سرزمین کے رہنے والے نہیں ہو اور وہاں وبا پھیلی ہوئی ہو تو (بغیر ضرورت شدیدہ کے) وہاں داخل نہ ہونا۔ اور تم جس جگہ آباد ہو وہاں اگر وبائی بیماری پھیل جائے تو وہاں سے مت نکلو۔ (بخاری)

حضرت فاروق اعظمؓ نے شام کی سرحد سے قافلہ کو واپسی کا حکم دے دیا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا:

"یا امیر المؤمنین افرا من قدر اللہ"

امیر المؤمنین کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگنا چاہتے ہیں؟ تو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ

یعنی میں اللہ تعالیٰ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگنا چاہتا ہوں۔ گویا جائز اسباب کو اپنانا یہ بھی تقدیر خداوندی کا حصہ ہے اور فرمایا کہ کاش ابوعبیدہ یہ بات تیرے سوا کوئی اور کہتا۔ یعنی تجھ سے عقل مند آدمی کو یہ امر تقدیر کے خلاف نہیں سمجھنا چاہیے تھا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

اے نبی، مسلمانوں کو جہاد کی

الْقِتَالِ ۚ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ

ترغیب دو، اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے، اور اگر تم میں

مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۝

سو ہوں گے تو ہزار کافروں پر غالب آجائیں گے، اس لئے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ

اب اللہ نے تم سے بوجھ ہلکا کردیا، اور معلوم کرلیا کہ تم میں کسی قدر کمزوری ہے، پس اگر تم میں سو ثابت قدم

صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ

رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجائیں گے، اور اگر ہزار ہوں گے تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر

اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ

غالب آجائیں گے، اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ نبی کو شایاں نہیں کہ اپنے پاس قیدیوں کو رکھے جب تک کہ

يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ

ملک میں خوب خونریزی نہ کرلے، تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو، اور اللہ آخرت کا ارادہ رکھتا ہے

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ

اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اگر اللہ کا حکم پہلے سے نہ ہوچکا ہوتا تو جو تم نے لیا اس کے بدلے تم پر

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

بڑا عذاب ہوتا۔ پس جو مال تمہیں غنیمت میں ملا اسے حلال اور پاکیزہ سمجھ کر کھاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بےشک اللہ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

بخشنے والا مہربان ہے۔

افاداتِ محمود:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ الخ

فَتَرَبَّصُوا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾		
زیادہ پیارے ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے	اور اللہ نافرمان لوگوں کو	راستہ نہیں دکھاتا ○

انوارات محمود:

سورۃ توبہ کی سورۃ انفال سے قریبی مناسبت ہے۔ دونوں کے مضامین ملتے جلتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر یہ نہیں بتلایا تھا کہ سورۃ توبہ الگ سورۃ ہے یا سورہ انفال ہی کا حصہ ہے۔ اسی وجہ سے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی اور احتیاطاً سے سورۃ انفال سے الگ رکھا گیا اور مصحف عثمانی میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔

سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجوہات:

(۱) نسائی نے اپنی سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے سورۃ توبہ اور انفال کے درمیان بسم اللہ کیوں نہیں لکھی؟ تو حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے اس کو فلاں جگہ رکھو۔ اسی طرح سورتوں کا معمول تھا۔ سورۃ انفال ہجرت کے اوائل میں نازل ہوئی اور سورۃ توبہ آخر میں نازل ہوئی۔ مضامین دونوں کے مشابہ ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ سورہ براءۃ سورہ انفال کا جز ہے یا مستقل سورۃ ہے اور آپ دنیا سے چلے گئے، لہٰذا ہم نے خط فاصل بین السورتین تو کھینچ دیا لیکن بسم اللہ، جو دال علی الفصل بین السورتین یعنی دو سورتوں میں علیحدگی کی دلیل ہے، احتیاطاً نہیں لکھی۔

(۲) بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ اس سورہ میں براءۃ من المعاہدہ ہے اور عربوں کی یہ عادت تھی کہ جب ایسی تحریر لکھتے یا لکھواتے تھے جس میں معاہدہ سے براءۃ کا اظہار مقصود ہوتا تھا تو اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھتے تھے اور سورہ براءۃ کے شروع میں براءۃ من المعاہدہ ہے، لہٰذا اس وجہ سے بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

(۳) حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ سورۃ براءۃ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، امان والبراءۃ نزلت بالسیف"

یعنی بسم اللہ تو امن کی امان ہے اور سورہ براءۃ میں چونکہ تلوار چلانے کا حکم ہے، لہٰذا شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔

سورہ براءۃ کا شانِ نزول:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کے لیے تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ آپ کے ساتھ تھے۔ کفار مکہ نے آپ کو اور صحابہ کرامؓ کو حدیبیہ کے مقام پر روکا۔ آپ عمرہ کے لیے نہ جا سکے پھر دس شرائط کے ساتھ مسلمانوں اور

کفار میں صلح ہوگئی۔ ان شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔ آمد و رفت اور تجارت آزادانہ ہوگی۔ اس وقت بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے اور بنو بکر مشرکین مکہ کے حلیف بن گئے تھے۔ اس معاہدے کے جیسے مسلمان پابند تھے ویسے ہی کفار مکہ بھی پابند تھے۔ اسی طرح بنو بکر اور بنو خزاعہ بھی اس کے پابند تھے، لیکن بنو بکر نے اس عہد کی کوئی پاسداری نہ کی۔ انہوں نے دوران معاہدہ ہی بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا اور یوں معاہدہ توڑ ڈالا۔ قریش مکہ نے بھی اسلحہ وغیرہ سے اپنے حلیفوں کی امداد کی۔ وہ بھی عہد شکنی کے جرم میں برابر کے شریک ہو گئے۔ چونکہ جنگ بندی کا معاہدہ عملاً ختم ہو گیا لہٰذا ۸ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کفار کے قبضہ سے آزاد کرانے کا منصوبہ بنایا اور بفضل اللہ مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔ سورۃ برأۃ کی ابتدائی آیات اسی معاہدہ کے ختم ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جب تم لوگوں نے عہد کی پاسداری نہیں کی تو اللہ کا رسول بھی اب پابند نہیں ہیں۔ یہ تو میعادی معاہدہ کی بات تھی۔ بعض دوسرے مشرکین سے غیر میعادی معاہدے بھی ہوئے تھے یعنی ان معاہدوں کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ ان کو بھی اطلاع دے دی گئی کہ انہیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس میں اگر کسی کی قسمت میں ہدایت ہے تو وہ گروہ اسلام میں داخل ہو جائے۔ ورنہ مسلمانوں کی طرف سے یہ اعلان سن رکھیں کہ وہ جزیرۃ العرب سے نکل جائیں اور اس پاک سرزمین کو خالی کر دیں۔ البتہ جو لوگ آپ کی پناہ میں آ جائیں دین اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے تو ان کو پناہ دو۔ پھر وہ مسلمان ہو جائیں یا ان کو ان کے مقام پر پہنچا کر چھوڑ دو، اس وقت تک ان کو قتل نہ کرو۔

یوم الحج الاکبر:

حج اکبر حج ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔ عمرہ کے مقابلے میں حج کو حج اکبر کہا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حج فرمایا تھا تو اتفاق سے جمعہ کا دن تھا۔ آج لوگ سمجھتے ہیں کہ عرفہ کو جمعہ کا دن ہو تو حج اکبر ہوگا۔ اگر جمعہ کا دن نہ ہو تو وہ حج اکبر نہیں ہے۔ لیکن یہ نظریہ غلط ہے، بلکہ ہر حج حج اکبر ہے۔ آیت ۱۹ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت طلحہؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان یہ بحث چل پڑی کہ افضل عبادت کیا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا کہ میں بیت اللہ کا دربان ہوں اس کی چابی میرے پاس ہوتی ہے۔ اگر میں چاہوں تو رات کو بھی بیت اللہ میں رہ سکتا ہوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں حجاج کرام کو پانی پلاتا ہوں اور ان کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔ میں اگر چاہوں تو بیت اللہ میں رات کو بھی قیام کر سکتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے تو آپ لوگوں کی بات کی کوئی حقیقت سمجھ نہیں آئی (یعنی افضل العبادت ہونا) کیونکہ میں نے عام لوگوں سے پہلے ہی چھ ماہ بیت اللہ کی طرف نمازیں پڑھی ہیں اور میں جہاد بھی کرتا رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

جہاد کے ساتھ ایمان باللہ کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ مشرکین کی نفی سے تردید ہو اور یہ واضح بھی کر دیا جائے کہ جہاد

افضل ہے، لیکن ایمان باللہ اس سے بھی افضل ہے۔

قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ الخ

حاصل یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ میں تمہاری کنبہ پروری اور تجارت وغیرہ رکاوٹ نہ بنیں، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں سخت سزا کا مزہ چکھائیں گے۔ آج کل کے سیاسی لوگ جب میدان میں آتے ہیں تو ان کو گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ ان کے گھر والوں کو تھانے بلایا جاتا ہے۔ ان کی فیکٹریوں کو ضبط کرنے یا ٹیکس لگانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اس پر وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر بنایا جائے پھر انسان کو کوئی چیز نہیں ہلا سکتی اور راہِ حق سے نہیں ہٹا سکتی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ

اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب تم

كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ

اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہوگئی

ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي

پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے ۝ پھر خدا نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر

الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ

تسکین نازل فرمائی اور وہ لشکر اتارے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور

جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

کافروں کی یہی سزا ہے ۝ پھر اس کے بعد خدا جس پر چاہے مہربانی کرے گا اور

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اے ایمان والو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ

مسجد حرام کے نزدیک نہ جانے پائیں اور اگر تم کو مفلسی کا خوف ہو تو خدا

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَاۗءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

چاہے تو تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا بے شک خدا سب کچھ جانتا حکمت والا ہے ۝ ان لوگوں سے جنگ کرو جو ایمان نہیں

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا

لاتے خدا پر اور روز آخرت پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور

يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر

عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں ۝

ع

افادات محمود:

غزوۂ حنین:

غزوۂ بدر کی طرح غزوۂ فتح مکہ بھی رمضان المبارک میں وقوع پذیر ہوا۔ فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں مقیم رہے۔ حنین ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ جہاں قبائل ہوازن و ثقیف آباد تھے۔ یہ قبائل نہایت ہی جنگجو اور تیراندازی کے میدان کے شاہسوار تھے۔ فتح مکہ سے ان لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اس کے بعد مسلمان ہم پر حملہ آور ہوں گے۔ لہٰذا ان کے حملے سے قبل ہی ہمیں مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کے سردار مالک ابن عوف نصری تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر حملہ کرنے کی غرض سے چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپؐ ۱۰ شوال ۸ھ میں ۱۲۰۰۰ جانثاروں کو ساتھ لے کر حنین کے قصد سے پہنچے۔ ہوازن اور ثقیف کے تیرانداز کمین گاہوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں پر راستے ہی میں حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وقتی طور پر مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے اور پریشان ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ حضور علیہ السلام نے ایک مشت خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور ساتھ ہی آسمان سے فرشتوں کو صحابہ کرامؓ نے اترتے دیکھا۔ وہ مسلمان جو کفار کے ناگہانی حملہ کی وجہ سے تتر بتر ہو رہے تھے اب دوبارہ ان کے قدم جم گئے اور دشمنوں کی صفوں میں گھس کر خوب بسالت و بطالت کے جوہر دکھائے۔ چنانچہ کفار کے ستر آدمی مارے گئے۔ چھ ہزار قیدی بنائے گئے۔ چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کو بطور مال غنیمت ہاتھ آ گئے۔

ہوازن اور ثقیف کا سپہ سالار مالک ابن عوف نصری اپنی فوج سمیت طائف جا کر قلعہ میں چھپ گیا تھا۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمام مال غنیمت جعرانہ میں جمع کر دو اور اس کی تقسیم سے قبل ہی آپؐ نے طائف جانے کا قصد فرمایا۔ طائف وہ مقام ہے جہاں آپؐ ابتدائے اسلام میں دعوت الی الحق کے لیے تشریف لے گئے تھے لیکن طائف والوں نے اوباشوں کو پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے آپ کو پتھر مار مار کر آپ کا جسم مبارک لہولہان کر دیا۔ جوتے مبارک بھی خون سے بھر گئے تھے۔ اب ۸ھ میں جب آپ وہاں تشریف لے گئے اور قلعہ کا محاصرہ فرمایا تو باوجود کافی کوشش کے وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا اور ۱۲ صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھا کہ میرے سامنے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا لیکن مرغ نے چونچ مار کر گرا دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کی تعبیر یہ دی کہ شاید قلعہ اب فتح نہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے دربار رسالت میں یہ درخواست کی کہ حضور آپ ان لوگوں کے لیے بددعا فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو بددعا کی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا آپؐ نے وہ قلعہ فتح کیے بغیر صحابہ کرامؓ کو کوچ کا حکم دیا اور جاتے وقت یہ دعا فرمائی۔

اللّٰھم اھد ثقیفاً وأت بھم اے اللہ قبیلہ ثقیف کو ہدایت نصیب فرما اور ان کو میرے پاس پہنچا دیجیے۔

چنانچہ بعد میں یہ قلعہ خود بخود فتح ہو گیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ فوج کا سپہ سالار حضرت مالک بن عوف بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے تھے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کا ثمر تھا جب طائف والوں نے اوباشوں کو پیچھے لگایا اور انہوں نے حضور کے جسم مبارک زخمی کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے کہا تھا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دونوں پہاڑوں کو ملا کر ان لوگوں کو بیچ میں کچل دیتا ہوں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر اس وقت یہ لوگ مسلمان نہیں ہوئے تو آئندہ ان کی نسلوں میں مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ کی یہ چاہت ۸ ھ میں پوری ہو گئی اور ان کے ایمان سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔

مال غنیمت کی تقسیم اور انصار کا شکوہ

اب طائف سے واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ میں جمع شدہ مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور قریش مکہ کے نو مسلموں کی تالیف قلب اور مالی وجانی سابقہ نقصان کی مکافات کے ارادے سے ان ہی لوگوں میں مال غنیمت کو تقسیم فرمایا اور انصار کو ان کی ایمانی پختگی کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ بعض لوگوں کی زبانوں پر حرف شکایت آیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے انصار کو جمع فرمایا اور ان سے یوں گویا ہوئے: "اے انصار کی جماعت! یہ میں کیا باتیں سن رہا ہوں؟"

انصار نے کہا "یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی ذمہ دار آدمی نے یہ بات نہیں کی ہے بلکہ بعض نوجوانوں نے کی ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے گروہ انصار! کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ تعالیٰ نے میرے واسطہ سے تم کو ہدایت دی۔ آپس میں تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمہارے دل ملا دیئے۔ تم مفلس تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو مالا مال کیا"۔

انصار نے کہا "آپ نے جو فرمایا بالکل درست ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے"۔

پھر آپ نے خود ارشاد فرمایا "تم میری اس تقریر کا یہ جواب دے سکتے ہو۔ جب لوگوں نے آپ کو جھٹلایا تو ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ جب آپ بے یار و مددگار تھے اس وقت ہم نے آپ کی مدد کی۔ جب آپ بے سہارا و بے ٹھکانہ تھے تو ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا۔ جب آپ مفلس تھے تو ہم نے آپ کی غمگساری کی۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس بات سے رنجیدہ ہو گئے ہو کہ میں نے اس دنیا دولت سے کچھ متاع قلیل چند لوگوں کو تالیف قلب کے لیے دی اور تمہارے اسلام و پختگی ایمان پر بھروسہ کر کے تمہیں چھوڑ دیا۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ لوگ تو اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھر واپس کو واپس ہو گئے اور تم اللہ کے رسول کو ساتھ لے جاؤ۔ قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر ہجرت امر تقدیری نہ ہوتا تو میں انصار میں سے ہوتا۔ اگر لوگ ایک گھاٹی کو چلیں اور

انصار دوسری گھاٹی کو چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ اے اللہ! تو انصار پر اور ان کی اولاد پر اور ان کی اولادوں کی اولاد پر رحم فرما"۔

یہ فرمانا تھا کہ انصار زار و قطار رونے لگے۔ یہاں تک کہ داڑھیاں تر ہو گئیں اور کہا کہ ہم اس تقسیم پر دل و جان سے راضی ہیں کہ اللہ کے رسول ہمارے حصہ میں ہیں۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔ (دلائل، ج: ۵، بحوالہ ابن کثیر)

مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور اب آپ کا روضۂ اطہر بھی مدینہ منورہ میں ہے۔ قیامت تک یہ انوارات و برکات وہاں رہیں گی جن کے متعلق جلے ہیں ساری دنیا تک ہے۔

إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ الخ

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو ۹ھ میں یہ اعلان کیا گیا کہ کوئی مشرک آئندہ حدود حرم میں داخل نہ ہو اور نہ ہی حج و عمرہ ادا کرے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اخرجوا الیہود والنصاری من جزیرة العرب" یعنی یہود اور نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے ہی نکال باہر کرو۔ چنانچہ حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں اس حدیث پر عمل ہوا اور جزیرہ عرب کو یہود و نصاریٰ سے پاک کر دیا گیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ

اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے — اور عیسائی کہتے ہیں کہ

النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ

مسیح اللہ کا بیٹا ہے — یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں — وہ کافروں کی سی

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ

باتیں بنانے لگے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں○ انہوں نے اپنے عالموں

وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا أُمِرُوا

اور درویشوں کو — اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے — اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی — حالانکہ انہیں

إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلٰهًا وَاحِدًا ۖ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾

حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ

وہ چاہتے ہیں کہ — اللہ کی روشنی کو — اپنے منہوں سے بجھا دیں — اور اللہ اپنی روشنی کو — پورا کئے بغیر

نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ

نہیں رہے گا اور اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں○ — اس نے — اپنے رسول کو — ہدایت اور — سچا دین دے کر

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بھیجا ہے — تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے — اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں○ — اے ایمان والو!

إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

بہت سے — عالم — اور فقیر — لوگوں کا مال — ناحق کھاتے ہیں

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ

اور اللہ کی — راہ سے روکتے ہیں — اور جو لوگ — سونا — اور چاندی — جمع کرتے ہیں

وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا

اور اسے اللہ کی راہ میں — خرچ نہیں کرتے — انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے○ — جس دن وہ

فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا

دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی یہ وہی ہے

مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ

جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے ○ بے شک اللہ کے ہاں

اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا

مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن سے اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے ان میں سے

أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ ۚ وَقَاتِلُوا

چار عزت والے ہیں یہی سیدھا دین ہے سو ان میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو اور تم سب

الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۶﴾

مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ○

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ ۖ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا

یہ مہینوں کا ہٹا دینا کفر میں اور زیادتی ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑتے ہیں اس مہینے کو ایک برس تو حلال کر لیتے ہیں

وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ ۚ

اور دوسرے برس اس کو حرام سمجھتے ہیں تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کر لیں جنہیں اللہ نے عزت دی ہے پھر حلال کر لیتے ہیں جو اللہ

زُيِّنَ لَهُمْ سُوءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۷﴾

نے حرام کیا ہے ان کے برے اعمال انہیں بھلے دکھائی دیتے ہیں اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا ○

افادات محمود:

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ الخ

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے ہی سال کے ۱۲ مہینوں میں سے چار مہینے محترم بنائے ہیں۔ ایک تو رجب کا مہینہ ہے اور تین مہینے مسلسل ہیں۔

(۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) محرم الحرام۔

زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کو محترم مانا جاتا تھا۔ ان میں لڑنے کو لوگ جرم اور نامناسب سمجھتے تھے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا تھا کہ لوگوں کو لڑنا مقصود ہوتا تو کہہ دیتے تھے کہ اس سال محرم کا مہینہ صفر کی جگہ پر کر دیتے ہیں

اور صفر کو محرم بنا کر لڑائی جاری رکھیں گے۔ اس طریقے سے مہینوں کی صحیح پہچان بھی نہ ہو سکتی تھی۔ جس مہینے کو یہ لوگ ذی قعدہ یا ذی الحجہ کہتے تھے، نہ معلوم حقیقت میں وہ کوئی اور ہی مہینہ ہو۔ ان کی گڑبڑ کی وجہ سے مہینے آگے پیچھے ہو جاتے تھے۔ لیکن اللہ کا احسان یہ ہوا کہ ذوالحج کا مہینہ اپنی اصل جگہ پر تھا۔ اس لیے جس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا تھا آپ نے ارشاد فرمایا:

"استدار الزمان کھیئتہ یوم خلق السمٰوٰت والارض"

آج زمانہ اپنی اصلی ہیئت پر ہے جس طرح اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کر کے چاند اور سورج کا نظام قائم فرمایا تھا یعنی اللہ کے رسول نے جس ماہ میں حج فرمایا تھا وہ حقیقت میں ذی الحجہ کا مہینہ تھا اور الحمدللہ آج تک مسلمانوں کے پاس میقات اور تقویم کا درست حساب موجود ہے۔ رمضان بھی اپنے وقت میں ہے اور اسی طرح بقیہ تمام اسلامی مہینے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۞ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ

قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْــًٔا ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ اِلَّا

تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ

الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۗ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ

اللّٰهِ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا

قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ
سفر آسان تو وہ ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن لمبی مسافت ان کو نظر آئی اور اب اللہ کی قسمیں
بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ
کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم تمہارے ساتھ ضرور چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ
لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾
جھوٹے ہیں ○

افادات محمود:

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ الخ

اس آیت میں ہجرت کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہجرت کا ارادہ فرما لیا تھا۔ وہ جا رہے تھے کہ راستے میں ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے انہیں روکا اور ساتھ لے کر واپس آ گیا۔ مگر جب کفار کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں۔ ہجرت کے وقت ان پر سامان سفر باندھا گیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے خورد و نوش اور دیگر سامان سفر باندھ دیا۔ اور کوئی چیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے دوپٹے کو دو ٹکڑے کر کے اس سے ناشتہ دان باندھا۔ اس وجہ سے انہیں "ذات النطاقین" کا لقب عطا ہوا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ شدید گرمی تھی۔ پرانے زمانے میں یہ رواج تھا کہ دوپہر کو لوگ قیلولہ کرتے تھے۔ سارے لوگ سوئے ہوئے تھے اور کچھ لوگ ننگی تلواریں لے کر آپ کو شہید کرنے کی غرض سے آپ کے دروازے کے باہر کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹا کر اہل مکہ کی جو امانتیں آپ کے پاس تھیں وہ سب اہل تک پہنچا دی جائیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔ کسی کو صاحب قرآن نہیں کہا گیا لہٰذا حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ کسی اور کی صحابیت کا انکار کفر نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار مشورہ فرما رہے تھے تو شیخین یعنی حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ میں چند باتیں کہنا چاہتا تھا لیکن حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے انہوں نے وہ تمام باتیں کہہ دیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے درج ذیل خوبیوں کے حوالے سے حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت پر استدلال کیا۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ

اللہ نے تمہیں معاف کر دیا تم نے انہیں کیوں رخصت دی یہاں تک کہ تیرے لئے سچے

صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ظاہر ہو جاتے اور تو جھوٹوں کو جان لیتا ○ جو لوگ اللہ پر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ

اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں وہ تم سے رخصت نہیں مانگتے اس سے کہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں اور اللہ

عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے ○ تم سے رخصت وہی مانگتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں سو وہ اپنے شک میں بھٹک رہے ہیں ○

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ

اور اگر وہ نکلنا چاہتے تو اس کے لئے کوئی سامان ضرور تیار کرتے لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا پسند نہ کیا

فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ

سو ان کو روک دیا اور حکم ہوا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ○ اگر وہ تم میں نکلتے تو سوائے فساد کے

اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ

اور کچھ نہ بڑھاتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں ان کے جاسوس

لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا

بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے ○ یہ پہلے بھی فساد کے طالب رہے ہیں اور

لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَاۗءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

بہت سی باتوں میں تمہارے لئے الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور وہ ناخوش ہی رہے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ

اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھ کو رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے خبردار وہ فتنہ میں پڑ چکے ہیں

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ

اور بے شبہ دوزخ کافروں کو احاطہ کرنے والی ہے ۝ اگر تمہیں کوئی آسائش حاصل ہوتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے اور اگر

تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا

کوئی مشکل پڑتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا کام پہلے ہی سنبھال لیا تھا اور

وَهُمْ فَرِحُونَ ۝ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا

خوشیاں مناتے لوٹ جاتے ہیں ۝ کہہ دو کہ ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا وہی ہمارا کارساز ہے

وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى

اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے ۝ کہہ دو کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے

الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ عِنْدِهِ

ایک کے منتظر ہو اور ہم تمہارے حق میں اس بات کے منتظر ہیں کہ خدا یا تو اپنے پاس سے تم پر کوئی عذاب نازل کرے

أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ۝ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا

یا ہمارے ہاتھوں سے تو تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں ۝ کہہ دو کہ تم خوشی سے خرچ کرو

أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ

یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا بے شک تم نافرمان لوگ ہو ۝ اور ان کے خرچ کے

أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا

قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوا اس کے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور

يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ ۝

نماز میں سست ہو کر آتے ہیں اور ناخوشی ہی سے خرچ کرتے ہیں ۝

فَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

سو تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا خدا چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے ان کو

بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ وَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ

دنیا کی زندگی میں عذاب دے اور جب ان کی جان نکلے تو اس وقت بھی وہ کافر ہی ہوں ۝ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ

اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۭ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ

اور بے شک وہ تم میں سے ہیں | حالانکہ وہ تم میں سے نہیں | لیکن وہ ڈرتے ہیں ۝ | اگر وہ کوئی پاویں

مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ

جگہ | یا غار | یا گھسنے کی جگہ پائیں | تو ادھر رخ کریں | رسیاں تڑاتے ۝ | اور بعض

مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا

ان میں سے وہ ہیں جو خیرات بانٹنے میں تجھے طعن دیتے ہیں سو اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو راضی ہوتے ہیں اور اگر نہ ملے

مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

تو فوراً | ناراض ہو جاتے ہیں ۝ | اور کیا اچھا ہوتا | اگر وہ اسی پر راضی ہو جاتے | جو انہیں اللہ

وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ

اور اس کے رسول نے دیا ہے | اور کہتے ہیں ہمیں | اللہ کافی ہے | وہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا | اور اس کا رسول

اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں ۝ | زکوٰۃ | مفلسوں | اور محتاجوں | اور زکوٰۃ کا کام کرنے والوں کا

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ

حق ہے | اور جن کی | دلجوئی کرنی ہے | اور غلاموں کی گردنیں چھڑانے میں | اور قرض داروں کے قرض میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور اللہ کی راہ میں | اور مسافر کو | یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے | اور اللہ جاننے والا

حَكِيْمٌ ۝ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ۭ قُلْ

حکمت والا ہے ۝ | اور بعض ان میں سے | پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں | اور کہتے ہیں کہ یہ شخص نرا کان ہے | کہہ دے

اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ

وہ کان تمہاری بھلائی کے لئے ہے | اور اللہ پر یقین رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے ایمان والوں کے

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يَحْلِفُوْنَ

لئے میں رحمت ہے | اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں | ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۝ | قسمیں کھاتے ہیں تمہارے سامنے

بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّهُۥ مَنْ يُحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ فَأَنَّ لَهُۥ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِءُوٓا إِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

[illegible]

افادات محمود

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ الخ

اس سے پچھلی آیت میں مذکور ہے کہ بعض نا عاقبت اندیش لوگوں نے اپنی کج فہمی کی بنا پر مال کی تقسیم کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر تنقید کی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صدقات کے مصارف کی فہرست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دی تاکہ آپ اس فہرست کے مطابق تقسیم فرماتے رہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے مطابق اصول تقسیم فرماتے رہے۔ وہ فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) فقیر جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

(۲) اور مسکین جس کے پاس بقدر ضرورت نہ ہو۔

(۳) عاملین وہ لوگ جو زکوٰۃ اور صدقات لوگوں سے وصول کر کے بیت المال تک پہنچاتے ہیں۔

(۴) "والمؤلفۃ قلوبھم" اسلام لانے پر آمادہ کرنے اور اسلام پر ثابت قدم رہنے کے لیے ابتداء میں زکوٰۃ دی جاتی تھی، جسے حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کو بند فرما دیا۔ اس وجہ سے نہیں کہ آیت منسوخ ہو گئی ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ حکم کی علت ختم ہو گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت و غلبہ نصیب فرما دیا ہے، لہٰذا تالیف قلب کے لیے کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی جمہور علماء کا مذہب ہے لیکن مودودی صاحب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقم سے ووٹ خریدنا جائز ہے۔ اسلام کی خدمت کی غرض سے اگر زکوٰۃ کی رقم سے ووٹ خریدا جائے تو جائز ہے۔ یہ عجیب بات ہے۔

وَفِي الرِّقَابِ یعنی اگر کسی غلام کو مالک نے مکاتب بنایا ہو تو اس بدل کتابت کی ادائیگی میں اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

وَالْغٰرِمِيْنَ اور مقروض لوگوں کو

وَابْنِ السَّبِيْلِ الخ وہ شخص جو حالت سفر میں نصاب کا مالک نہ ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں تمام مصارف میں فقر شرط ہے، یعنی زکوٰۃ میں بالاجماع صاحب نصاب نہ ہونا شرط ہے۔ اگر زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنوالی، یا پل بنوایا، کسی مردہ کو کفن دیا، تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

جہاد کے معنی یہ ہیں کہ برائی کو مٹانے کے لیے کوشش ہو۔ سیاست ہے ہر ایک طرح سے پوچھ گچھ کرنا اور طریقہ سے نرمی سختی اور عمل کی مناسبت سے جس عمل سے برائی کا انسداد ہو سکے وہ بروئے کار لایا جائے گا۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا الخ

یہ چند آیتیں ثعلبہ بن حاطب انصاری کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ اس شخص نے دل میں نفاق کو چھپا رکھا تھا۔ وہ ظاہراً مسلمان بنا ہوا تھا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میرے مال میں برکت کے لیے دعا فرما دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ وہ تھوڑی چیز جو انسان کو کفایت کرے وہ اس زیادہ چیز سے افضل ہے جس کے حقوق ادا نہ ہو سکیں۔ لیکن ثعلبہ نے پھر اصرار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ اس کی بکریاں اتنی زیادہ ہو گئیں کہ اس کو مدینہ چھوڑنا پڑا۔ ابتداء میں جماعت کی نمازیں چھوٹی رہیں۔ رفتہ رفتہ جمعہ بھی جاتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے گیا تو کہنے لگا کہ زکوٰۃ تو جزیہ کی بہن معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ جب مال آئے گا تو خوب صدقہ خیرات کروں گا۔ بہرحال عاملین واپس آ گئے اور ثعلبہ نے زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ جب عامل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا تو حضور نے متعدد بار فرمایا "ویح ثعلبة" یعنی ثعلبہ ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بھی یہ آیات نازل فرما دیں۔ جب ثعلبہ اور اس کے عزیزوں کو سب کچھ پتا چلا تو وہ بادل نخواستہ زکوٰۃ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری زکوٰۃ لینے سے منع کر دیا ہے۔ پھر وہ آپ کے وصال کے بعد سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا۔ انہوں نے فرمایا جس کی زکوٰۃ اللہ کے رسول نے قبول نہیں فرمائی ابوبکر کیونکر قبول کر سکتا ہے؟ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں نفاق پر اس کا خاتمہ ہو گیا۔

آج کل بھی مانعین زکوٰۃ موجود ہیں:

خدا تعالیٰ نے اجتماعی عادلانہ نظام کے تحت زکوٰۃ کی شرح مقرر فرمائی ہے کہ دینے والے بھی نہ گھبرائیں اور حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ یعنی چالیسواں روپیہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا اور وہ نصاب مکمل ہونے کے بعد۔ لیکن ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے زکوٰۃ کو ٹیکس کہا ہے اور ساتھ ہی اجتہادی فیصلہ بھی صادر کیا ہے کہ زکوٰۃ کی کوئی شرح فی الشرع متعین نہیں ہے، بلکہ اس کا دارومدار حکومت کی ضرورت پر ہے۔ اگر حکومت کو زیادہ رقم کی ضرورت ہو تو حکومت چالیسویں کی بجائے پانچواں حصہ بھی وصول کر سکتی ہے اور اگر رقم کی بالکل ضرورت نہ ہو تو شرح چالیسویں سے بڑھائی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حکومت نے اعلان کر دیا کہ جس کے پاس نقد سونا

ہوتی کوشش ادا ہو گئی کہ ۲۰۰ فیصد گورنمنٹ لوٹے گا اور یہ 30 فیصد انکم ٹیکس اس کے علاوہ ہوگا۔ اب اس کے خلاف جماعتیں بھی تنظیمیں اخبار وغیرہ بھی کوئی ذکر نہیں۔ یہاں تک کہ صدر ایوب کا جرات مندانہ اقدام کر لیا گیا تاکہ جماعت ناکام ہو۔ بہرحال اسلام نے واضح طور پر شرح مقرر کر کے معاملہ آسان بنا دیا ہے۔ اب نہ دینے والے پریشان ہوتے ہیں نہ لینے والوں کو ظلم ہوتا ہے۔ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا تھا کہ

"واللہ لو منعونی عقالا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم" (تفسیر ابن کثیر)

خدا کی قسم اگر ان لوگوں نے ایک رسی زکوٰۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہوگی اور مجھے نہ دیں گے تو میں ان سے قتال کروں گا۔

یہ حدیث صاف بتا رہی ہے کہ نصاب زکوٰۃ میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا کسی بھی حکومت کو زکوٰۃ میں ترمیم کرنے کا حق نہیں ہے۔ جو نصاب مقرر ہو چکا ہے وہ قیامت تک کے لیے ہے۔

فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقات دینے کی ترغیب دی تو بعض صحابہؓ نے چار ہزار دینار دیے۔ بعض نے اتنی خطیر رقم کے برابر کھجوریں دے دیں اور بعض نے مجبوری کی وجہ سے صرف ایک صاع کھجوریں دے دیں۔

منافقین کی تو باتیں بے ہودہ شروع ہو گئیں۔ کہنے لگے کہ جنہوں نے زیادہ دیا ہے ریاکاری کے لیے ہے اور جنہوں نے ایک صاع دیا ہے اس کے دینے کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر ایمان والوں کی تائید فرمائی اور منافقین اور زیادہ رسوا ہو گئے۔

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ

اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو ان میں سے مقدور والے تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں بھی چھوڑ دے

الْقٰعِدِيْنَ ۞ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

بیٹھنے والوں کے ساتھ ہو جائیں ان کو خوشی ہے کہ پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے

لَا يَفْقَهُوْنَ ۞ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

سو وہ نہیں سمجھتے ۞ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں [illegible] اپنے مالوں

وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ اَعَدَّ

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں ۞ تیار کئے

اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ

اللہ نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ وَجَاۗءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ

بڑی کامیابی ہے ۞ اور بہانے کرنے والے گنوار آئے تاکہ انہیں رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے

الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ

وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا ان میں سے کافروں کو عنقریب دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ۞ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاۗءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

پہنچے گا ۞ ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جنہیں وہ چیز میسر نہیں جو خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے

مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ

جب اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں نیکوکاروں پر کوئی الزام

سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ

نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۞ اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے

قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ

تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کروں تو واپس گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

[illegible]

لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

[illegible]

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

[illegible]

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ

[illegible]

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ

[illegible]

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

[illegible]

الْفٰسِقِيْنَ ۝ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ

[illegible]

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ

[illegible]

مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ

[illegible]

السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

[illegible]

الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ

[illegible]

اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

بیشک وہ ان کے لئے نزدیکی کا سبب ہے عنقریب انہیں اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اشارات محمود:

وَمِنَ الْاَعْرَابِ الخ

یہاں تین قسم کے اعراب اور بدوؤں کا ذکر ہے۔ (۱) ایک قسم وہ ہے جو سخت قسم کے کافر اور منافق ہیں۔ (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ ذرا ہلکے قسم کے کافر ہیں۔ یہ مسلمانوں کی موت اور آفت کا شکار دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ اگر اللہ کے راستہ میں کچھ مال خرچ کریں تو اسے محض تاوان اور نقصان سمجھتے ہیں۔ (۳) اور تیسری قسم وہ ہے کہ اعراب میں سے بعض پکے اور خالص مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے تن و جان سب کچھ داؤ پر لگانے کے منتظر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ خصوصی فرمایا ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ

سورۂ توبہ

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ

قدیم ہیں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے راضی

عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ

رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے ○ اور تمہارے گرد والوں کے بعضے گنوار منافق ہیں

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ڀ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ

اور بعض مدینہ والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا

ہم انہیں دوہری سزا دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے ○ اور کچھ اور بھی ہیں کہ

بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ

انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اچھے اور برے کاموں کو ملا دیا ہے قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف

عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ

کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کر ان سے ان کے ظاہر کو پاک اور

تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان کے باطن کو صاف کر دے اور انہیں دعا دے بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ○

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور صدقات لیتا ہے

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ

اور بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ○ اور کہہ دے کہ کام کئے جاؤ پھر عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان تمہارے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

کام کو دیکھیں گے اور عنقریب تم غائب اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

کرتے تھے ○ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف

عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّ

کر دے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور

تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ

مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے اور گھات لگانے کو ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے

قَبْلُ ۚ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

لڑ چکے ہیں اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک وہ جھوٹے ہیں ○

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۚ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ

تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ

اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۚ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

تو اس میں کھڑا ہو اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے ○

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ

بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضامندی پر رکھی ہو وہ بہتر ہے یا جس نے اپنی عمارت کی

بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گری اور اللہ ظالموں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّا

راہ نہیں دکھاتا ○ جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی مگر یہ کہ ان کے

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

افادات محمود:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ

یہاں سے اب مہاجرین اور انصار کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے ہجرت میں پہل کی اور جن لوگوں نے ان کی نصرت و اعانت میں پہل کی۔ پھر جن لوگوں نے ان بزرگوں کی پیروی اور تقلید کی ان سب کو بدرجہ بدرجہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوشنودی کا پروانہ عطا فرمادیا۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ کا مصداق کون لوگ ہیں؟

(۱) حضرت سعید بن المسیبؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ السابقون الاولون سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہیں۔

(۲) اور حضرت شعبیؒ وغیرہ سے منقول ہے کہ "السابقون الاولون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔

(۳) حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے کہ مذکورہ آیت سے وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔

(۴) وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو ہجرت سے قبل مشرف باسلام ہوئے۔

(۵) وہ مہاجرین وانصار مراد ہیں جو اطراف و اکناف سے آنے والوں سے پہلے مسلمان ہو گئے۔ بہر حال مندرجہ بالا انواع مختلفہ اضافی ہیں۔ ان انواع میں کوئی حقیقی اختلاف نہیں ہے، بلکہ درجہ بدرجہ سب ہی اس فضیلت میں حصہ دار ہیں۔

مراتب صحابہ کرامؓ:

حضرات صحابہ کرامؓ میں درجات کے اعتبار سے ضرور فرق ہے۔ چنانچہ یہ کھلی بات ہے کہ خلفاء راشدین افضل ہیں۔ ان کی فضیلت بھی علی ترتیب الخلافت ہے۔ ان کے بعد الستة السابقون من العشرة المبشرة، یعنی خلفاء راشدین کے بعد وہ چھے (۶) صحابہ افضل ہیں جو جنت کی بشارت پانے میں خلفاء راشدین کے ساتھ شریک تھے۔

(۱) ابوعبیدہ بن الجراح (۲) سعد بن ابی وقاص (۳) سعید بن زید (۴) عبدالرحمن بن عوف (۵) طلحہ (۶) اور زبیر بن العوام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

تھا لیکن یقینی اور حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو تھا کہ کون کون منافق ہیں اور کون کہاں کس سازش میں لگا ہے۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ الخ

مرتین کے لفظ میں مختلف احتمالات ہیں۔

(۱) یہ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد تعدد مرات ہو اور اس صورت میں حصر فی المرتین نہیں ہوگا، بلکہ مراد کثرت عذاب ہے جیسا کہ سورۂ ملک میں ہے:

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ الخ یعنی بار بار بھی آسمان کا نظارہ دیکھو لیکن اس میں کوئی نقص یا خلل نظر نہیں آئے گا۔

(۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا مسلمانوں کی ترقی و ارتقاء کو دیکھ کر دانت پیسنا اور کف افسوس ملنا یہ ایک عذاب ہوا اور اللہ کے رسول و صحابہ کرامؓ پر ان کے نفاق کا کھل جانا بھی ایک عذاب ہوا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن تقریباً ۳۶ لوگوں کو اٹھا کر مسجد سے باہر جانے کا حکم صادر فرمایا اور ایک ایک کو فرمایا کہ تم منافق ہو۔ چلے جاؤ، کس سے بڑی ذلت و رسوائی ان کی ہوئی۔

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ الخ

غزوۂ تبوک سے تین قسم کے لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ (۱) ایک تو خالص منافق تھے جو جھوٹے عذر کر کے قسمیں کھا کر وقتی طور پر چھٹکارہ حاصل کر گئے۔ (۲) دوسری قسم ان مومنین مخلصین کی تھی کہ نفاق کی آلائش سے بالکلیہ پاک و صاف تھے، لیکن نسیان ہونے کی وجہ سے ان سے تخلف عن الرسول کی خطا سرزد ہو گئی تھی۔ ان کو جب معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام واپس آ گئے ہیں تو انہوں نے خود ہی جا کر اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے بندھوا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمالی۔

(۳) اور تیسری قسم بھی مومنین مخلصین کی تھی، لیکن ان حضرات نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا، بلکہ اللہ کے رسول کے سامنے صاف صاف اپنی غلطی کا اظہار فرمایا اور آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ تین حضرات تھے حضرت ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع، کعب بن مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان کا تفصیلی واقعہ آگے متعلقہ آیت میں بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مندرجہ بالا آیت میں دوسری قسم کا ذکر ہے کہ مخلص ہونے کے باوجود تقاضائے بشریت ان سے غلطی ہو گئی اور غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الخ

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ بعض مومنین جو غزوۂ تبوک سے بلا عذر شرعی پیچھے رہ گئے تھے اور اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستونوں سے بندھوا لیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو کھول دیا تو وہ حضرات تکمیل توبہ کے طور پر اپنے اپنے اموال لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ ان کے مالوں سے صدقات واجبہ یا نفلہ وصول فرمایا کریں۔ کیونکہ یہ گناہوں سے بھی پاک ہونے کا سبب ہے اور آپ کی دعا کی برکت سے ان کے اموال میں اور اولاد میں اضافہ بھی ہوگا اور ان کے لیے چین اور سکون کا باعث بھی ہوگا۔

اس آیت میں "خذ" (لے) سے فعل امر مذکر واحد حاضر کا ہے جس میں براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے اور پھر قیامت تک ہر آنے والا امیر المؤمنین بھی مخاطب ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ جب خلیفہ بنے تو ان کو بہت سارے فتنوں کا مقابلہ کرنا تھا ایک ان میں سے یہ تھا کہ بعض لوگوں نے اس وجہ سے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا کہ حصول زکوٰۃ و صدقات کا حکم صرف آپ ہی کو تھا اور جب آپؐ وصال فرما گئے تو زکوٰۃ کی ادائیگی موقوف ہو گئی۔ بعض لوگوں کا انکار تو حقیقت میں غلط فہمی پر مبنی تھا۔ جب ان کو یہ بات سمجھائی گئی کہ احکام شرعیہ قیامت تک کے لیے ہیں، وہ سمجھ گئے اور اپنے خیالات سے باز آ گئے۔ لیکن جن کے دلوں میں کھوٹ تھی، وہ اپنے اس باطل نظریے پر اڑے رہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ

"واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ"

اللہ کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں ان سے قتال کروں گا۔ آپ نے پھر قتال کر کے ان کو مغلوب فرمایا۔

رہی یہ بات کہ ان لوگوں نے تو اس آیت سے استدلال کیا تھا۔ اس کا کیا جواب ہوگا؟ ان کا یہ مدعا اور استدلال باطل ہے جس کے چند وجوہ یہ ہیں (۱) فرضیت صوم کا حکم "کتب علیکم الصیام" سے دیا گیا ہے۔ صرف اس زمانے کے لوگوں کو ہی خطاب ہے تو پھر ہم روزے کیوں رکھتے ہیں؟

(۲) اسی طرح اذا قمتم الی الصلوٰۃ کا خطاب بھی ان سے اگر تسلیم کیا جائے جو اس زمانے میں موجود تھے تو پھر ہم نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

(۳) "ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک الخ" یہاں بھی خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے تو پھر اور لوگ تہجد کیوں پڑھتے ہیں؟

(۴) اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ الخ یہاں بھی صلوٰۃ خوف پڑھانے کا حکم اور خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے تو پھر اور لوگ صلوٰۃ خوف کیوں پڑھاتے ہیں؟

حاصل یہ ہے کہ اگر اسی طرح کے معنوں سے استدلال کرنا شروع کیا گیا تو قرآن کریم کا وہ بہت سا حصہ جو احکام پر مشتمل ہے، ہم تو ان احکام سے محروم ہو جائیں گے۔ غور اور فکر کرنے والوں کے لیے اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

اموال جمع لانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کا تعلق ایک مال سے نہیں، بلکہ متعدد مالوں

خصوصاً ملتے رہا کریں۔ بعد میں آپ لوگوں کا مشورہ وہاں ہوا کرے گا۔ اگر میں کسی وقت آ گیا تو ٹھہرنے کے لیے محفوظ اور مخفی جگہ میسر ہو گی۔ پھر میں قیصر روم کے لشکر کو لے کر مدینہ پر چڑھائی کروں گا۔ اور حضور پاک کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیے گئے۔ (العیاذ باللہ)

منافقین نے مسجد قبا کے قریب نئی مسجد بنا ڈالی۔ ان کی اغراض فاسدہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایک کر کے بیان فرمایا ہے کہ (۱) ضراراً یعنی یہ مسجد مسلمانوں کو ضرر اور نقصان پہنچانے کے لیے بنائی گئی۔ (۲) وَّكُفْرًا، کفر پھیلانے کی غرض سے بنائی گئی ہے۔ (۳) وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی بعض سادہ لوح مسلمان یہاں آ کر نماز پڑھا کریں گے اور بعض مسلمانوں کو یہ ساتھ ملانے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں گے۔ (۴) وَّاِرْصَادًا اور یہ مسلمانوں کے خلاف جمع ہونے کا ادارہ اور اڈہ ٹھکانہ بن جائے گی۔ دشمن رسول اور اعداء اللہ یہاں ایک دوسرے کا انتظار کریں گے۔ مندرجہ بالا چاروں کلمے مفعول لہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں اور یہی فاسد اغراض و مقاصد اس کی تعمیر سے وابستہ تھے۔

جب ان لوگوں نے مسجد تیار کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ حضور! ہم نے ضعفاء اور ناتواں لوگوں کے لیے مسجد بنائی ہے۔ خصوصاً رات کے اندھیرے اور بارش کے وقت یہ بزرگ لوگ مسجد قبا میں نہیں جا سکتے۔ یہ لوگ یہاں قریب کی مسجد میں نماز پڑھ لیں گے۔ انہوں نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ آپ تشریف لا کر اس مسجد میں برکت کی نیت سے نماز پڑھیں تاکہ ہم لوگ اس بابرکت جگہ نماز پڑھا کریں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ واپسی پر اگر اللہ نے چاہا تو نماز پڑھ لوں گا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر جب آپ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی ان اغراض فاسدہ سے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ جائیں اور اس مکان کو گرا کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں۔ صحابہ کرامؓ نے جا کر اسے آگ بھی لگا دی اور مکمل طور پر منہدم کر کے آ گئے۔ ادھر ابو عامر راہب ملک شام میں اپنی بربادی کی حالت کو آنکھوں سے دیکھتا ہوا غریب الدیار اور ننگ قوم ننگ وطن بن کر چل بسا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور نیرنگیوں کی بھی عجیب شان ہے۔ یہ ابو عامر راہب والد ہیں حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے، کہاں بیٹے کا مقام کہ اسے فرشتے میدان جنگ میں غسل دے رہے ہیں اور والد مسجد ضرار کا بانی ہوا۔ وہ ساری زندگی اللہ کے رسول اور اس کے دین کا دشمن ٹھہرا رہا۔

ببیں تفاوت رہ کجا است تا بہ کجا

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى الخ:

اکثر مفسرین کے ہاں اس سے مراد مسجد قبا ہے اور بعض مفسرین کے ہاں اس مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے، لیکن مسجد قبا مراد لینا زیادہ قرین قیاس ہے۔

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قباء والوں سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا طریقہ طہارت پسند ہے، تم کس طریقے سے طہارت حاصل کرتے ہو؟ کہنے لگے ہم استنجا بالاحجار کے بعد استنجاء بالماء کرتے ہیں۔ "جرف" اس سے مراد کھائی اور نہر وغیرہ کا کنارہ ہے کہ عام زمین پر بنی ہوئی عمارت مستحکم اور مضبوط ہوتی ہے اور نہر وغیرہ کے کنارے بنی ہوئی عمارت کمزور ہوتی ہے۔ پانی کے تھپیڑے لگنے سے گرنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح جس عمارت کی بنیاد ایمان، یقین اور اخلاص پر ہو وہ مضبوط ہے اور جس عمارت کی بنیاد کفر، نفاق اور خداع پر ہو وہ نہایت ہی کمزور ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی

أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ

جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر قتل کرتے ہیں

وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ

اور قتل کیے بھی جاتے ہیں یہ توریت اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اسے ضروری ہے اور

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ

اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا کون ہے سو جو سودا تم نے اس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ

بڑی کامیابی ہے ۞ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے شکر کرنے والے روزہ رکھنے والے رکوع کرنے والے

السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ

سجدہ کرنے والے اچھے کاموں کا حکم کرنے والے بری باتوں سے روکنے والے اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے

اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا

اور ایسے مومنوں کو خوشخبری سنا دے ۞ پیغمبر اور مسلمانوں کو یہ بات مناسب نہیں کہ مشرکوں کے لئے

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ

بخشش کی دعا کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں جب کہ ان پر ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ

الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ

دوزخی ہیں ۞ اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش کی دعا کرنا ایک وعدہ کے سبب سے تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا

پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم بڑے نرم دل تحمل والے تھے ۞ اور

كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ

اللہ ایسا نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دے دینے کے بعد گمراہ کر دے جب تک ان پر واضح نہ کر دے وہ چیز جس سے انہیں بچنا چاہیے بے شک

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ

اللہ ہر چیز کو جانے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔ اللہ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی

وَالْمُهٰجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ

اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ

مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ

ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بیشک وہ ان پر شفقت کرنے والا

رَّحِيمٌ ﴿١١٧﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا ۖ حَتّٰى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ

مہربان ہے اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخ ہونے کے

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللّٰهِ إِلَّا إِلَيْهِ

تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں بجز اس کی طرف آنے کے

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١١٨﴾

پھر اپنی رحمت سے متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

افادات محمود:

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الخ

سوال یہ ہے کہ مال اور جانیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے تو پھر خریدنے کا کیا مقصد ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس کو مجازاً و ترغیباً اللہ تعالیٰ نے اشتراء سے تعبیر فرمایا ہے یعنی اگرچہ ہم نے تمہیں دی ہیں لیکن ہم تمہیں سے لینا چاہتے ہیں۔ یہ ان کا فضل و احسان ہے۔ دوسرا یہ سوال کہ نفس تو ہم نے دے دیے ہیں اور جنت دیر سے ملے گی تو یہ ادھار کا سودا ہوا۔ ادھار کا سودا تو بسا اوقات نفع بخش نہیں ہوتا؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ عام ادھار میں جس نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے وہ یہاں نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تین استحکام دیے ہیں۔

(۱) وعداً علیه حقاً فی التوراة (۲) والانجیل (۳) والقرآن

السائحون الخ جو دنیا کی چیزوں سے لاتعلق ہو جائے بعض نے روزہ دار مراد لیے ہیں اور بعض مفسرین

نے دوسرے لوگ مراد لیے ہیں۔ الفاظِ قرآنیہ میں دونوں کی گنجائش ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ

یعنی تمہاری جانیں اللہ تعالیٰ خرید چکے ہیں اب سب کچھ وہاں کھپانا چاہیے جہاں اس کا حکم اور اس کی مرضی ہوگی۔ منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مشرکین باغی ہیں۔ جس کسی باغی کو اسی بغاوت پر موت آئی ہو اس کی سفارش مت کرنا۔ اس کی مغفرت کے لیے دعا نہ کرنا۔ اس آیت کے شانِ نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کی قبر پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی ہے۔ شانِ نزول خواہ کچھ بھی ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے متعلق سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ ایسے وقت میں دنیا سے اٹھے ہیں کہ حضور مبعوث نہ ہوئے تھے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ الخ

<u>حضرت ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لیے استغفار کرنا:</u>

حضرت ابراہیمؑ نے جب اپنے والد کو ایمان کی دعوت دی وہ مسلسل انکار کرتا رہا۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچی کہ حضرت ابراہیمؑ کو قتل کرنے اور رجم کرنے کی دھمکی دیدی، حضرت ابراہیم نے فرمایا:

"سلام علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا" (سورہ مریم)

میں عنقریب آپ کے لیے اپنے رب سے استغفار کروں گا کیونکہ وہ مجھ پر مہربان ہے۔

اسی وعدے کے تحت وہ اپنے زندہ والد کے لیے استغفار کرتے رہے۔ زندگی میں استغفار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر انہیں ہدایت نصیب فرمائے لیکن جب ہدایت نہ ملی اور یہ یقین ہو گیا کہ یہ کفر اور شرک سے باز آنے والا نہیں تو پھر حضرت ابراہیم نے اس سے برأت ظاہر کر دی۔ جیسا کہ اسی آیت میں مذکور ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ قیامت کے روز حضرت ابراہیم اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ میں نے آپ سے دعا مانگی تھی۔

"ولا تخزنی یوم یبعثون"

اور میرے والد میری آنکھوں کے سامنے جہنم میں جا رہے ہیں۔ اس سے بڑی رسوائی کیا ہوگی! حضرت ابراہیم نیچے کی طرف دیکھیں گے تو آپ کا باپ اس کی شکل بدل دی جائے گی اور کفتار یعنی بجو کی شکل میں اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ الخ

حضرت ابو خیثمہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لیے تشریف

لے گئے۔ میرا یہ سمجھتا تھا کہ میں بعد میں چلا جاؤں گا۔ میرا ایک باغ تھا اور دو بیویاں تھیں۔ ایک دن دوپہر کے وقت میں باغ میں گیا اس میں آرام کے لیے دو چھپرے بنے ہوئے تھے۔ گھر والوں نے وہاں پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ ابھی میں داخل بھی نہیں ہوا تھا کہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس شدید گرمی اور بے آب و گیاہ لق و دق ریگستان میں کیا بیت رہی ہوگی اور تو ان ٹھنڈی چھاؤں میں ہے۔ فوراً گھر والوں کو سواری تیار کرنے کا کہا۔ انہوں نے سامان سفر باندھا اور میں ہتھیار لگا کر سواری پر سوار ہو کر انتہائی بے چینی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑا۔ راستہ میں کچھ ساتھی اور مل گئے لیکن میں نے ان سے آگے نکلنے کی اجازت مانگی اور آگے نکل گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے قریب پہنچ گیا تو آپؐ نے فرمایا "کن ابا خیثمۃ" یعنی اللہ کرے کہ یہ ابوخیثمہ ہی ہو۔ پھر اور قریب پہنچا تو صحابہؓ نے کہا حضور یہ ابوخیثمہ ہی ہیں۔ (بخاری)

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا الخ

یہ تین اشخاص حضرت کعب بن مالکؓ حضرت ہلال بن امیہؓ اور حضرت مرارہ بن الربیعؓ ہیں۔ ان کا تفصیلی واقعہ صحیح البخاری میں کتاب المغازی اور کتاب التفسیر میں مذکور ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں سوائے غزوہ تبوک کے اور کسی غزوہ میں نبی علیہ السلام کے بعد پیچھے نہیں رہا۔ غزوہ بدر سے پیچھے رہ تو گیا تھا لیکن غزوہ بدر سے پیچھے رہنے والوں پر کسی قسم کا عتاب نہیں ہوا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کا قافلہ مطلوب تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اور دشمنوں کو بلا وعدہ جمع فرما دیا (اور لڑائی ہوگئی) غزوہ تبوک انتہائی شدید گرمی کے موسم میں ہوا، جبکہ کھجوروں کی فصل تیار تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر لڑائی کا رخ اور دوسرے تدبیر بتلاتے تھے لیکن غزوہ تبوک کے متعلق آپؐ نے صاف فرما دیا تھا کہ لوگ تیاری کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہو کر صحابہ کرامؓ کے ہمراہ اور ہم رکاب تشریف لے گئے۔ میں اس دن نہ جا سکا خیال کیا کہ صبح چلا جاؤں گا۔ شام کو چلا جاؤں گا۔ ہر دن تقریباً یہی کیفیت رہی حالانکہ اس وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ اس سے قبل میرے پاس کبھی دو سواریاں بیک وقت جمع نہ ہوئی تھیں۔

میں مسلسل ارادے باندھتا رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ میں اس معاملہ میں مسلسل اہل عقل و دانش لوگوں سے مشورہ کرتا رہا بہت سے لوگوں نے تو کہا کہ حضور کے سامنے کوئی عذر پیش کر دو۔ جان چھوٹ جائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد نبوی میں حاضری ہوئی تو منافقین جھوٹے عذر کر کے اور قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو صاف بچا گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھ کر شکوہ آمیز تبسم فرمایا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آج آپ کے سوا کسی اور کے سامنے ہوتا تو چرب لسانی اور تیز گوئی سے کچھ نہ کچھ منافقانہ عذر کر لیتا۔ لیکن اگر آپ کے سامنے جھوٹا عذر کر کے ابھی آپ کو راضی کر لیتا

ہوں تو تھوڑی دیر کے بعد آپ دوبارہ ناراض ہو جائیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ کوئی عذر نہ تھا اور بحمداللہ ایمان بھی موجود ہے۔ کسی نفاق کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا، بلکہ یہ خیال تھا کہ تیز رفتار سواری موجود ہے جیسے ہی چاہوں گا پہنچ جاؤں گا۔ بس ٹال مٹول کرتے کرتے رہ گیا ہوں۔ اب جیسے آقا کا حکم ہو، سر تسلیم خم ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: تو نے سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کر۔" میرے بعد میرے دونوں ساتھیوں (ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیعؓ) نے وہی کہا جو میں نے کہا تھا۔ ان سے بھی اللہ کے رسولؐ نے وہی فرمایا۔ ہمارے شب و روز بڑے عجیب گزر رہے تھے۔ میرے دونوں ساتھی کمزور ضعیف اور شرم کے مارے گھروں میں مقید ہو کر رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ بول چال سے منع فرما دیا تھا۔ میں باقاعدہ مسجد میں آتا جاتا تھا اور بازار میں بھی لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا تھا۔ چالیس دن تو اسی حال میں گزر گئے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا الگ ہونے سے کیا مراد ہے، وقتی طور پر الگ ہوں یا طلاق دے کر فارغ کر دوں؟ معلوم ہوا کہ آپ کی منشا یہ ہے کہ طلاق دیے بغیر ان سے الگ رہا جائے۔ حضرت ہلالؓ کی بیوی نے تو جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ میرے شوہر بہت ضعیف ہیں۔ ان کی خدمت کے لیے اور کوئی انتظام نہیں ہے، لہٰذا مجھ کو اجازت مرحمت فرما دیں کہ میں ان کی خدمت کرتی رہوں۔ اسے تو اجازت مل گئی مگر میں نے تو اپنی بیوی کو میکے بھیج دیا۔ جب پچاس دن پورے گزر گئے تو زمین باوجود اپنی فراخی کے ہم پر تنگ ہو گئی۔ ہم گھبرا رہے تھے۔ کیونکہ نہ کوئی سلام کرتا نہ ہمارا سلام لیتا۔ یہ بڑی مشکل گھڑیاں تھیں۔ ایک دن علی الصبح میں گھر میں تھا کہ سلع پہاڑ کے اوپر سے ایک آواز سنائی دی "اے کعب بن مالک! تجھ کو مبارک ہو۔" میں فوراً سجدہ میں گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی تھی۔

میں نے دوسرے کسی سے کپڑے مانگ کر پہن لیے اور جو کپڑے میں نے پہن رکھے تھے وہ خوشخبری سنانے والے کو صدقہ دیے۔ کیونکہ اس وقت میرے پاس ان دو کپڑوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کا چہرہ انور چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ تمام صحابہ کرامؓ نے مجھے مبارکباد دی اور میرے ساتھیوں کو بھی۔ پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا سارا مال بطور توبہ کے تحفہ قبول فرما لیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا کچھ اپنے لیے بھی چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے اپنا خیبر والا حصہ اپنے پاس چھوڑ دیا اور باقی سارا مال اللہ کی راہ میں دے دیا۔ میں نے ٹھان لی کہ سچائی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے، لہٰذا آئندہ بھی سچ ہی بولوں گا۔ اس واقعہ میں راست گفتاری کے باعث اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی ہے، لہٰذا آئندہ بھی سچ ہی بولوں گا اور تمام حیات سچ ہی بولتے رہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

اے ایمان والو!

اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ

خدا سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو ○ مدینہ والوں اور ان کے آس پاس رہنے والے

مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ

دیہات والوں کو مناسب نہیں تھا کہ اللہ کے رسول سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یہ اس لئے ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا ماندگی کی یا بھوک کی

وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ

اور جس جگہ چلتے ہیں جو کافروں کے غصہ کو بھڑکائے اور دشمن سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں تو ان کے لئے

لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَا يُنْفِقُوْنَ

عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ○ اور جو

نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ

تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ

اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے ○ اور یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا

سو کیوں نہ نکلا ہر فرقے میں سے ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور ڈرائیں

قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا

اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں ○ اے ایمان والو لڑو

الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

ان سے جو تمہارے نزدیک ہیں کافروں سے اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ

پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ○ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے

إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾

کس کے ایمان کو بڑھایا ہے سو جو لوگ ایمان لانے والے ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو بڑھایا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں ○

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَ

اور جن کے دلوں میں مرض ہے سو ان کے حق میں نجاست پر نجاست بڑھا دی اور وہ مرتے دم تک

هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ

کافر ہی رہے ○ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ ہر سال میں ایک بار یا دو بار آزمائے جاتے ہیں

ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ

پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں ○ اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ

ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتا ہے کہ کیا تمہیں کوئی مسلمان دیکھتا ہے پھر چل نکلتے ہیں اللہ نے ان کے

قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ

دل پھیر دیے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے ○ البتہ تحقیق تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول آیا ہے

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾

اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے تمہاری بھلائی پر وہ حریص ہے مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے ○

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ

پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور وہی

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

عرش عظیم کا مالک ہے ○

افادات محمود:

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً الخ

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد اور قتال حسب ضرورت ہے۔ اگر سب کے جانے کی ضرورت نہ ہو تو پھر سب کو

نہیں جانا چاہیے ہاں اگر ضرورت ہو تو پھر سب کو جانا چاہیے اور ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو دین کا علم حاصل کرے پھر دوسروں کو سکھائے یا حضورؐ کے ساتھ مسجد نبوی میں رہ کر علم سیکھ کر پھر آنے والوں کو سکھائے۔

وکذلک للخلفاء بعدہ

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے خلفاء کے لیے بھی یہی ضابطہ رہے گا۔ واللہ اعلم۔

خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٥ اِنَّ فِي

یہ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے وہ کھول کر بیان کرتا ہے آیتیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں بے شک

اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور دن کے آنے جانے میں اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں

يَّتَّقُوْنَ ۝٦ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا

جو ڈرتے ہیں ۞ البتہ جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش ہوئے اور اسی پر مطمئن

بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝٧ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا

ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ۞ ان کا ٹھکانا آگ ہے بسبب اس کے

يَكْسِبُوْنَ ۝٨ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ

جو کرتے تھے ۞ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ہدایت کرے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝٩ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ

ان کے نیچے نعمت کے باغوں میں نہریں بہتی ہوں گی ۞ ان کی دعا ہوگی وہاں اے اللہ تیری ذات پاک ہے

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٠

اور وہاں ان کا باہمی تحفہ سلام ہوگا اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ

اور اگر اللہ لوگوں پر برائی جلد پہنچا دے جس طرح وہ بھلائی جلدی مانگتے ہیں تو ان کی عمر تمام کر دی جائے

فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝١١ وَاِذَا مَسَّ

سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان لوگوں کو جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ۞ اور جب انسان کو

الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ

تکلیف پہنچتی ہے تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں

مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

تو ایسی طرح گذر جاتا ہے گویا کہ ہمیں کسی تکلیف پہنچنے پر پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح بیہودوں کو پسند آیا ہے جو کچھ وہ

إِلَّآ أُمَّةً وَٰحِدَةً فَٱخْتَلَفُوا۟ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِىَ

امت تھے پھر جدا جدا ہو گئے اور اگر ایک بات تیرے پروردگار کی طرف سے پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جن باتوں میں

بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَيَقُولُونَ لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ ءَايَةٌ مِّن رَّبِّهِۦ

وہ اختلاف کرتے ہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا ○ اور کہتے ہیں اس پر اس کے رب سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری

فَقُلْ إِنَّمَا ٱلْغَيْبُ لِلَّهِ فَٱنتَظِرُوٓا۟ إِنِّى مَعَكُم مِّنَ ٱلْمُنتَظِرِينَ ۝ وَإِذَآ أَذَقْنَا

سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے سو تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ○ اور جب ہم

ٱلنَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِىٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ ٱللَّهُ

لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی تو وہ ہماری آیتوں کے متعلق حیلے کرنے لگتے ہیں کہہ دو اللہ کا

أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ۝ هُوَ ٱلَّذِى يُسَيِّرُكُمْ فِى ٱلْبَرِّ

بہت جلد حیلہ کرنے والا ہے بیشک ہمارے فرشتے تمہارے سب حیلوں کو لکھ رہے ہیں ○ وہی ہے جو تمہیں جنگل اور دریا میں

وَٱلْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِى ٱلْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا

سیر کرنے کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں بیٹھے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کے موافق ہوا کے ذریعے سے چلتی ہیں اور

جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ ٱلْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ

وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں تو ناگہاں تیز ہوا چلتی ہے اور ہر طرف سے ان پر لہریں چھانے لگتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ

أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟ ٱللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ

بیشک وہ گھیروں میں گھر گئے ہیں تو سب خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس مصیبت سے بچا لے

لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلشَّٰكِرِينَ ۝ فَلَمَّآ أَنجَىٰهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِى ٱلْأَرْضِ بِغَيْرِ

تو ہم ضرور شکر گزار رہیں گے ○ پھر جب اللہ انہیں نجات دے دیتا ہے تو ملک میں ناحق شرارت کرنے

ٱلْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا

لگتے ہیں اے لوگو تمہاری شرارت کا وبال تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا دنیا کی زندگی کا نفع اٹھا لو پھر ہمارے ہی پاس

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنَّمَا مَثَلُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ

تمہیں لوٹ کر آنا ہے پھر ہم تمہیں بتلا دیں گے جو کچھ تم کیا کرتے تھے ○ دنیا کی زندگی کی مثال جیسا کہ پانی ہے کہ

فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝٢٩

سو اللہ ہی بس ہے ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ ہمیں تمہاری عبادت کی خبر ہی نہ تھی

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ

اس جگہ ہر شخص اپنے پہلے کئے ہوئے کاموں کو جانچ لے گا اور یہ لوگ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو ان کا حقیقی مالک ہے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٣٠

اور جو وہ جھوٹ باندھا کرتے تھے ان سے جاتا رہے گا ۝

افاداتِ محمود:

یہ مکی سورت ہے اس میں ۱۰۹ آیات اور گیارہ رکوع ہیں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ الخ

اللہ کے نیک بندوں کو جنت بھی ملے گی اور مزید انعام بھی۔ زیادت کی تفسیر صحیح احادیث میں دیدارِ خداوندی سے کی گئی ہے۔ حضرت صہیبؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں چلے جائیں گے تو جنت میں ایک منادی آواز دے گا کہ تم لوگوں سے اللہ تعالیٰ کا ایک اور وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنا چاہتے ہیں۔ لوگ سوال کریں گے کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نعمت سے سرفراز نہیں فرمایا؟ کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے چہرے نورانی نہیں بنائے؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات اٹھا لیں گے اور تمام اہل جنت دیدارِ خداوندی سے لطف اندوز ہوں گے اور دیدارِ خداوندی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہ ہوگی۔ اسی دیدار سے اہل جنت کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ

کہہ تمہیں آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے

اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

یا کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور زندہ کو مردہ سے کون نکالتا ہے اور مردہ کو

الْمَيِّتَ مِنَ الْـحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

زندہ سے کون نکالتا ہے اور سب کاموں کا کون انتظام کرتا ہے سو کہیں گے کہ اللہ تو کہہ دو کہ پھر (اللہ) سے کیوں نہیں ڈرتے ۝

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ښ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

یہی اللہ تو تمہارا سچا رب ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا سو تم کدھر پھرے جاتے ہو ۝

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَي الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

اسی طرح ان نافرمانوں کے حق میں تیرے رب کا فیصلہ ثابت ہو کر رہا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے ۝

قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا

کہہ دو کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو خلقت کو پیدا کرے پھر اسے دوبارہ زندہ کرے کہہ دو اللہ ہی پہلے

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ قُلْ ھَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى

پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ اٹھائے گا سو تم کہاں پھرے جاتے ہو کہہ دو کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے جو راہ

الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

بتائے کہہ دو اللہ ہی حق کی راہ بتاتا ہے تو جو حق کی راہ بتاتا ہے اس کی بات مانی جائے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُھُمْ

یا اس کی جو خود راہ نہ پائے مگر جب کوئی راہ بتائے تو تم کو کیا ہو گیا کیسا انصاف کرتے ہو ۝ اور ان کے اکثر

اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

اٹکل پر چلتے ہیں بے شک حق بات کے سمجھنے میں اٹکل ذرا بھی کام نہیں دیتی بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ۝

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰي مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ

اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اپنی طرف سے بنا لائے اور لیکن یہ تصدیق ہے پہلے کلام کی

مهتدين ۝ وإما نرينك بعض الذي نعدهم أو نتوفينك فإلينا

راہ پانے ○ اور اگر ہم تجھے ان وعدوں میں سے کوئی چیز دکھا دیں جو ہم نے ان سے کئے ہیں یا تجھے

مرجعهم ثم الله شهيد على ما يفعلون ۝ ولكل أمة رسول فإذا جاء

وفات دیں پھر انہیں ہماری ہی طرف لوٹنا ہے پھر اللہ شاہد ہے ان کاموں پر جو کرتے ہیں ○ اور ہر امت کا ایک رسول ہے پھر جب

رسولهم قضي بينهم بالقسط وهم لا يظلمون ۝ ويقولون متى هذا

ان کے پاس ان کا رسول آیا تو ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا گیا اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا ○ اور کہتے ہیں یہ

الوعد إن كنتم صادقين ۝ قل لا أملك لنفسي ضرا ولا نفعا إلا ما شاء

وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو ○ کہہ دو کہ میں اپنی ذات کے برے اور بھلے کا بھی مالک نہیں مگر جو

الله لكل أمة أجل إذا جاء أجلهم فلا يستأخرون ساعة ولا

اللہ چاہے ہر امت کا ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت آ جاتا ہے تو ایک گھڑی بھی

يستقدمون ۝ قل أرأيتم إن أتاكم عذابه بياتا أو نهارا ماذا يستعجل

پیچھے نہیں ہٹ سکتے ہیں ○ کہہ دو بھلا دیکھو تو اگر تم پر اس کا عذاب رات یا دن کو آ جائے تو عذاب میں سے کون سی چیز ہے کہ

منه المجرمون ۝ أثم إذا ما وقع آمنتم به آلآن وقد كنتم

مجرم اس کی جلدی مانگتے ہیں ○ کیا پھر جب واقع ہو جائے گا تب اس پر ایمان لاؤ گے اب مانتے ہو اور تم

به تستعجلون ۝ ثم قيل للذين ظلموا ذوقوا عذاب الخلد هل تجزون

اس کی جلدی کیا کرتے تھے ○ پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو تمہیں کچھ نہیں بدلہ دیا جائے گا

إلا بما كنتم تكسبون ۝ ويستنبئونك أحق هو قل إي وربي إنه

مگر اسی چیز کا جو تم کرتے تھے ○ اور تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ بات حق ہے کہہ دو ہاں میرے رب کی قسم بے شک

لحق وما أنتم بمعجزين ۝ ولو أن لكل نفس ظلمت ما في الأرض

سچ ہے اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو ○ اور اگر ہر ایک ظالم کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں

لافتدت به وأسروا الندامة لما رأوا العذاب وقضي بينهم

البتہ اپنے بدلہ میں دے ڈالے اور جب وہ عذاب دیکھیں گے تو دل میں نادم ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف سے

www.besturdubooks.wordpress.com

وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور نہ بڑی مگر کتاب روشن میں ہے ○ خبردار ہو بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي

اور نہ وہ غمگین ہوں گے ○ جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ○ ان کے لئے دنیا کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ۝ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ

کامیابی ہے ○ اور ان کی بات سے غم نہ کر بے شک عزت سب اللہ ہی کے لئے ہے وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ

جاننے والا ہے ○ خبردار جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور یہ جو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۚ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا

اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں ہیں وہ

يَخْرُصُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ

مگر اٹکل کرتے ○ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور دن دکھانے والا بنایا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ هُوَ

بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں ○ کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا وہ پاک ہے وہ

الْغَنِيُّ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے تمہارے پاس اس کی کوئی سند

بِهٰذَا ۚ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

نہیں ہے کیا تم اللہ پر ایسی بات کیوں کہتے ہو جو جانتے نہیں ○ کہہ دو جو لوگ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اللہ پر افترا کرتے ہیں نجات نہیں پائیں گے ○ دنیا میں تھوڑا سا نفع اٹھا لینا ہے پھر ہماری ہی طرف انہیں لوٹنا ہے

وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ

ایمان نہ لانے والے ہوں تو ڈراوے کچھ کام نہیں دیتے ○ پھر کیا وہ انہیں لوگوں کے دنوں کی مانند انتظار کرتے ہیں جو

خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّي

ان سے پہلے گزر چکے ہیں کہہ دو تم انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں ○ پھر ہم

رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اپنے رسولوں اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں بچا لیتے ہیں اسی طرح ہمارا ذمہ ہے کہ ایمان والوں کو بچا لیں ○

افاداتِ محمود:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ ... إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ الخ

حضرت یونس علیہ السلام موصل میں مقام نینوا پر مبعوث ہوئے تھے۔ مسلسل سات سال لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے، لیکن ان کی طغیانی و سرکشی بڑھتی رہی، یہاں تک کہ حضرت یونس علیہ السلام نے حالات سے تنگ آ کر ان سے فرمایا کہ اگر ایمان نہ لاؤ گے تو تین دن کے اندر عذاب آ جائے گا۔ بالآخر جب وہ نہ مانے تو حضرت یونس رات کے وقت وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ سیاہ بادل چھا گئے۔ پھر یہ بادل ان کے مکانوں کے قریب ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ مکان تاریکی میں ڈوب گئے۔ ان لوگوں نے دوڑ کر حضرت یونس کو تلاش کیا۔ نبی کا کسی بستی سے ایسے وقت میں نکل جانا عذاب کی علامت ہوا کرتا تھا۔ حضرت یونس نہ ملے تو ان کو یقین ہو گیا کہ عذاب آیا ہی چاہتا ہے۔ سارے کے تمام لوگ معہ جانوروں سمیت باہر نکل آئے اور آہ و بکا شروع کر دی۔ بچوں کو ماؤں سے الگ کیا۔ وہ چیختے اور چلاتے رہے یہاں تک کہ جو آثارِ عذاب نظر آنے لگے تھے۔ وہ ختم ہو گئے۔ وہ بادل چھٹ گئے اور ان کا ایمان قبول ہو گیا۔ وہ لوگ مسلسل یہی کہتے رہے کہ حضرت یونس جو کچھ لے کر آئے ہیں، ہم ان پر ایمان لا چکے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب آنے کے بعد تو ٹلتا نہیں، پھر قوم یونس کیسے بچ گئی؟ (۱) ایک جواب تو یہ ہے کہ جو ظاہر نص سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر قوموں پر جب آثارِ عذاب نمودار ہو جاتے تھے تو ان کی طغیانی و سرکشی بدستور قائم رہتی تھی، یہاں تک کہ عذاب ان کو پکڑ لیتا تھا اور عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد ایمان معتبر نہیں ہے۔ جیسا کہ فرعون موجوں کے درمیان توحید کا اعلان کرتا رہا لیکن یہ ایمان قبول نہ ہوا۔ یہاں قوم یونس نے عذاب میں مبتلا ہونے سے قبل ایک بے مثال توبہ کی۔ اسی کی وجہ سے رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور ان کا ایمان قبول فرما کر انہیں معاف کر دیا کہ وہ قادرِ مطلق ہے۔

لا یسئل عما یفعل و ھم یسئلون

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ حقیقت میں عذاب نہیں آیا تھا۔ بلکہ حضرت یونس علیہ السلام نے چونکہ فرمایا تھا کہ تین دن میں عذاب آئے گا اور آپ اس بستی سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ اگر یہ آثار نظر نہ آتے تو حضرت یونس لوگوں کے ہاں جھوٹے قرار پاتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ آثار ظاہر فرما دیے تا کہ نبی کی بات سچی ہو اور جب انہوں نے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ توبہ کی اور ایمان کا اعلان کیا تو ان کی توبہ و ایمان قبول ہوئے اور وہ عذاب سے بچ گئے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا

کہہ دے اے

النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

لوگو اگر تم شبہ میں ہو میرے دین میں شک ہے تو اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو

مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ

میں ان کی عبادت نہیں کرتا بلکہ میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

ایمان والوں میں رہوں اور یہ کہ سیدھا دین کی طرف رخ کئے رہ اور مشرکوں میں

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ

نہ ہو اور اللہ کے سوا کسی کو مت پکار جو تیرا بھلا کرے نہ برا

فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

پھر اگر تو نے یہ کیا تو بے شک ظالموں میں سے ہو جائے گا اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا

لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ

اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ

اپنا فضل پہنچاتا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے کہہ دے اے لوگو تمہیں تمہارے رب سے

مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ

حق پہنچ چکا ہے پھر جو کوئی راہ پر آئے سو وہ اپنے بھلے کے لئے راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ رہے گا سو اپنے برے کو

عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ

گمراہ رہے گا اور میں تم پر داروغہ نہیں ہوں اور جو حکم تیری طرف وحی کیا گیا ہے اس پر چل اور صبر کر یہاں تک کہ

يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

اللہ فیصلہ کرے اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

وَبَطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ

اور خراب ہوگیا جو کچھ کیا تھا ○ بھلا ایک شخص جو ہے صاف راستہ پر اپنے رب کے اور اس کے ساتھ اللہ کی طرف سے

مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن

ایک گواہ بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب گواہی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت تھی یہی لوگ قرآن کو مانتے ہیں اور جو

يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ

کوئی سب فرقوں میں سے اس کا منکر ہو تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے سو تو مت رہ قرآن کی طرف سے شبہ میں بے شک یہی حق ہے

مِن رَّبِّكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى

رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے ○ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باندھے

اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ

جھوٹ باندھے وہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے کہ یہی ہیں کہ جنہوں نے

كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿١٨﴾ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَن

اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا سنو! اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر ○ جو روکتے

سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿١٩﴾ أُولَٰئِكَ لَمْ

راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہیں وہی آخرت کے منکر ہیں ○ وہ لوگ

يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ۘ

زمین میں عاجز کرنے والے نہیں تھے اور ان کے لئے سوا اللہ کے کوئی دوست نہ تھا

يُضَاعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۚ مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ﴿٢٠﴾

ان کو دونا عذاب کیا جائے گا یہ لوگ سن نہ سکتے تھے اور نہ دیکھتے تھے ○

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ

یہی ہیں جنہوں نے کھویا آپ کو اور ان سے ضائع ہوگیا جو جھوٹ وہ باندھتے تھے ○ بے شک

أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان میں ہوں گے ○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے

وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔ دونوں فریق کی مثال

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا کیا دونوں کا حال برابر ہے کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے ہو ۝

افادات محمود:

فَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ

بتوں اور شرک کے خلاف اسلام کے سخت اور راسخ عقیدہ کے خلاف کفار غصے میں تھے۔ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات آتی ہو کہ اگر اسلام کے ان عقائد میں کچھ نرمی ہوتی تو یہ لوگ اسلام کے قریب ہو جاتے۔ اس وجہ سے آپ پریشان رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تسلی دی کہ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ باقی ہدایت دینا اور نہ دینا میرا کام ہے آپ پریشان نہ ہوں۔

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ الخ

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) ایک یہ ہے کہ "بینة" سے مراد وہ صاف ستھری اور فطری راہ ہے جس پر انسان اپنی اصلی فطرت کے موافق چلا ہو جاتا ہے جیسے کہ حدیث میں ہے

"کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ الخ" (بخاری)

یعنی ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اردگرد کا ماحول اسے متاثر کرتا ہے خواہ والدین ہوں یا دیگر عزیز و اقرباء ہوں، وہ جس ماحول میں پرورش پاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"فطرة اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ" (سورہ روم)

اور "شاھد" سے مراد قرآن کریم ہے جو جگہ جگہ دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ذریعے یہ وضاحت کرتا ہے کہ دین اسلام اور توحید پر چلنے والے اسی سیدھی راہ پر قائم ہیں۔ (۲) اور شاھد سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم خود اپنی حقانیت و صداقت کی شہادت جگہ جگہ دے رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ"

دوسری جگہ ارشاد ہے

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ الخ و امثالہ شتّی

(۳) شاہد سے مراد جبرئیل بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وہی قرآن کریم لے کر آنے والے ہیں۔

(۴) "شاھد" سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ آپ اپنے قول و عمل اور کردار سے ہی

بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ جو دین آپ لے کر آئے ہیں وہ دین اور علامات دین سچے ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو عظیم الشان کتاب نازل ہوئی تھی وہ بھی دین اسلام کی سچائی اور دین کے آخری ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ الخ

یعنی جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے خواہ عرب ہوں یا عجم، نصرانی ہوں یا یہودی، وہ لوگ بہت بڑے نقصان میں ہوں گے اور ان کی نجات نہ ہو سکے گی۔

اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ

چڑھا لے اور اپنے گھر والوں کو مگر جس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو اور اس کے ساتھ ایمان تو

إِلَّا قَلِيلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ

بہت کم لائے تھے ۝ اور کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے بیشک میرا رب بخشنے والا

رَحِيمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ

مہربان ہے ۝ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لے جا رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ

فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ

کنارے پر تھا اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ ۝ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی

يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ

پناہ لے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچا لے گا کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ

اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی پھر ڈوبنے والوں میں ہو گیا ۝ اور حکم ہوا اے زمین اپنا پانی نگل جا

وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ

اور اے آسمان تھم جا اور پانی سکھا دیا گیا اور کام ہو چکا اور کشتی جودی پر جا ٹھہری

وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي

اور کہہ دیا گیا کہ ظالموں پر پھٹکار ہے ۝ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے رب میرا بیٹا

مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ ۝ قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ

میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے ۝ فرمایا اے نوح وہ تیرے

لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں سو مجھ سے مت پوچھ جس کا تجھے علم نہیں

إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْأَلَكَ

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جاؤ ۝ کہا اے رب میں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ

تجھ سے وہ بات پوچھوں جو مجھے معلوم نہیں اور اگر آپ نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان والوں میں ہو جاؤں گا ﴿﴾ کہا گیا

يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ

اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تم پر اور تمہارے ساتھ والوں پر ہیں کشتی سے اترو اور دوسرے

سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ

فرقے ہیں کہ ہم انہیں دنیا میں فائدہ دیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا ﴿﴾ یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ

آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اس سے پہلے نہ تو آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم ہی تھی صبر کیجئے

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾

کیونکہ بہتر انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے

افاداتِ محمود:

وَفَارَ التَّنُّوْرُ الخ

تنور سے مراد زمان اور مکان دونوں ہو سکتے ہیں۔ (۱) زمان کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ عذاب صبح کے وقت آئے گا جب صبح اچھی طرح روشن ہو جائے۔ (۲) اور مکان مراد لینے کی صورت میں ایک مطلب تو یہ ہے کہ جب تنور میں پانی نمودار ہو جائے تو یہ عذاب کے آنے کی علامت ہے اور تنور سے مراد عام تنور ہے جو عموماً گھروں میں روٹی پکانے کیلئے بنایا جاتا ہے۔

(۳) اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ تنور سے مراد خاص حضرت حواؑ کا تنور ہے جو کہ ان کے زمانے سے نقل ہوتا ہوتا حضرت نوحؑ تک پہنچ گیا تھا اس تنور میں پانی کا ظاہر ہونا عذاب کی علامت قرار دے دیا گیا۔ اس صورت میں تنور سے مراد خاص تنور ہے، مقام جس کا عین وردہ (ل) ہے۔ جو کوفہ وادی ہے کہ کشتی جوش مارنا۔ (۴) اور بقول بعض کے تنور سے مراد ایک خاص چشمہ ہے جو الجزائر میں ایک خاص مقام پر واقع ہے۔ واللہ اعلم

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا الخ

حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا کہ ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور اس بدبخت قوم کے ساتھ نہ رہو۔

یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پچھلی آیت میں ہے

اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا
اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا   کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو
اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾ يَا قَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ
اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں   تم سب جھوٹ کہتے ہو○   اے قوم میں نہیں مانگتا تم سے
عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ وَيَا قَوْمِ
اس پر مزدوری نہیں مانگتا   میری مزدوری اسی پر ہے   جس نے مجھے پیدا کیا   پھر کیا تم نہیں سمجھتے○   اور اے قوم
اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً
اپنے رب سے معافی مانگو   پھر اس کی طرف رجوع کرو   وہ تم پر خوب بارشیں برسا دے گا   اور تمہاری قوت کو
إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا يَا هُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا
اور بڑھا دے گا   اور تم نافرمان ہو کر منہ نہ پھیر جاؤ○   کہا اے ہود تو ہمارے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں لایا   اور ہم
نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَن قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٥٣﴾ إِن نَّقُولُ
تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں   اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں   ہم تو یہی کہتے ہیں کہ
إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ
تجھے ہمارے کسی معبود نے بری طرح سے جھپٹ لیا ہے کہا بے شک میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں
مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾ مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي
جنہیں تم اللہ کے سوا شریک کرتے ہو○   سو تم سب مل کر میرے حق میں برائی کرو   پھر مجھے مہلت نہ دو○   میں نے
تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ
اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے   کوئی بھی زمین پر چلنے والا نہیں کہ جس کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہو
إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم مَّا أُرْسِلْتُ
بے شک   میرا رب سیدھے راستہ پر ہے○   پھر اگر تم پھر جاؤ گے   تو جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا   وہ تمہیں
بِهِ إِلَيْكُمْ ۚ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّونَهُ شَيْئًا ۚ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ
پہنچا دیا   اور میرا رب تمہاری جگہ اور قوم پیدا کرے گا   اور تم اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے   بے شک میرا رب ہر

شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٥٧﴾ وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ

ہر چیز پر نگہبان ہے ○ اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے

مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

بچا لیا اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے بچا لیا ○ اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے

وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا

اور اس کے رسولوں کو نہ مانا اور ہر ایک جابر سرکش کا حکم مانتے تھے ○ اور اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے

لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾

لعنت چھوڑ گئے اور قیامت کے دن بھی خبردار بیشک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا خبردار ہود کی قوم عاد کو اللہ کی رحمت سے دوری کی گئی

وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ

اسی نے تمہیں زمین سے بنایا اور تمہیں اس میں آباد کیا پس اس سے معافی مانگو پھر اسی کی طرف رجوع کرو بیشک

رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا

میرا رب نزدیک ہے قبول کرنے والا ○ انہوں نے کہا اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے بڑی امید تھی کیا تو ہمیں

أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿٦٢﴾

ان چیزوں کے پوجنے سے منع کرتا ہے جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں اور جس طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس سے تو ہم

قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً

بڑے شک میں ہیں صالح نے کہا اے میری قوم بھلا دیکھو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کوئی دلیل رکھتا ہوں اور اس کی طرف سے

فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿٦٣﴾

میرے پاس رحمت بھی آ چکی ہو پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اللہ سے کون بچا سکتا ہے پھر تم مجھے نقصان کے سوا اور کیا دے سکتے ہو

وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا

اور اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے برائی سے

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَىٰ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۝

جب ابراہیم سے ڈر جاتا رہا اور اسے خوشخبری آ لی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ۰

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ۝ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ

بے شک ابراہیم بردبار نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا ۰ اے ابراہیم یہ خیال چھوڑ دے کیونکہ

قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

تیرے رب کا حکم آ چکا ہے اور بے شک ان پر عذاب آ رہا ہے جو ٹلنے والا نہیں ۰ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے

لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝ وَجَاءَهُ

لوط کے پاس پہنچے تو ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا آج کا دن بڑا سخت ہے ۰ اور اس کے پاس

قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ

اس کی قوم بے اختیار دوڑتی آئی اور پہلے ہی سے برے کام کیا کرتے تھے کہا اے میری قوم یہ

بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنْكُمْ

میری بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے پاک ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی

رَجُلٌ رَشِيدٌ ۝ قَالُوا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

بھلا آدمی نہیں ۰ انہوں نے کہا البتہ تحقیق تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے

مَا نُرِيدُ ۝ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝ قَالُوا يَا لُوطُ

جو ہم چاہتے ہیں ۰ کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کی پناہ لیتا ۰ فرشتوں نے کہا

إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ

اے لوط بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں وہ تجھ تک ہرگز نہ پہنچ سکیں گے سو کچھ رات رہے اپنے لوگوں کو لے کر نکل جا اور تم

مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ

میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری عورت کہ اس پر بھی وہی آنے والا ہے جو ان پر آئے گا ان کے عذاب کا وقت

الصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ ۝ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

صبح ہے کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں ہے ۰ پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿٨٢﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا

اور ان پر برسائے کنکر کے پتھر جو لگاتار گر رہے تھے ○ جن پر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور

هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿٨٣﴾

یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دور نہیں ہیں ○

افادات محمود:

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ الخ

حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام دونوں خالہ زاد یا چچا زاد بھائی تھے۔ یہاں اصل میں قصہ تو بیان کرنا مقصود ہے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا۔ لیکن بطور تمہید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام علاقہ شام میں مبعوث ہوئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں رہتے تھے جو فرشتے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کیلئے آسمان سے اترے تھے۔ پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ہاں بطور مہمان آئے اور بیٹے کی خوشخبری دی۔ یہ فرشتے نہایت خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں تھے۔ حضرت جبرئیلؑ حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیلؑ اور ان کے ساتھ چھ فرشتے اور تھے کل ۹ فرشتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا بڑا چرچا تھا۔ وہ مہمان کے بغیر کھانا تناول فرمانا مناسب ہی نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت نے فی الفور گائے کا ایک بچھڑا ذبح کر دیا اور اسے بھون کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نہ پہچان سکے کہ یہ تو فرشتے ہیں لہٰذا بغیر تاخیر کے بھنا ہوا گوشت مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو کھانا کھلانے میں جلدی اور مستعدی سے کام لینا چاہیے۔ یہ پسندیدہ اور محبوب عمل ہے۔ چونکہ وہ مہمان آدمی نہیں فرشتے تھے اس لیے انہوں نے نہیں کھایا اور ان کے نہ کھانے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کو محسوس ہوا کہ مہمان کھانا کیوں نہیں کھاتے؟

اصول و احکام ضیافت:

اس واقعے سے چند امور سامنے آتے ہیں۔ یہ امور درج ذیل ہیں۔

(۱) ضیافت پیغمبروں کی سنت ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حمیدہ کو بیان فرمایا تو ایک بات یہ فرمائی "وتقری الضیف" حضور آپ تو مہمان نواز ہیں۔

(۲) بعض صورتوں میں ضیافت واجب ہوتی ہے۔ حضرت امام مالکؒ کے ہاں اہل بادیہ پر ضیافت واجب ہے مگر اہل حضر یعنی شہریوں پر واجب نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ دیہاتی علاقوں میں ہوٹلوں کا سسٹم نہیں [illegible] مسافر اپنے کھانے پینے کا سامان فراہم نہیں کر سکتا جبکہ شہر میں یہ سارے انتظامات بطریق اتم پائے جاتے ہیں۔ حضرت

امام شافعیؒ کے ہاں دونوں پر واجب ہے یعنی دیہاتیوں پر بھی اور شہریوں پر بھی۔ امام مالکؒ اپنے مسلک پر درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں

عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الضیافۃ علی اہل الوبر ولیس علی اہل المدر○

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ضیافت خیمہ والوں (دیہاتیوں) پر واجب ہے اور شہریوں پر واجب نہیں۔

لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس میں ایک ایسا راوی ہے جو متروک ہے اور بعض نے تو اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب کھانا تیار ہو جائے اور مہمانوں کے سامنے چن دیا جائے تو پہلے مہمانوں ہی کی طرف بڑھانا چاہیے جن کے لئے کھانا پکایا ہے۔ مہمان کو چاہیے کہ وہ میزبان کو جلدی کرنے پر مجبور نہ کرے جیسا کہ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ سے معلوم ہوتا ہے۔ (۴) چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ میزبان کو مہمان کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ کھانا بھی کھا رہا ہے یا نہیں؟ لیکن آنکھیں چرا کر دیکھے گھور گھور کر نہ دیکھے ورنہ یہ بات مہمان کو ناگوار گزرے گی۔

<u>مہمان کو گھورنے سے متعلق ایک عبرت آموز واقعہ:</u>

کتابوں میں ایک واقعہ لکھا ہوا ہے کہ مروان کے پاس ایک اعرابی مہمان بن کر آیا۔ مروان نے اس کو کھانا پیش کیا۔ وہ کھانا کھا رہا تھا اچانک مروان کی نظر لقمہ پر پڑی تو اس میں بال دیکھا اور مہمان سے کہا کہ "ازل الشعر" یعنی لقمہ سے بال نکال لیجیے۔ اعرابی نے کہا "اتنظر الی حتی تری الشعر فی اللقمۃ" "واللہ لا اکل عند ملک صعرج" "تو مجھے اس قدر غور سے دیکھتا ہے کہ میرے لقمہ میں تجھے بال نظر آیا" خدا کی قسم میں بادشاہ کا کھانا نہیں کھاؤں گا اور چلا گیا اور جاتے جاتے یہ شعر کہا

للموت خیر من زیارۃ باخل ۔۔۔ یلاحظ اطراف الاکیل علی العمد

ترجمہ: اس بخیل کی ملاقات کرنے سے موت بہتر ہے جو جان بوجھ کر کھانے والے کو گھورتا رہے۔

عربوں میں مہمان کو کھانے کے وقت گھورنا اور غور سے دیکھنا عیب تھا جیسا کہ اس اعرابی کے قول و فعل سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا دیکھنا اس اہتمام کے پیش نظر تھا کہ مہمان اچھی طرح کھانا کھاتے ہیں یا نہیں؟ اس میں کوئی منافات اور تضاد نہیں بلکہ موقع اور محل کی مناسبت سے دونوں باتیں اپنی جگہ پر مستحسن ہیں۔

فَضَحِكَتْ الخ

یعنی حضرت سارہؓ نے تعجب کیا (۱) حضرت عکرمہ سے منقول ہے کہ فَضَحِكَتْ حاضت کے معنی میں ہے یعنی حضرت سارہؓ سن ایاس کو پہنچ گئی تھیں اس عمر میں عورتوں کو حیض نہیں آیا کرتا، لیکن حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت مل گئی تھی۔ اس خوشخبری کے ساتھ ہی حضرت سارہؓ کو حیض آیا۔ ضحک کا حیض کے معنی میں استعمال ہونا کلام عرب میں رائج ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ...

انی لاتی العرس عند طهورها

واهجرها يوما اذا تک ضاحكا

یعنی میں عورت کے پاس اس وقت جاتا ہوں جب وہ پاک ہوتی ہے اور اس کے پاس جانا چھوڑ دیتا ہوں جب وہ ایام سے ہوتی ہے اس شعر میں "ضحک" حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۲) اور دوسری تفسیر یہ ہے کہ فضحکت اپنے معنی موضوع لہ میں مستعمل ہے یعنی جب حضرت سارہؓ نے دیکھا کہ کھانا تو کھاتے نہیں، لیکن یہ قوم لوط کو ہلاک کریں گے تو ہنس پڑیں۔

جانداروں میں سے چار چیزوں کو حیض آتا ہے (۱) عورت (۲) ضبع یعنی بجو (۳) خفاش یعنی چمگادڑ (۴) ارنب یعنی خرگوش۔ خرگوش کے متعلق ایک شاعر کا قول ہے ....

وضحک الارانب فوق الصفا

کمثل دم الحرب یوم اللقا

یعنی خرگوشوں کے حیض کا خون پتھروں پر ایسے لگا ہوا تھا جیسے لڑائی کے دن پتھروں پر خون گر جاتا ہے۔ یہاں بھی ضحک حیض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت خزیمہؓ سے روایت ہے کہ ..

قلت یا رسول اللہ ما تقول فی الارنب؟ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اکلہ ولا احرمہ فقلت ولم یا رسول اللہ؟ فقال انی احسب انها تدمی الخ

میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خرگوش کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں نہ اس کو کھاتا ہوں اور نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی یہ کیوں؟ آپؐ نے فرمایا میرا خیال ہے اسے حیض آتا ہے۔

اس روایت کے متعلق تو امام ترمذیؒ نے فرمایا اسنادہ لیس بالقوی یعنی اس کی اسناد قوی نہیں ہیں۔ اس نوعیت کی روایتیں ابوداؤد وغیرہ میں بھی موجود ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خرگوش کی حرمت کے متعلق کوئی قوی روایت موجود نہیں، بلکہ اس کے حلال ہونے کے متعلق صحیح روایات موجود ہیں۔ چنانچہ صحیح البخاری کی کتاب الصید میں ہے:

ان یکون ھو اسحٰق لانہ وقعت البشارۃ بہ وانہ سیولد لہ یعقوب فکیف یؤمر ابراھیم بذبحہ وھو طفل صغیر ولم یولد لہ بعد یعقوب الموعود بوجودہ ووعد اللہ حق لا خلف فیہ فیمتنع الامر بذبح ھذا والحالۃ ھذہ فتعین ان یکون ھو اسماعیل O

(ابن کثیر ج ۴)

اور اس آیت سے بہت سے لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل تھے نہ کہ حضرت اسحٰق۔ کیونکہ حضرت اسحٰق کی بشارت کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی بشارت تھی کہ اسحٰق کے ہاں یعقوب پیدا ہوں گے پھر اسحٰق کی صغر سنی میں حضرت ابراہیم کو اسحٰق کے ذبح کا حکم کیونکر دیا جا سکتا تھا جبکہ ابھی وہ چھوٹے بچے تھے اور ان کے ہاں یعقوب ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اس میں وقوع کذب ممکن نہیں۔ ان حالات حضرت اسحٰق کے ذبح کا حکم ممکن نہیں ہے لہٰذا یہ بات متعین ہو گئی کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی ہیں۔

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ الخ

یہاں اہل بیت سے مراد حضرت سارہؓ ہے لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات اہل بیت کا مصداق و مظہر تم ہیں۔ چنانچہ سورۂ احزاب میں بھی ازواج مطہرات سے مختلف خطابات موجود ہیں۔ اسی کے ذیل میں اہل بیت کا اطلاق ان پر کیا گیا ہے۔ پھر اگلی آیت کا پہلا جملہ "واذکرن ما یتلی" سے شروع ہوتا ہے جو کہ جمع مونث حاضر کا صیغہ ہے۔

فکفی للعاقل الاشارۃ وان الابلہ فلا یکفیہ العبارۃ O

"اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ" تحمل والے، نرم دل اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے "قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ"

حضرت لوط علیہ السلام نے قوم کی بیہودہ حرکتوں سے تنگ آ کر فرمایا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں جو کہ نکاح کے بعد تمہارے لئے حلال ہیں قدرت کا بنایا ہوا ضابطہ اور فطرت کا مقتضٰی بھی یہی ہے۔ بیٹیوں سے مراد حضرت لوطؑ کی صلبی بیٹیاں بھی ہو سکتی ہیں اور قوم کی بیٹیاں بھی مراد ہو سکتی ہیں جیسا کہ بزرگ لوگ دوسروں کے بچوں کو بھی بیٹے اور بیٹیاں کہہ کر پکارتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ میں کفار کے ساتھ نکاح ممنوع نہ ہو جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کا نکاح غیر مسلموں سے ہوا تھا۔ حضرت زینبؓ ابو العاص بن وائل سے حضرت رقیہؓ ابو لہب کے بیٹے سے۔

جب فرشتوں نے کہا کہ ہم قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح یہ عذاب ٹل جائے اور قوم ہلاک نہ ہو۔ لہٰذا فرشتوں سے پوچھا کہ اگر وہاں کے قریب لوگ مسلمان ہوں تو پھر

بھی ہلاک ہوں گے؟ فرشتوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اگر ۴۰ مسلمان ہوں ان میں تو پھر؟ فرشتوں نے کہا پھر بھی نہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم تعداد کو سوال میں کم کرتے گئے یہاں تک کہ ایک تک پہنچ گئے اور فرشتے برابر نفی میں جواب دیتے رہے (یعنی ایک مسلمان کے ہوتے بھی عذاب نہیں آئے گا) تب حضرت ابراہیم نے کہا کہ وہاں میرے بھائی لوطؑ بھی ہیں۔ فرشتوں نے کہا" نحن اعلم بمن فیہا " یعنی حضرت لوطؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں وہ تو بچ جائیں گے۔ رہی قوم کی بات سو وہ اب تباہ ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس بات کو جانے دیجیے۔

فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آ گئے تو حضرت لوط علیہ السلام پریشان ہو گئے کہ ان مہمانوں کو شریر قوم کے ناپاک ارادوں سے کیسے بچاؤں گا۔ ادھر حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے جاسوسی کی اور لوگ آناً فاناً حضرت لوطؑ کے گھر پہنچ گئے۔ جب حضرت لوطؑ نے دیکھا کہ قوم کسی طرح باز آنے والی نہیں تو آپ کی پریشانی انتہا کو پہنچ گئی۔ تب فرشتوں نے بتلایا کہ ہم فرشتے ہیں انسان نہیں ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر گھر کے دروازے کھول دیں۔ ہم ان کو مزہ چکھا دیں گے۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ کے ایک پر مارنے سے سب کے سب اندھے ہو گئے اور اس کے بعد ان پر وہ عذاب آیا جس سے حضرت لوطؑ ایک عرصہ سے ڈراتے رہے اور اس کی تفصیل اگلی آیتوں میں مذکور ہے۔

هُنَّ اَطْهَرُ الخ

اطہر، صیغہ اسم تفضیل ہے جو اکثر مِن کے ساتھ استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں مِن کے بغیر استعمال ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فطرت سلیمہ اور طبائع پاکیزہ کے لیے یہی زیبا ہے کہ وہ فطرت کے تقاضوں کی لاج رکھیں اور خلاف فطرت کاموں میں نہ پڑیں۔

اَوْ اٰوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ۝

یہاں بھی حضرت لوط علیہ السلام نے ان کی ظالمانہ روش سے تنگ آ کر فرمایا کہ کاش مجھے خود تم لوگوں سے لڑنے کی طاقت ہوتی یا میرا کوئی مضبوط جتھہ اور کنبہ ہوتا تو تم میرے مہمانوں کو اور مجھ کو آج رسوا نہ کرتے۔ صحیح البخاری میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت لوطؑ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یرحم اللہ لوطاً لقد کان یاوی الی رکن شدید

اللہ تعالیٰ حضرت لوطؑ پر رحم فرمائے وہ کسی مضبوط پناہ گاہ کی تلاش میں تھے یعنی پناہ تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہتے تھے لیکن قوم کے جابرانہ کرتوتوں کی وجہ سے جلدی میں زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل گئے۔

جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا الخ

حضرت لوط علیہ السلام سدوم کی بستی میں بستے تھے۔ اسے فرشتوں نے اٹھا کر آسمانوں کے قریب تک اٹھایا

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا — کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي

اللہ کی بندگی کرو — اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں — اور ناپ — اور تول کو مت گھٹاؤ — میں تمہیں

أَرَاكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ۝ وَيَٰقَوْمِ أَوْفُوا

آسودہ حال دیکھتا ہوں — اور تم پر ایک گھیر لینے والے دن کے — عذاب سے ڈرتا ہوں ○ — اور اے میری قوم

الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

انصاف سے — ناپ — اور تول کو پورا کرو — اور لوگوں کو — ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو — اور مت پھرو

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا

ملک میں فساد مچاتے ○ — اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے — اگر تم ایماندار ہو — اور میں

عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ۝ قَالُوا يَٰشُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

تمہارا نگہبان نہیں ہوں ○ — انہوں نے کہا اے شعیب کیا تیری نماز — تجھ کو یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو چھوڑ دیں

آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ ۖ إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۝

جنہیں پوجتے رہے ہمارے باپ دادا یا چھوڑ دیں کہ اپنے مالوں میں اپنی خواہش کے مطابق تصرف نہ کریں بے شک تو البتہ بڑا نیک چلن ہے

قَالَ يَٰقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَرَزَقَنِي مِنْهُ رِزْقًا

کہا اے میری قوم دیکھو تو سہی — اگر مجھے سچے رب کی سمجھ آ گئی ہے — اور اس نے مجھے روزی دی

حَسَنًا ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ

اچھی ہے — اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جس کام سے تمہیں منع کروں خود اس کے خلاف کروں — میں تو اپنی طاقت کے مطابق

مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝ وَ

اصلاح ہی چاہتا ہوں اور مجھے تو صرف اللہ ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ○

يَٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي أَن يُصِيبَكُم مِّثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ

اور اے میری قوم کہیں میری ضد سے ایسا جرم نہ کر بیٹھو کہ جس سے پہنچے تم پر مصیبت جیسی کہ پہنچی قوم نوح کو یا قوم

تو ہیں۔ یہ ہمارے مال ہیں ہم جیسے چاہیں گے اپنے اموال میں تصرف کریں گے آپ ہمیں منع نہ کریں۔ حضرت شعیبؑ نے ان سے فرمایا کہ تھوڑا نفع جو پاکیزہ اور حلال ہو وہ زیادہ کمائی سے کہیں بہتر ہے جو ناپاک اور حرام ہو لیکن وہ لوگ باز آنے والے نہ تھے۔ ناپ تول میں کمی کے ساتھ ساتھ لوگوں پر ڈاکے ڈالتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے مخلوق راستوں کو غیر مامون بنا دیا تھا۔ حضرت شعیبؑ نے ان سے فرمایا کہ اس میں میرا کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ نقصان تمہارا ہی ہوگا اور قوم لوط وغیرہ کے حالات سے عبرت پکڑو جو کہ زمان اور مکان دونوں اعتباروں سے تمہارے قریب ہیں۔ بہرحال جب آپ ان سے مایوس ہو گئے اور ان کے ایمان لانے کے کوئی آثار بھی نظر نہیں آرہے تھے تو قوم سے فرمایا کہ میرے ذمہ فریضہ تبلیغ تھا جو میں ادا کر چکا اور تم نے اگر یہ برے اعمال جاری رکھے تو عنقریب اس کا نتیجہ سامنے آ جائے گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ عذاب کس پر آنے والا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم شعیبؑ پر تین قسم کا عذاب آیا تھا۔ (۱) فرشتے نے چیخ ماری تھی (۲) زلزلہ آیا تھا (۳) اور عذاب والے بادل ان کے اوپر چھا گئے تھے۔ "زَفِیْرٌ" گدھے کے چلانے کی آواز۔ وَ شَهِيْقٌ بچے جب روتے ہیں تو آخر میں ان کی ہچکی بندھ جاتی ہے، شہیق سے وہی آواز مراد ہے۔

دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝

جب تک کہ آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے رب ہی کو منظور ہو (تو دوسری بات ہے) بیشک آپ کا رب جو چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم ہیں

اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝ فَلَا تَكُ فِىْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

اگر تیرے رب ہی کو منظور ہو (تو دوسری بات ہے) یہ بے انتہا عطیہ ہوگا سو تو ان چیزوں سے شک میں نہ رہنا جن کی یہ

هٰٓؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ

پوجتے ہیں یہ لوگ بھی اسی طرح پوجتے ہیں جس طرح ان سے پہلے ان کے باپ دادا پوجتے تھے اور ہم یقیناً ان کا

نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ۝

عذاب کا پورا حصہ دے رہیں گے ۝

افاداتِ محمود:

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ

یہاں دو چیزیں قابل غور ہیں۔ (۱) ایک تو آسمان و زمین کا ذکر ہے کہ آخرت میں آسمان و زمین سے کیا مراد ہے؟ (۲) دوسری چیز "الا ما شاء ربک" کا استثناء ہے کہ خلود فی الجنۃ اور خلود فی النار سے۔ پھر استثناء کا کیا مطلب ہے؟

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ (۱) ایک تو یہ ہے کہ آسمان و زمین سے دنیا کے آسمان و زمین مراد ہیں اور یہ کلام عرب کے محاورے کے مطابق ہے کہ حیاتِ اخروی کا طول سمجھانے کے لیے یہ فرمایا گیا۔ کیونکہ اس عالم ناسوت میں ہم طول کو اسی مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین تخلیق کیے گئے ہیں اب تک قائم ہیں اور نہ معلوم کب تک رہیں گے۔ پھر آسمان و زمین کی ابتدا تھی تو اس سے آگے مزید طول سمجھانے کیلئے "اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ" فرمایا کہ آگے جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے وہ غیر متناہی زندگی ہوگی۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں رہیں گے جب تک آخرت کے زمین و آسمان رہیں گے اور نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آخرت میں زمین بھی ہوگی اور آسمان بھی ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

(۶) بعض نے یوں ترجمہ کیا: استثناء "الا ما شاء اللہ" کے معنی میں ہے یعنی سعید جنت میں اور شقی جہنم میں، آسمان وزمین کے دوام کی مدت ویسے ہی رہیں گے جیسے اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔

(۷) "الا ما شاء ربک" کا استثناء خصوصاً فی النار سے اس طور پر صحیح ہے کہ اہل جہنم دو قسم کے ہوں گے کافر اور غیر مسلم۔ جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ تو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور عصاۃ مؤمنین جہنم سے نکالے جائیں گے۔ پھر جنت میں داخل کیے جائیں گے، اور اہل جنت کے متعلق یہ استثناء اس طور پر درست ہے کہ اہل جنت کا جنت میں دوام کے ساتھ رہنا مشیت خداوندی کے تابع ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اہل جنت خلود فی الجنۃ کا حق دار خود تو نہیں ہوگئے کہ اپنی مرضی سے ہی جنت میں رہیں گے اور خدا کے محتاج نہ ہوں گے، بلکہ وہ ہمیشہ مشیت و مرضی خداوندی کے محتاج رہیں گے، البتہ رحمت خداوندی اس کا تقاضا ہے کہ اہل جنت جنت سے نہیں نکالے جائیں گے۔ جیسا کہ عطاء غیر مجذوذ سے اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۚ وَلَوْلَا

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف کیا گیا ۔ اور اگر

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

پھر آپ کی طرف سے ایک بات مقرر ہو کر نکل ہوتی تو ان میں فیصلہ ہو جاتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں کہ مطمئن نہیں ہونے دیتا

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۚ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ

اور جتنے لوگ ہیں جب وقت آیا تیرا رب انہیں ان کے اعمال پورے دے گا بیشک وہ خبر رکھتا ہے ان چیزوں سے جو کر رہے ہیں ۔ سو تو قائم رہ

كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا

جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے اور جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے اور حد سے نہ بڑھو بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔ اور

تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ

ان کی طرف مت جھکو جو ظالم ہیں پھر تمہیں بھی آگ چھو لے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ

پھر کہیں سے مدد نہ پاؤ گے ۔ اور دن کے دونوں طرف اور کچھ حصہ رات کو نماز قائم کر ۔ بیشک

الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ

نیکیاں برائیوں کو دور کرتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے ۔ اور صبر کر بیشک

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۔ سو ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ کیوں نہ ہوئے

اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ

جو سمجھ رکھتے جو ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے مگر تھوڑے آدمیوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا وہ تو اسی ناز و نعمت کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دی گئی تھی اور وہ مجرم تھے ۔ اور تیرا رب

لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ

ہرگز ایسا نہیں جو بستیوں کو زبردستی ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں ۔ اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب

النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿۱۱۸﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذٰلِكَ

لوگوں کو ایک راستہ پر اور ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ۞ مگر جس پر تیرے رب نے رحم کیا اور اسی لیے

خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۱۹﴾

انہیں پیدا کیا ہے اور تیرے رب کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ البتہ دوزخ کو اکٹھے جنوں اور آدمیوں سے بھر دوں گا ۞

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ

اور ہم رسولوں کے حالات تیرے پاس اس لیے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرے دل کو مضبوط کر دیں اور ان واقعات میں

فِي هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُل لِّلَّذِينَ لَا

تیرے پاس حق بات پہنچ جاتی ہے اور ایمانداروں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے ۞ اور ان سے کہہ دو

يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۖ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿۱۲۱﴾ وَانتَظِرُوا ۚ إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿۱۲۲﴾

جو ایمان نہیں لاتے اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ ہم بھی کام کرتے ہیں ۞ اور انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں ۞

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ بات اللہ ہی جانتا ہے اور سب کام کا رجوع اسی کی طرف ہے پس اسی کی عبادت کرو

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾

اور اسی پر بھروسہ رکھو اور تیرا رب بے خبر نہیں اس سے جو کرتے ہو ۞

افادات محمود:

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ الخ

حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں سفید بال دیکھ کر پوچھا کہ حضور آپ بوڑھے ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ شیبتنی ھود و اخواتھا کہ مجھ کو سورہ ہود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا یعنی اس مشکل حکم کے متعلق سوچتے سوچتے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ الخ

دن کے دونوں طرفوں سے مراد فجر، ظہر اور عصر ہیں اور زلفا من اللیل سے مراد مغرب، عشاء یا تہجد کی نماز ہے کیونکہ یہ بھی ابتدائے اسلام میں فرض تھی۔

إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ الخ

خلاف سے بچ جاتے ہیں اور حق کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔

واضح رہے کہ مختلف قوموں کی بداعمالیوں کا تذکرہ اور ان بداعمالیوں کی وجہ سے اُن کی تباہ کاری کا تذکرہ کیا گیا جیسے قوم لوطؑ کی ہلاکت ایک خاص جرم کی وجہ سے ہوئی۔ قوم ہودؑ کی ہلاکت انبیاء کی تکذیب کی وجہ سے ہوئی اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت ناپ تول میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔ اسی طرح قوم نوحؑ، قوم موسیٰؑ وغیرہ۔ اب دیکھا جائے تو اُمت محمدیہ میں یہ تمام برائیاں اور اعمال مجموعی طور پر موجود ہیں لیکن اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہیں کہ اس اُمت کو تباہ نہیں کر رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام برے اعمال سے محفوظ فرمائیں۔

سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ

آیتیں ۱۱۱ — سورہ یوسف مکہ میں نازل ہوئی — رکوع ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ۝ ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں تمہارے سمجھنے کے لیے نازل کیا ہے

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْءٰنَ

ہم تیرے پاس بہت اچھا قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ ہم نے تیری طرف یہ قرآن بھیجا ہے

وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ

اور تو تھا اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں سے تھا ۝ جس وقت یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ

اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝

میں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں ۝

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا

کہا اے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا وہ تیرے لیے کوئی فریب بنا لیں گے

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ

بیشک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے ۝ اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور تجھے

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰۤى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ

خواب کی تعبیر سکھائے گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر پوری کرے گا جس طرح کہ

اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اس سے پہلے تیرے دو باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کر چکا ہے بیشک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے ۝

افادات محمود:

سوائے چار آیات کے باقی تمام سورت مکی ہے۔

شان نزول:

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کریں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۃ نازل فرمائی۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ الخ

قرآن کریم کو عربی زبان میں اس لئے اتارا گیا کہ اس کے اولین مخاطب عرب تھے اس لیے قرآن کو عربی میں نازل کیا گیا تا کہ وہ اس کو خوب سمجھیں۔ اور عجم سے ملاقات ہونے کی وجہ سے عجمیوں کے دلوں میں بھی عربی کی طرف فطری میلان پایا جاتا ہے۔ لہذا عربی میں قرآن کا ہونا عجمیوں پر بھی احسان ہے۔ حافظ عماد الدین لکھتے ہیں

انزل اشرف الکتب باشرف اللغات علی اشرف الرسل بسفارۃ اشرف الملائکۃ وکان ذلک فی اشرف بقاع الارض وابتدئ انزالہ فی اشرف شہور السنۃ وھو رمضان فکمل من کل الوجوہ (ابن کثیر)

سب کتابوں سے بزرگ تر کتاب تمام زبانوں سے عمدہ زبان میں، اشرف الرسل پر تمام فرشتوں سے بزرگ تر فرشتہ کی وساطت سے نازل کی گئی اور یہ عمل زمین میں سب سے زیادہ بابرکت جگہ میں اور سال کے تمام مہینوں میں سے بزرگ تر مہینہ میں ہوا جو کہ رمضان کا مہینہ ہے لہذا قرآن کریم ہر لحاظ سے مکمل ہے۔

أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ الخ

کل گیارہ ستارے تھے۔ گیارہ ستاروں سے حضرت یوسفؑ کے بھائی مراد ہیں اور شمس سے حضرت یوسفؑ کی والدہ اور قمر سے حضرت یوسفؑ کے والد مراد ہیں یا شمس سے والد اور قمر سے والدہ مراد ہیں۔ بعض مفسرین کے نزدیک حضرت یوسف کی والدہ انتقال کر گئی تھیں یہاں خالہ مراد ہے اور خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ نیز روایات میں ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کی حقیقی والدہ کا انتقال ہوا تو حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا۔ لہذا یہ سوتیلی والدہ بھی تھیں اور خالہ بھی۔ سجدہ سے مراد عزت اور سجدہ تعظیمی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا وہ سچا خواب تھا حضرات انبیاء کا خواب وحی خداوندی ہوتا ہے جس میں شک اور تردد کی گنجائش نہیں ہوتی۔

خواب کی حقیقت اور خواب کا نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونا:

انسان میں مختلف کاموں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قوتیں رکھی ہیں۔ بعض ظاہری حواس ہیں بعض باطنی حواس ہیں۔ جب انسان جاگ رہا ہوتا ہے تو ظاہری حواس اپنا کام کرتے ہیں۔ جیسے دیکھنا، سننا، سونگھنا وغیرہ اور جب انسان سو جاتا ہے تو بعض باطنی حواس اپنا اپنا کام کرتے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسانی روح کا تعلق عالم مثال سے قائم ہو جاتا ہے اور عالم مثال میں چونکہ مستقبل کے تمام نقشے موجود ہیں، بعض چیزوں کی صورت وہیئت وہاں وہی ہے جو دنیا میں ہوتی ہے، بعض کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ روح مستقبل میں آنے والے کسی واقعہ کا ادراک کر لیتی ہے اور تعبیر سے اس کی نفع یا نقصان دہ ہونے کا علم ہو جاتا ہے، لیکن یہ ماہر معبرین کا کام ہے۔ جیسے علامہ ابن سیرینؒ اور دیگر لوگ گزرے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ

اول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم الرؤيا الصادقة (بخاری)

یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے لم يبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرؤيا الصالحة (بخاری)

یعنی نبوت تو اب کسی کو نہیں مل سکتی لیکن مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا سچے خواب۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور چھیالیسواں حصہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ نبوت کے کل ۲۳ تیئیس سال ہیں اگر ان کے ششماہی بنائے جائیں تو چھیالیس ششماہی بن جاتے ہیں اور نبوت کی ابتداء جب ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھ ماہ تک سچے خواب آتے رہے۔

حضرت یوسفؑ کی والدہ کا نام راحیل ہے۔ ان کے ہاں دو بیٹے ہوئے۔ ایک حضرت یوسف اور دوسرے بن یامین یہاں بظاہر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ ان بیٹوں نے اپنے ایک بے گناہ بھائی کو قتل کرنا چاہا اور ان کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کیں جبکہ بعض لوگ ان کو بھی نبی مانتے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ نبی زادہ اگر کافر ہو سکتا ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا کیونکر محال ہے؟ رہی یہ بات کہ کیا وہ نبی بن گئے تھے تو بعد میں تو دعویٰ کے اثبات میں کوئی معتد بہا حجت موجود نہیں ہے۔ محض نبی زادہ ہونے سے نبوت لازم نہیں آتی۔ روایات میں صرف یہودا کی نبوت کا ذکر ملتا ہے اور کسی بھائی کے نبی ہونے کا ذکر نہیں ہے اور یہودا کا ذکر قرآن جگہ جگہ دوسرے بھائیوں سے الگ کرتا ہے۔ ایک تو قتل سے منع کرنے والا بھی یہی یہودا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب حضرت یوسفؑ کو ان لوگوں نے کنویں میں ڈال دیا تو یہ یہودا ان کو وہاں کھانا پہنچاتے تھے پھر جب قافلہ والوں کو

وہاں سے گزرتے دیکھا تو ان کی راہنمائی فرمائی کہ فلاں کنویں کا پانی بڑا ٹھنڈا اور شیریں ہے۔ مراد وہ کنواں تھا جس میں حضرت یوسفؑ موجود تھے تاکہ اس تدبیر سے لوگ اسے وہاں سے نکال کر لے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی وجہ سے ان گیارہ بھائیوں میں بڑا جو یہودا یا شمعون تھا اس نے کہا کہ ہمیں حضرت یوسفؑ کے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اسے کسی غیر آباد اور گمنام کنویں میں ڈال دیں گے۔ ہمارا مقصد خود بخود حاصل ہو جائے گا۔ اس ایک بھائی کی اس بات کی وجہ سے تمام بھائی حضرت یوسفؑ کے قتل اور اس پر انجام کار آنے والے عذاب سے محفوظ ہو گئے۔

وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ

اور جس نے اسے مصر میں خرید کیا — اس نے اپنی عورت سے کہا کہ

اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا

اس کی عزت کر — شاید ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں — اسی طرح ہم نے

لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۡ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ

یوسف کو اس ملک میں جگہ دی — اور تاکہ ہم اسے خواب کی تعبیر سکھائیں — اور خدا اپنا کام

عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ

جیت کر رہتا ہے — لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ — اور جب — اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا

اسے حکم اور علم دیا — اور نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ○ — اور جس عورت کے گھر میں تھا — وہ اسے

عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ

پھسلانے لگی — اور دروازے بند کر لیے — اور کہنے لگی لو آؤ — اس نے کہا اللہ کی پناہ وہ تو میرا آقا ہے

اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا

جس نے مجھے عزت سے رکھا ہے — بیشک ظالم نجات نہیں پاتے ○ — اور البتہ اس عورت نے تو اس پر ارادہ کر لیا تھا اور اگر وہ

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا تو اس کا ارادہ کر لیتا — اسی طرح ہوا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو ٹال دیں — بیشک

مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ

وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا ○ — اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے — اور عورت نے اس کا کرتہ پیچھے سے پھاڑ ڈالا اور

اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ

دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے پاس پایا — کہنے لگی کہ جو تیرے گھر والوں سے برا ارادہ کرے اس کی سزا یہی ہے کہ

يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

قید کیا جائے یا سخت سزا دی جائے ○ — کہا اسی نے مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو پھسلایا تھا — اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک

ھَمّ یوسف کا سبب لازم آتا ہے اذا فات الشرط فات المشروط لہٰذا یوسف کا ارادہ ہوا ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ یوسف علیہ السلام کا ارادہ تو برہان نہ دیکھنے سے مشروط ہے۔ برہان دیکھ لیا تو ارادہ بھی نہ رہا۔

برہان سے کیا مراد ہے:

جو برہان اور حجت حضرت یوسفؑ کو نظر آئی اور جس کی برکت سے وہ باز رہے وہ حجت اور برہان کیا ہے اس میں حضرات مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ چند اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) برہان سے مراد وہ پیغمبرانہ فہم اور تدبر ہے جو نبوت سے سرفراز کرنے سے قبل ہی انبیاء کو دیا جاتا ہے اور وہ صغائر، کبائر، فواحش اور شرک کی آلودگیوں سے بچے رہتے ہیں۔

(۲) یا برہان سے مراد حضرت یوسفؑ کا یہ قول ہے انہ ربی احسن مثوای یعنی حضرت یوسفؑ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی اور سمجھا دی کہ جس مالک نے مجھ کو گھر میں عزت سے رکھا اور پالا کیا میں اس کی عزت پر حملہ کروں؟ کلا و حاشا۔ اگر یہ بے وفائی اور بے اعتنائی تو ایک عام انسان کو زیب نہیں دیتی چہ جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ اور پسندیدہ نمائندہ ایسی گھناؤنی حرکت کرے۔

(۳) یا برہان سے مراد حضرت یعقوبؑ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسفؑ کے سامنے ظاہر فرما دیا وہ سامنے کھڑے انگلی منہ میں دبائے ہوئے تھے۔ حضرت یوسفؑ کی ان پر نگاہ پڑی نتیجۃً وہ گناہ سے بچ گئے۔

(۴) برہان سے مراد کوئی خاص تحریر ہے جو حضرت یوسفؑ کو نظر آگئی تھی جس کی وجہ سے وہ گناہ سے بچ گئے۔ بہرحال سبب خواہ جو بھی بنا ہو انبیاء علیہم السلام صغائر و کبائر سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے رہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے

الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم ۝

یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السلام)

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ

اور عورتوں نے شہر میں چرچا کیا کہ عزیز کی عورت اپنے

فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ

غلام کو چاہتی ہے — بیشک اس کی محبت میں فریفتہ ہو گئی ہے — ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتے ہیں ۞ پھر جب عزیز کی

بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ

بیوی نے ان کی ملامت سنی تو انہیں بلا بھیجا اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک

سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ

چھری دی اور کہا ان کے سامنے نکل آ پھر جب انہوں نے اسے دیکھا تو حیرت میں رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے

وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ

اور کہا اللہ پاک ہے — یہ انسان تو نہیں ہے — یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے ۞ کہا یہ وہی ہے جس کے

الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ

معاملہ میں تم نے مجھے ملامت کی تھی اور البتہ تحقیق میں نے اس سے دل لینا چاہا تھا پھر اس نے بچا لیا اور اگر وہ

مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ

میرا کہنا نہ مانے گا تو ضرور قید کیا جائے گا اور ذلیل ہو کر رہے گا ۞ یوسف نے کہا اے میرے رب مجھے قید خانہ اس سے

مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ

زیادہ پسند ہے جس کی طرف مجھے بلا رہی ہیں اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور

مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

میں بھی جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا ۞ پھر اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی پھر ان کا فریب ان سے دور کر دیا کیونکہ وہی سننے والا

الْعَلِيْمُ ۝ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ۝

جاننے والا ہے ۞ ان لوگوں کو نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ اسے ایک مدت تک قید کر دیں ۞

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ

اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے

الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ

کہا دوسرے نے میں دیکھتا ہوں کہ ۔ اٹھا رہا ہوں اپنے سر پر روٹی ۔ جانور کھاتے ہیں اس میں سے ۔ بتلا ہم کو اس کی تعبیر

إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا

ہم تجھے نیکوکار سمجھتے ہیں ○ ۔ کہا جو کھانا تمہیں دیا جاتا ہے ۔ وہ ابھی آنے نہ پائے گا کہ ابھی سے

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي ۚ إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ

پہلے تمہیں اس کی تعبیر بتلا دوں گا ۔ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہیں ۔ میں نے اس قوم کا

قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي

مذہب ترک کر دیا ہے ۔ جو اللہ پر ایمان نہیں لاتی ۔ اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ○ ۔ اور میں اپنے باپ دادا

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے مذہب کا تابع ہو گیا ہوں ۔ ہمیں یہ زیبا نہیں کہ ۔ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک کریں

ذَٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝

یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے ۔ لیکن بہت لوگ ۔ شکر نہیں کرتے ○

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

اے قید خانہ کے رفیقو ۔ کیا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں ۔ یا اکیلا اللہ جو زبردست ہے ○

مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ

تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو ۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر لیے ہیں ۔ اللہ نے ان کے متعلق

اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَٰلِكَ

کوئی سند نہیں اتاری ۔ حکومت صرف اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہے اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی

الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا

سیدھا راستہ ہے ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ ۔ اے قید خانہ کے رفیقو تم دونوں میں سے

أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا ۖ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ

ایک جو ہے ۔ وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا ۔ اور جو دوسرا ہے وہ سولی دیا جائے گا ۔ پھر اس کے سر میں سے پرندے

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۚ اِنَّ

اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شک نفس تو برائی سکھاتا ہے مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے بے شک

رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا

میرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○ اور بادشاہ نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ تاکہ اسے خاص اپنے پاس رکھوں پھر جب

كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ

اس سے بات چیت کی کہا بے شک تو آج سے ہمارے ہاں معزز اور معتبر ہے ○ کہا مجھے ملک کے خزانوں پر

الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ

مقرر کر دے بے شک میں خوب حفاظت کرنے والا جاننے والا ہوں ○ اور اسی طرح ہم نے یوسف کو ملک میں بااختیار بنا دیا کہ

مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ۚ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ

اس میں جہاں چاہے رہے ہم جس پر چاہیں اپنی رحمت متوجہ کر دیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر ہے جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے ○

افاداتِ محمود:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ الخ

یہاں بظاہر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر سے وزیر خزانہ بنانے کو کہا، حالانکہ ان بڑے مناصب سے بچنے، بھاگنے کی زیادہ فضیلت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے من طلب القضاء فکانما ذبح بغیر سکین یعنی جو منصب قضاء کو خود طلب کر لیتا ہے گویا وہ بغیر چھری کے ذبح ہو جاتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی منصب کو خود طلب کر لیتا ہے تو وہ اس منصب کے حوالہ کیا جاتا ہے اور جس کو بغیر طلب کے کوئی منصب سونپ دیا جاتا ہے تو نصرت اور اعانت خداوندی شامل حال ہوتی ہے۔ (الترغیب)

جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ اصل میں طلب اور عدم طلب کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ اس منصب کیلئے طالب کے علاوہ کوئی اور اہل موجود ہے یا نہیں؟ اگر کوئی اور اہل موجود ہو اور اس منصب کے ضیاع کا اندیشہ نہ ہو تب تو طلب مذموم ہے اور اگر کوئی اور اہل موجود نہ ہو تو اس صورت میں اس منصب کو طلب کر کے اس کی حفاظت واجب ہے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ اس منصب کیلئے کوئی اور اہل موجود نہ تھا اور ملک کو قحط سالی سے بچانے کا خطرہ تھا جو تدبیر حضرت یوسفؑ کے علاوہ نے قحط سالی کو کنٹرول کرنے کیلئے فرمائی، لہٰذا اس صورت میں حضرت یوسفؑ کیلئے اس منصب کو طلب کرنا واجب تھا ورنہ لوگ قحط سالی میں بھوکے ہلاک ہو جاتے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ وَلَمَّا

اور یوسف کے بھائی آئے پھر اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ اسے نہ پہچان سکے ۝ اور جب

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ

انہیں ان کا سامان تیار کر دیا کہا میرے پاس وہ بھائی بھی لے آنا جو تمہارے باپ کی طرف سے ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں

اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ

ناپ پورا دیتا ہوں اور بڑا مہمان نواز ہوں ۝ پھر اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو نہ تمہیں میرے پاس سے

لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۝

غلہ ملے گا اور نہ تم میرے پاس آنا ۝ انہوں نے کہا ہم اس کے باپ سے خواہش کریں گے اور ہم یہ کر کے ہی رہیں گے ۝

وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا

اور اپنے خدمت گاروں سے کہہ دیا ان کی پونجی ان کے اسباب میں رکھ دو تاکہ وہ اسے پہچانیں جب وہ لوٹ کر

اِلٰۤى اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰۤاَبَانَا مُنِعَ

اپنے گھر جائیں شاید وہ پھر آ جائیں ۝ پھر جب اپنے باپ کے پاس پہنچے کہا اے باپ! روکا گیا

مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ

ہم سے غلہ پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے کہ ہم غلہ لائیں اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ۝ کہا کیا تمہارا اس پر

عَلَيْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّهُوَ اَرْحَمُ

کیا اعتبار کروں مگر ویسا ہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا سو اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے

الرّٰحِمِيْنَ ۝ وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۚ قَالُوْا

مہربان ہے ۝ اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو انہوں نے اپنی پونجی پائی جو انہیں واپس کر دی گئی تھی کہا

يٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۚ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا

اے ہمارے باپ! ہمیں اور کیا چاہئے یہ ہماری پونجی بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے اور اپنے گھر والوں کے لئے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی

وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۚ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى

حفاظت کریں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے یہ بوجھ تھوڑا سا ہے ۝ کہا اسے تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا

تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ

یہاں تک کہ مجھے اللہ کا عہد دو کہ البتہ اسے میرے پاس ضرور پہنچا دو گے مگر یہ کہ تم سب گھر جاؤ پھر جب سب نے عہد دیا

قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ

کہا ہماری باتوں کا اللہ ضامن ہے ○ اور کہا اے میرے بیٹو! ایک دروازے سے داخل نہ ہونا

وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ

اور مختلف دروازوں سے داخل ہونا اور میں نہیں اللہ کی بات سے بچا سکتا

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا

اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے ○ اور جب وہ اسی طرح

مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً

داخل ہوئے جس طرح ان کے باپ نے حکم دیا تھا وہ اللہ کی بات سے کچھ نہ بچا سکتا تھا

فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی اور وہ بے شک صاحب علم تھا کیونکہ ہم نے اسے سکھلایا تھا لیکن اکثر آدمی

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ إِنِّي أَنَا أَخُوكَ

نہیں جانتے ○ اور جب وہ یوسف کے پاس گئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی کہا بے شک میں تیرا بھائی ہوں

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ

تو غمگین نہ ہو اس پر جو وہ کرتے ہیں ○ پھر جب یوسف نے ان کا سامان تیار کروا دیا تو اپنے

فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَأَقْبَلُوا

بھائی کے اسباب میں کٹورا رکھ دیا پھر پکارنے والے نے پکارا اے قافلہ والو بے شک تم البتہ چور ہو ○ انہوں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر

عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ ۝ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَن جَاءَ بِهِ حِمْلُ

کہنے لگے تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے ○ انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا کٹورا نہیں پاتے اور جو اسے لائے گا ایک اونٹ بھر کا غلہ

بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ

پائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں ○ انہوں نے کہا اللہ کی قسم تمہیں معلوم ہے ہم اس ملک میں شرارت کرنے کے لئے نہیں آئے

وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا

اور ہمارے گھر والوں کو تنگی کی وجہ سے بڑی تکلیف ہے اور ہم کچھ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دے دیجئے اور خیرات دے دیجئے

إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ۝ قَالَ هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ

بے شک اللہ خیرات دینے والوں کو ثواب دیتا ہے ۝ کہا تمہیں یاد ہے جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے

وَأَخِيهِ إِذْ أَنتُمْ جَاهِلُونَ ۝ قَالُوا أَإِنَّكَ لَأَنتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ

بھائی کے ساتھ کیا تھا جب تمہیں سمجھ نہ تھی ۝ کہا کیا تو ہی یوسف ہے کہا میں ہی یوسف ہوں

وَهَٰذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ

اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر احسان کیا بے شک جو ڈرتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکوں کا

أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ آثَرَكَ اللَّهُ عَلَيْنَا وَإِن كُنَّا لَخَاطِئِينَ ۝

بدلہ ضائع نہیں کرتا ۝ انہوں نے کہا اللہ کی قسم البتہ تحقیق اللہ نے تمہیں ہم پر بزرگی دی اور بے شک ہم غلطی پر تھے ۝

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

کہا آج تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تمہیں بخشے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے ۝

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي

یہ کرتا میرا لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائے گا اور میرے پاس

بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ

اپنے سب گھر والوں کو لے آؤ ۝ اور جب قافلہ روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی بو

يُوسُفَ لَوْلَا أَن تُفَنِّدُونِ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ ۝

پاتا ہوں اگر مجھے بڑھاپے میں بہکا ہوا نہ کہو ۝ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم بے شک تو اپنی پرانی گمراہی میں مبتلا ہے ۝

فَلَمَّا أَن جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُل

پھر جب خوشخبری والا آیا اس نے وہ کرتا اس کے منہ پر ڈال دیا تو وہ بینا ہو گیا کہا کیا میں نے تمہیں

لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا

نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ۝ انہوں نے کہا اے ہمارے باپ! ہمارے گناہ بخشوا دیجئے

وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾

اور آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ گزرتے ہیں اور ان سے منہ پھیر لیتے ہیں

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوا أَن تَأْتِيَهُمْ

اور ان میں سے اکثر ایسے بھی ہیں جو اللہ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں ○ کیا اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ

غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٠٧﴾

انہیں اللہ کے عذاب کی آفت آ پہنچے یا اچانک قیامت ان پر آ جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو ○

قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ ۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ

کہہ دو میرا اور میرے تابعداروں کا بصیرت کے ساتھ یہ راستہ ہے کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلا رہا ہوں

وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا

اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ○ اور تجھ سے پہلے ہم نے جتنے پیغمبر بھیجے وہ سب

نُّوحِي إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ ۗ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ

بستیوں کے رہنے والے مرد ہی تھے ہم ان کی طرف وحی بھیجتے تھے پھر کیا انہوں نے زمین میں سیر کر کے نہیں دیکھا کہ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا ۗ

ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو ان سے پہلے تھے اور البتہ آخرت کا گھر پرہیزگاری کرنے والوں کے لئے بہتر ہے

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ

کیا پھر تم نہیں سمجھتے ○ یہاں تک کہ جب رسول نا امید ہونے لگے اور خیال کیا کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا تب انہیں ہماری

نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾

مدد پہنچی پھر جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے کوئی بھی روک نہیں سکتا ○

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ

البتہ ان لوگوں کے حالات میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے کوئی بنائی ہوئی بات نہیں ہے

وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

بلکہ ان کلاموں کے موافق ہے جو اس سے پہلے ہے اور ہر چیز کا بیان اور ہدایت اور رحمت

لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۱۱﴾

ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

افاداتِ محمود:

حَتّٰی اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا الخ

اس آیت کے پہلے جملہ میں یاس کا ذکر ہے اور دوسرے میں ظن کذب یا تکذیب ہے۔ وعدۂ خداوندی سے مایوس ہونا اور یہ گمان کرنا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا۔ یہ دونوں بظاہر حضرات انبیاء کی شایانِ شان نہیں ہیں۔ اس لیے حضرات مفسرین نے آیت کی مختلف توجیہات فرمائی ہیں۔ ایک مطلب تو آیت کا یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو جاتے تھے کہ حضرات انبیاء پر مایوسی کی کیفیت ہو جاتی تھی کہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور کفار یہ گمان کرتے تھے کہ انبیاء کے مخالفین کی ناکامی و نامرادی اور ہلاکت کے متعلق جو وعدے انبیاء سے کیے گئے تھے، وہ جھوٹے تھے۔ (العیاذ باللہ) اس صورت میں قراءت بالتشدید ہے "كُذِّبُوْا" حضرت عائشہؓ اس کو تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں۔ یہ تشریح بے غبار ہے۔ اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ظَنُّوْا کا فاعل کفار ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ حضرات انبیاء پر مایوسی کی کیفیت تھی کہ جلدی عذاب کے آثار نمودار نہ ہوئے اور کفار کو ڈھیل ملتی رہی تو حضرات انبیاء یہ گمان کرنے لگے کہ ہم نے جو وقت عذاب کا سمجھا تھا اور ہماری منشا کے مطابق وہ بات پوری نہیں ہوئی یعنی کفار کے مظالم اور چیرہ دستیوں سے تنگ آ کر ان کی ظاہری کیفیت مایوسی کی سی ہوگئی تھی۔ جیسا کہ حضرت لوطؑ سے فرمایا گیا کہ "الیس الصبح بقریب" یعنی حضرت لوط علیہ السلام ان کے کرتوتوں سے اتنے تنگ آ گئے تھے کہ صبح کو دور سمجھنے لگے تھے۔ اس صورت میں "كُذِبُوْا" تخفیف کے ساتھ ہے اور مشہور قراءۃ بھی یہی ہے اور ظاہری الفاظ اس طور پر اس وجہ سے مانے گئے کہ کبھی "الزام المخاطب بما لم یلزمہ" والے قاعدے پر عمل مطلوب ہوتا ہے یعنی ظاہری الفاظ واقعہ سے زیادہ سخت لائے جاتے ہیں تاکہ مخاطب کو احساس ہو۔ جیسے کسی شخص کو معلوم ہوا کہ دشمن حملہ آور ہو رہا ہے۔ اس پر خوف طاری ہوا تو کسی نے اس سے کہا کہ ارے بزدل کیا تو دشمن کے خوف سے مر رہا ہو؟ حالانکہ وہ صحیح سالم ہے۔ ان الفاظ سے الزام دینا مقصود ہے کہ تمہاری کیفیت ایسی نہیں ہونی چاہیے۔ اسی طرح حضرات انبیاء کی حالت تشویشناک صورت اختیار کر گئی اور ان کی حالت ایسی ہوگئی گویا ان سے جو وعدہ ہوا تھا وہ پورا نہیں ہوتا نظر آیا۔ اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔

امکانِ کذب لذاتِ باری تعالیٰ اور وقوعِ کذب میں زمین آسمان کا فرق ہے:

[illegible] یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ کی طرف امکانِ کذب کی نسبت کرنا اور اسے قادر علی الکذب سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟ سو اچھی طرح سمجھ لو کہ "کذب" جو جہالت اور خیانت کی علامت ہے بہت بڑا عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کذب

کے شائبہ سے بھی کوسوں دور پاک اور مقدس ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذالک علوا کبیرا۔ اصل میں ہم اہل
سنت والجماعت عموم قدرت کے قائل ہیں۔ اس مسئلہ کو لوگوں نے تحقیق کیے بغیر خوامخواہ اچھالا جس سے انصاف کا
دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ان اللہ علی کل شئ قدیر" یعنی جو چیزیں ممکن بالذات
ہیں اللہ تعالیٰ ان سب پر قادر ہیں۔ جیسے کفار کے متعلق ہے کہ وہ "اصحاب الجحیم" ہیں یعنی جہنم میں جائیں
گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل نہیں ہے کہ اگر وہ چاہے تو تمام اہل جہنم کو جہنم سے نکال کر
جنت میں بھیج دے؟ یا اہل جہنم کو جہنم میں ڈالنے کے بعد اس کی قدرت سلب ہوگئی؟ (العیاذ باللہ) ہم اسی عموم
قدرت کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ اہل جہنم کو نکال کر جنت میں داخل فرمادے لیکن ایسا
کریں گے نہیں کیونکہ وقوع میں کذب لازم آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام میں اور یہ مستحیل و ممتنع بالغیر ہے۔ یہی مطلب
ہے امکان کذب لذات باری تعالیٰ کا۔

قانون یہ ہے کہ جس ممکن کے وقوع سے محال لازم آتا ہو وہ محال بالغیر بن جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ تمام
جن وانس کو اگر اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال دیں تو وہ اس پر قادر ہے اور اگر تمام جن وانس کو جنت میں داخل فرمادے تو وہ
اس پر بھی قادر ہے۔ اگر یہ امکان کذب نہیں ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ قرآن کریم میں بہت سی خبریں
ہیں اور ساری سچی ہیں۔ مثلاً حضرت یعقوبؑ کے متعلق ہے "انی لاجد ریح یوسف الخ" یہ خبر صادق ہے اور
اگر اس کو لائے نافیہ کے ساتھ "انی لا اجد ریح یوسف" پڑھا جائے تو یہ خبر کاذب ہے۔ اب ہمارا سوال یہ
ہے کہ "ھل یقدر سبحانہ وتعالیٰ ان یتکلم بھذا الکلام ام لا؟" کیا اللہ تعالیٰ "لا اجد ریح یوسف"
پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ پڑھ تو سکتے ہیں یہ ممکن بالذات ہے لیکن ممتنع بالغیر ہے، کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کا کاذب
ہونا لازم آتا ہے۔ حالانکہ جملہ منفیہ اور قضیہ سالبہ کے ساتھ تکلم پر باری تعالیٰ قادر بالنفس ہے لیکن امتناع بالغیر
ہے۔ ہمارا کلام "الکلام من حیث ھو ھو" میں ہے جس میں امکان بالذات اور امتناع بالغیر ہے۔ خلاصہ یہ
ہے کہ قدرت علی الممکن اور چیز ہے اور وقوع ممکن اور چیز ہے۔ قدرت علی الممکن ممکن بالذات ہے اور جس ممکن کے
وقوع سے استحالہ لازم آتا ہو تو وہ ممکن ممتنع بالغیر ہے۔ جتنے بھی مختلف ہیں کا فرقہ تھا۔ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے۔
"ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون" بعض مخصوص کفار کے متعلق یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں
گے۔ جیسے ابوجہل ابولہب وغیرہ۔ اب اگر یہ لوگ ایمان لے آئے تو کذب فی کلام اللہ والعیاذ باللہ لازم آتا اور یہ
محال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مذکورہ کفار کا ایمان ممکن بالذات ہے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ ممکن بالذات نہیں ہے تو
پھر ابوجہل اور ابولہب وغیرہ کا مکلف ہونا باطل ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ جو چیز ممکن بالذات نہ ہو تو بھلا باری تعالیٰ جس کا ہر
حکم سراپا حکمت ہے، کب ایسی بات کا حکم دے سکتا ہے جو ممکن نہ ہو اور اگر کہا جائے کہ ممکن بالذات اور ممتنع
بالغیر ہے تو یہی مطلوب ہے یہی تعریف ہے امکان کذب لذات باری تعالیٰ کی یعنی باوجود اس خبر کے کہ ابوجہل

وغیرہ ایمان نہ لائیں گے ان کا ایمان ممکن بالذات تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل تھی کہ ان کو ایمان دے
تو اس تاہم لیکن کذب فی کلام اللہ لازم ہونے کی وجہ سے جو کہ محال ہے ان کو ایمان دے نہیں تو اس لیے ان کا ایمان
ممتنع بالغیر ٹھیرا۔ بعض لوگوں نے امکان کذب لذات باری تعالیٰ کو سوءِ ادب پر محمول کیا جس کی وجہ سے خود انکاری
ہو گئے لیکن ان لوگوں نے یہ غور نہیں فرمایا کہ اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ قادر علی الکذب نہیں ہے تو اس سے سلب
قدرت باری تعالیٰ لازم آتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ عجز ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ معتزلہ نے باری تعالیٰ کے متعلق
یہ عقیدہ رکھا کہ وہ خالق شر نہیں ہے وہ اس کو سوءِ ادب کے منافی خیال کرتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر
ماننے والوں کو بے ادب خیال کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خالق شر نہ تسلیم کر کے اور ہر شر کے مرتکب کو
خالق شر تسلیم کر کے ہزاروں لاکھوں خدا تسلیم کر لیے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شرک کی اندھی تاریک وادی میں دور جا گرے۔
ماحصل ان تمام مسائل کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ممکنات پر عمومی قدرت حاصل ہے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو کہ اللہ تعالیٰ
کی قدرت تامہ کاملہ سے باہر ہو ورنہ عجز لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہے۔ یہی اس کی عظمت کا
تقاضا ہے۔

سورۂ یوسف سے مستنبط شدہ چیدہ چیدہ مسائل

(۱) گناہ زنا میں عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ اگر میلان مرد کی طرف سے ہو اور عورت کو تقاضا نہ ہو تو برائی رہ جاتی
ہے۔ سوائے جبر اور شدید اضطراری صورت کے عام حالات میں مرد گناہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور اگر میلان
عورت کی طرف سے ہو تو پھر بہت کم لوگ ثابت قدم رہیں گے۔ اور اکثر لوگ گناہ کا شکار ہو ہی جاتے ہیں۔ مگر کمال
تقویٰ اور شان نبوت ہے کہ میلان عورت کی طرف سے ہے اور عورت بھی کوئی عام عورت نہیں بلکہ عزیز مصر کی بیوی
ہے۔ مالکہ ہے اور جس سے گناہ کا تقاضا کر رہی ہے وہ غلام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان حالات میں بھی حضرت
یوسفؑ کی حفاظت فرمائی اور من جانب اللہ کوئی ایسا اشارہ ہوا کہ وہ گناہ سے بچ گئے اور اگر یہ تعرض خداوندی شامل
حال نہ ہوتی تو بتقاضائے بشریت حضرت یوسفؑ گناہ کی طرف مائل ہو سکتے تھے۔ اسی وجہ سے سورۂ نور میں
''الزانیۃ والزانی الخ'' میں عورت کو مقدم کیا گیا کہ اس کی فطری حیاء کے ہوتے ہوئے عورت کا گناہ کی
طرف مائل ہونا اور آمادہ ہونا مرد کے مقابلے میں عورت میں زیادہ باعث ننگ و عار ہے۔
(۲) حضرت یوسفؑ کو والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا حالانکہ سجدہ غیر اللہ کفر ہے۔ اس کا ایک جواب تو یہ
ہے کہ سجدہ تحقیقی اسلام میں حرام ہے لیکن اس زمانہ میں حرام نہ تھا یا اس سے مراد حقیقی سجدہ نہیں ہے بلکہ تعظیمی سجدہ
ہے جو کہ گزشتہ مذاہب میں جائز تھا اب وہ بھی جائز نہیں ہے۔
(۳) عزیز مصر کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ حضرت یوسفؑ بے قصور ہیں کیونکہ عزیز مصر کی بیوی کے رشتہ داروں
میں سے کسی بچے نے شہادت دی تھی کہ اگر کرتا آگے سے پھٹا گیا ہے تو یوسف قصوروار ہیں اور اگر کرتا پیچھے سے

پھٹ گئی ہے تو عورت قصوروار ہے۔ چنانچہ عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت بدنامی سے بچنے کے لیے حضرت یوسفؑ پر فرد جرم عائد کیا گیا۔ (۳) عزیز مصر کی بیوی کو جب عورتوں نے طعنہ دیا تو اس نے عورتوں کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور چھریاں اور پھل ان کو دے دیے اور یوسفؑ سے کہا کہ باہر آئیے۔ جب آپ خواتین کے مجمع کے پاس سے گزرے تو عورتوں نے جب آپ کا پاکیزہ اور حسین چہرہ دیکھا تو بجائے پھل کاٹنے کے اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ جب زلیخا نے اُن سے کہا کہ جس بات کے طعنے تم مجھے دیتی تھیں اب دیکھ لیا کہ میں اس کے حسن کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس پر فریفتہ ہوگئی تھی لیکن چونکہ اس نے میری بات نہیں مانی لہٰذا اب جیل میں ڈلواؤں گی تاکہ بدنامی بھی اس کی ہو اور میری نافرمانی کی سزا بھی مل جائے۔

اللہ کے پیغمبر نے جیل ہی میں عافیت سمجھی اور اس کو پسند فرمایا کہ جیل جانا منظور ہے تاکہ گناہ و بدکاری کے گناہ سے دور ہو جاؤں۔

(۴) حضرت یوسفؑ کو جب جیل میں ڈال دیا گیا اور جیل میں آپ کی ملاقات دیگر دو قیدیوں سے ہوئی۔ ان دونوں نے حضرت یوسفؑ کی حسن سیرت و صورت دیکھ کر اپنا اپنا خواب ان سے بیان کیا۔ آپ نے تعبیر دینے سے قبل ان کے عقیدہ کو درست کرنے کے لیے ان کو کچھ ہدایات دیں اور پھر تعبیر دے دی۔ ان دونوں میں سے جو زندہ بچ نکلنے والا تھا اس سے یہ بھی فرمایا کہ بادشاہ کے دربار میں میرا ذکر کر دینا کہ ایک شخص بے گناہ جیل میں پڑا ہوا ہے لیکن اس شخص کے رہا ہونے اور دربار شاہی پہنچنے کے بعد شیطان نے اس سے یہ بات بھلا دی اور حضرت یوسفؑ مزید کچھ عرصہ جیل میں رہے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ خود بادشاہ کو ایک عجیب خواب پیش آیا اور تعبیر کا معبر کی ضرورت پڑی۔ تب رہائی پانے والے شخص کو حضرت یوسفؑ یاد آگئے اور بادشاہ کو تعبیر دینے کے بعد جیل سے رہا ہوگئے۔ گویا اس میں حضرت یوسفؑ کے لیے ایک تعلیم تھی کہ آپ کو بادشاہ مصر کے دربار میں پیغام بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کے لیے عزیمت یہی تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اسی سے لو لگائے رکھتے تو زیادہ بہتر تھا۔ بادشاہ کے پاس پیغام رہائی بھجوا کر آپ کو مزید مدت سات سال جیل میں رہنا پڑا۔

(۵) جب بادشاہ مصر نے قحط سے پیدا ہونے والے خطرات پر قابو پانے کے لیے اہل ترین شخص کی تلاش کی تو حضرت یوسفؑ نے خود کو پیش فرمایا کہ مجھے وزیر خزانہ اور وزیر خوراک میری ڈیوٹی لگائی جائے۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ حقیقت میں وہی اس کے اہل تھے اور جو صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت فرمائی تھیں وہ کسی اور میں نہ تھیں اور مسئلہ بھی یہی ہے کہ اگر ملک میں کسی منصب کے لیے اور کوئی اہل نہ ہو تو خود کو پیش کرنا واجب ہے۔ تاکہ کسی نا اہل کے منصب اور اس سے متعلق لوگوں کی حق تلفی نہ ہو۔ رہی یہ بات کہ امام اعظم ابو حنیفہ نے قاضی القضاۃ کا عہدہ کیوں قبول نہ فرمایا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ امام اعظم اور بھی بہت سے لوگوں کو اس عہدہ کا اہل سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان کا انکار درست تھا۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ امام اعظم کے پاس کوئی

ایسا فیصلہ دیا جس میں مدعی علیہ کے لیے قسم تھی اور مدعی علیہ کو قسم سے بچانے کے لیے امام صاحب نے اپنی جیب سے رقم خرچ فرمائی۔ پھر منصور کو یہ عذر پیش فرمایا کہ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں لوگوں کے درمیان صلح کراتا پھروں لیکن پھر منصور نے اُسے جیل میں ڈال دیا۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ

سورۂ رعد مکی ہے اور اس میں تینتالیس آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ۭ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور جو کچھ تجھ پر تیرے رب سے اترا سو حق ہے اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ○ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر بلند کیا جنہیں تم دیکھتے ہو

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ

پھر عرش پر قائم ہوا اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہر ایک اپنے وقت معین پر

مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

چلتا ہے وہ ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے نشانیاں کھول کر بتاتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو ○

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

اور اسی نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور زمین میں ہر ایک پھل

جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

دو قسم کا بنایا دن کو رات سے چھپا دیتا ہے بے شک اس میں سوچنے والوں کے لئے

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ

نشانیاں ہیں ○ اور زمین میں کئی ٹکڑے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ ہیں اور کھیتیں

وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا

اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ ملی ہوئی بعض بن ملی انہیں پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر

عَلٰي بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ

پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ○ اور اگر تو

تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

عجب بات چاہے تو ان کا یہ کہنا عجب ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے یہی وہ ہیں جو

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

اپنے رب سے منکر ہو گئے اور انہی کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی دوزخی ہیں وہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ

اس میں ہمیشہ رہیں گے ○ اور تجھ سے بھلائی سے پہلے برائی کو جلد مانگتے ہیں اور ان سے پہلے بہت سے عذاب

الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰي ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ

گزر چکے ہیں اور بے شک تیرا رب لوگوں کو باوجود ان کے ظلم کے معاف بھی کرتا ہے اور تیرے رب کا عذاب بھی

الْعِقَابِ ○ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ

سخت ہے ○ اور کافر کہتے ہیں اس کے رب سے اس پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتری تو تو صرف

اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ

ڈر سنانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت کرنے والا آیا ہے ○ اللہ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہر مادہ پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور

الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جو کچھ پیٹ میں گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے ○ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ○ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ

سب سے بڑا بلند مرتبہ ہے ○ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے یا پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں

مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ○ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ

چھپ جائے یا دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں ○ ہر شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور

خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا

پیچھے اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی

مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

حالت کو نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی

مِنْ وَّالٍ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

مددگار نہیں ہو سکتا ○ وہی ہے جو تمہیں خوف یا امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے ○

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اور رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بجلیاں بھیجتا ہے

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝

پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور یہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے ○

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۗ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

اسی کو پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر جیسا

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے کہ اس کے منہ تک آ پہنچے حالانکہ وہ اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور کافروں کی

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے ○ اور خدا ہی کو تمام آسمان والے اور زمین والے سجدہ کرتے ہیں

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ قُلِ

اور ان کے سائے بھی صبح اور شام ○ کہو آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے کہہ دو

اللّٰهُ ۚ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۚ

اللہ کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ایسے حمایتی بنا رکھے ہیں جو اپنے نفس کے لئے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ

کہو کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں کیا

جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ

جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے انہوں نے بھی اللہ کی طرح کچھ مخلوق بنائی ہے کہ مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ہے کہہ دو

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ

کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے ○ اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ

آخرت کا گھر ہے ۞ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادا

وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ

اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہیں اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے ۞ کہیں گے تم پر

عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ

سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے ۞ اور جو لوگ اللہ کا عہد

اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جس چیز کو جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اس کو توڑتے ہیں اور ملک میں فساد

فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

کرتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے ۞ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ

روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے اور وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں

اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ

مگر تھوڑا سا سامان ہے ۞ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری کہہ دو

اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف کا راستہ دکھاتا ہے ۞ وہ لوگ جو ایمان لائے

وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿٢٨﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کے دل اللہ کی یاد سے تسکین پاتے ہیں سن رکھو اللہ کی یاد سے دل تسکین پاتے ہیں ۞ جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿٢٩﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِىْٓ اُمَّةٍ قَدْ

اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری اور عمدہ ٹھکانا ہے ۞ اسی طرح ہم نے تجھے ایک امت میں بھیجا ہے کہ

خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

اس سے پہلے امتیں گزر چکی ہیں تاکہ تو انہیں سنا دے جو ہم نے تیری طرف حکم بھیجا ہے اور وہ رحمٰن کے

بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ وَلَوْ

منکر ہیں — کہہ وہی میرا رب ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے ۔ اور

اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ

اور اگر کوئی ایسا قرآن نازل ہوتا کہ جس سے پہاڑ چلائے جاتے یا اس سے زمین کے ٹکڑے ہو جاتے یا اس سے مردے بول اٹھتے (تب بھی یہ ایمان نہ لاتے)

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْــــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى

بلکہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں — پھر کیا ایمان والے اس بات سے — ناامید ہو گئے ہیں کہ — اگر اللہ چاہتا تو سب

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ

آدمیوں کو ہدایت کر دیتا — اور کافروں پر تو ہمیشہ — ان کی بد اعمالی سے کوئی نہ کوئی مصیبت — آتی رہے گی — یا وہ بلا

قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

ان کے گھر کے قریب نازل ہو گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو — بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۟

اور تجھ سے پہلے — کئی رسولوں سے — ہنسی کی گئی ہے — پھر میں نے کافروں کو مہلت دی — پھر انہیں پکڑ لیا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ اَفَمَنْ هُوَ قَاۗىِٕمٌ عَلٰي كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا

پھر میرا عذاب کیسا تھا — بھلا جو ہر شخص کے سر — پر کھڑا ہے — جو اس نے کیا ہے — اور انہوں نے اللہ کے لئے

لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّــــُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

شریک بنا رکھے ہیں — کہہ دو ان کے نام بتاؤ — کیا اللہ کو وہ بتاتے ہو — جسے وہ زمین میں نہیں جانتا — یا اوپری ہی باتیں

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ

کرتے ہو — بلکہ کافروں کے فریب انہیں بھلے معلوم کرائے گئے ہیں — اور وہ راستے سے روکے گئے ہیں — اور جسے

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ

اللہ گمراہ کرے پھر اسے کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں ہے ۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور البتہ آخرت کا عذاب تو

الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ

بہت ہی سخت ہے — اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا ۔ اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے

سورة ابراهيم مكية

سورۂ ابراہیم مکی ہے اور اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

یہ ایک کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف

اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ

غالب تعریف کیے ہوئے راستہ کی طرف لے آئے ۝ یعنی اللہ جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝۲ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اور کافروں پر افسوس کہ ان کو سخت عذاب ہونا ہے ۝ جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ

پسند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں

بَعِيْدٍ ۝۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ

پڑے ہوئے ہیں ۝ اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ انہیں سمجھا سکے پھر اللہ

اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے ۝ اور البتہ تحقیق ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لا اور انہیں اللہ کے دن

اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا

یاد دلا بے شک اس میں ہر ایک صبر شکر کرنے والے کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ۝ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کا

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تمہیں فرعون کی قوم سے چھڑایا وہ تمہیں برا عذاب پہنچاتے تھے

نہ دینے کا وعدہ فرماتے رہے اور کفرانِ نعمت کی صورت میں مطلق عذاب کی پیشین گوئی فرمائی لیکن عذاب میں زیادتی کا ذکر نہیں ہے۔ ضعیف انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کا ضابطہ یہ ہے کہ من عمل سیئة فلا یجزی الا مثلها یعنی گناہ اور سیئہ کا بدلہ اتنا ہی دے گا اس میں زیادتی نہیں ہوگی۔ شانِ رحیمی تو یہ ہے کہ فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات الخ یعنی بندوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ حسنات اور نیکیوں سے بدل دیں گے۔ (فسبحانہ ما اعظم شانہ) قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ الخ شمائل ترمذی میں ہے کان بشرا من البشر کان یخیط الثوب الخ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اپنے کپڑے سیتے تھے وغیرہ وغیرہ لہٰذا بشریت اور رسالت میں کوئی تضاد یا منافات نہیں ہے۔ ماء صدید سے مراد جہنمیوں کے جسموں کا خون اور پیپ وغیرہ ہے۔ یتجرعہ الخ اول تو پیپ اور خون کا گھونٹ حلق سے اترے گا نہیں اور جب بڑی کراہت کے ساتھ حلق سے اتر جائے گا تو تمام انتڑیاں باہر آ جائیں گی۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ

وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ

اور پلایا جائے گا ان کو پانی کھولتا ہوا سو وہ ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ (سورۂ محمد ۱۵)

وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمهل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا (سورۂ کہف ۲۹)

اور اگر وہ (اہلِ جہنم) فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے تانبا بہت بری پینے کی چیز ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے۔

ومن ورائہ عذاب غلیظ الخ میں تجدید عذاب کا ذکر ہے اور یہاں عذابِ غلیظ فرمایا کہ سخت عذاب ہوگا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ

اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا ہم تمہیں اپنے ملک سے

مِّنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۖ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾

نکال دیں گے یا ہمارے دین میں پھر لوٹ آؤ تب انہیں ان کے رب نے حکم بھیجا کہ ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے

وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِن بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ﴿١٤﴾

اور ان کے بعد تمہیں زمین میں آباد کریں گے یہ اس کے لیے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور میری وعید سے ڈرا

وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِّن وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِن مَّاءٍ

اور انہوں نے فیصلہ چاہا اور ہر ایک سرکش ضدی نامراد ہوا اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا

صَدِيدٍ ﴿١٦﴾ يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ

جسے گھونٹ گھونٹ پئے گا اور اسے گلے سے اتار نہ سکے گا اور اس پر ہر طرف سے موت آئے گی اور وہ

بِمَيِّتٍ ۖ وَمِن وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾ مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ

نہیں مرے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا ○ ان کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے اعمال

كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ

ایسے ہیں جیسے راکھ کہ آندھی کے دن اس پر تیز ہوا چلی جو کچھ انہوں نے کمایا تھا اس میں سے کچھ بھی ان کے ہاتھ میں

شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

نہ آئے گا یہی بڑی دور کی گمراہی ہے ○ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو

بِالْحَقِّ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾

ٹھیک طور پر بنایا اگر وہ چاہے تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ○ اور یہ اللہ پر کچھ مشکل نہیں ہے ○

وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا

اور سب اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے تب کمزور متکبروں سے کہیں گے ہم تو تمہارے تابع تھے

فَهَلْ أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ

سو کیا تم اللہ کے عذاب سے ہم سے کچھ بچاؤ گے وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ ہدایت کرتا

لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱

تو ہم تمہیں ہدایت کرتے اب ہمارے لئے برابر ہے کہ ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

افاداتِ محمود:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ الخ مقصد یہ ہے کہ ایمان جو کہ اصل اور جڑ کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے بغیر اعمال صالحہ مثل صدقہ، صلہ رحمی، عتق غلام، خدمت وغیرہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ جس کا خاتمہ کفر پر ہوگیا اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے۔ اب اس آیت کی ترکیب نحوی اس میں چند احتمالات ہیں۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہ مبتدا موخر ہے اور خبر مقدم "فیما یتلی علیکم" محذوف ہے اور اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ الخ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یہ سارا مل کر مبدل منہ اَعْمَالُهُمْ بدل، بدل اور مبدل منہ مل کر مبتدا اور "كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ الخ" اس کی خبر۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ مبتدا اور اَعْمَالُهُمْ سے آخر تک خبر۔

سَوَاۗءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا الخ حدیث میں ہے جہنم والے جب پکار رہے ہوں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ صبر کرو اس دوران پانچ سو سال گزر جائیں گے۔ پھر یہ کہیں گے صبر تو ختم ہوگیا تو رونا چلانا شروع کر دیں گے اس دوران پھر پانچ سو سال گزر جائیں گے۔ پھر ان سے صبر کے لیے کہا جائے گا اسی طرح یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا تو اس وقت جہنمی کہیں گے کہ ہم صبر کریں یا جزع فزع کریں لیکن چھوٹ نہیں سکتے۔

حضرت عمرؓ سے کہا کہ ابا جان اللہ کی قسم میرے دل میں یہ بات آ گئی تھی کہ یہ کھجور کا درخت ہے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ بولے کیوں نہیں؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا آپ بڑے لوگ چونکہ خاموش ہو گئے میں نے بات کرنا خلاف ادب سمجھا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اگر تو یہ بات کہہ دیتا تو مجھ کو سرخ اونٹوں سے یہ بات زیادہ پسند تھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت کی مسلمان کے ساتھ بڑی مشابہت ہے۔ کیونکہ المومن خیر کلہ والنخلة خیر کلها۔ یعنی مومن میں بھی خیر ہی خیر ہے اور کھجور کے درخت میں بھی خیر ہی خیر ہے۔ اس کا کوئی حصہ بیکار نہیں ہے۔ اس کی لکڑی بھی کارآمد ہے۔ آگ جلانے کے لیے بھی کارآمد ہے۔ اس کے پتوں سے مختلف چیزیں بنتی اور بنائی جاتی ہیں اور اس کے خوشے بھی بعض دواؤں میں ڈالے جاتے ہیں جو کہ مقوی دماغ ہیں۔ انسان کھجور تو کھاتے ہی ہیں۔ اس کی گٹھلیاں بھی مختلف مصارف میں استعمال کرتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ کوئی چیز بیکار نہیں ہے۔ انسانوں کی پھوپھی ہے اسی وجہ سے فرمایا اکرموا عمتکم کیونکہ حضرت آدمؑ کو بنانے کے بعد جو خلط تیار کیا گیا تھا اس میں سے جو بچ گیا تھا اس سے کھجور کا درخت بنایا گیا۔ لہٰذا یہ درخت حضرت آدمؑ کی بہن اور ہماری پھوپھی ہے۔ ایک مشابہت انسان کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عام درختوں کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو وہ خشک نہیں ہوتے لیکن کھجور کے درخت کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو خشک ہو جاتا ہے۔ انسان کا سر بھی اگر کاٹا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔ الغرض یہ درخت انسان کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے اور جمعیت علماء اسلام کا نشان بھی یہی ہے۔ عام فہم سی بات ہے۔

كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ الخ اس سے مراد حنظل کا درخت ہے۔

دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن

بلاوا قبول کر لیں اور رسولوں کی پیروی کر لیں کیا تم نے پہلے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ تمہیں کبھی نہیں جانا

زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ وَسَكَنتُمْ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ

کہیں سے ٹلنا اور تم انہیں لوگوں کی بستیوں میں آباد تھے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تمہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ

فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْأَمْثَالَ ﴿٤٥﴾ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِندَ اللَّهِ مَكْرُهُمْ

کیا کیا تھا اور ہم نے تمہیں سب قصے بتلا دیئے تھے ○ اور ان لوگوں نے اپنی تدبیریں کی تھیں اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں

وَإِن كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿٤٦﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ

اگرچہ ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں ○ پس اللہ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا

رُسُلَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ

نہ سمجھنا بے شک اللہ زبردست بدلہ لینے والا ہے ○ جس دن اس زمین سے اور زمین بدل جائے گی اور آسمان بھی بدل جاویں گے

وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٤٨﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ

اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے ○ اور تو اس دن مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے

فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ

دیکھے گا ○ ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوگی ○ تاکہ

اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ

اللہ ہر شخص کو اس کے کئے کی سزا دے بے شک اللہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے ○ یہ قرآن لوگوں کے لئے اطلاع ہے

وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

اور تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرایا جاوے اور تاکہ وہ معلوم کر لیں کہ وہی ایک معبود ہے اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کر لیں

افاداتِ محمود:

تسخیر شمس و قمر و بحر و بر قدرتِ خداوندی کے کرشمے ہیں

وسخر لکم الشمس الخ "لکم" کا لام انتفاع کے لیے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے شمس و قمر کو تمہارے نفع کے لیے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے۔ جیسے گرمی سردی فصلوں کا پکانا رنگت بدلنا وغیرہ وغیرہ۔ شمس و قمر حقیقت میں

کنٹرول تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے کہ سیارے اپنے مقررہ اوقات میں طلوع وغروب ہوتے ہیں، کیا مجال کہ کوئی ایک ساعت آگے پیچھے ہو جائے، لیکن ہمارے بہت سے مفادات ان کی حرکت سے وابستہ ہیں اور یہ تقریباً ہماری منشا کے مطابق ہماری ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں۔ گویا ہمارے کنٹرول میں ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے آج کل خلائی اسٹیشنوں نے کام شروع کر دیا ہے اور لوگ درخواستیں دے رہے ہیں کہ چاند پر ہمارے لیے پلاٹ الاٹ کیے جائیں تو یہ کنٹرول بھی مراد ہو سکتا ہے۔

اسی طرح بحر اور بر کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے کنٹرول میں دے دیا ہے۔ زمین اور سمندروں سے طرح طرح کے فائدے اٹھا رہے ہیں جو کہ اظہر من الشمس ہیں۔ انسانی ارتقاء جاری ہے، لیکن حقیقی ترقی روحانی ترقی ہے، نہ کہ مادی، اگر سارا گھر سونے کا ہو، لیکن سکون نہ ہو تو کیا فائدہ؟ جس گھر میں سکون ہے، وہی صاحب خانہ بادشاہ ہے۔ آج کل یورپ اور امریکہ والوں کے پاس وسائل بہت ہیں، لیکن سکون کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ انسان کی فطرت میں چونکہ مدنیت ودیعت ہے، وحشت نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ اکثر دل بہلانے کے لیے اپنے پاس جانوروں کو رکھتے ہیں اور انس حاصل کرتے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں آج ایسے نظام کی ضرورت ہے کہ لوگوں کو سکون میسر ہو۔ آج اسلام کتابوں میں ہے، لیکن لوگوں کی زندگیوں میں نہ ہونے کی وجہ سے لوگ خصوصاً غیر مسلم بدظن ہو جاتے ہیں۔ واللہ اعلم

آیاتها ۹۹ (۱۵) سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتها ۶

سورۂ حجر مکی ہے اور اس میں ننانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ آیتیں کتاب کی ہیں اور قرآن واضح کی ۝ کافر بڑی حسرت سے آرزو کریں گے کہ

لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ

کاش وہ مسلمان ہو جاتے ۝ انہیں چھوڑ دو کہ کھالیں اور فائدہ اٹھالیں اور انہیں آرزو بھلائے رکھے

يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا

سو عنقریب معلوم کرلیں گے ۝ اور ہم نے جتنی بستیاں ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک مقررہ وقت لکھا ہوا تھا ۝ کوئی

تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ

قوم اپنے وقت مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوتی ہے نہ پیچھے رہتی ہے ۝ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر قرآن

الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

نازل کیا گیا ہے بے شک تو مجنون ہے ۝ اگر تو سچا ہے تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لے آتا ہے

مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

ہم فرشتوں کو فیصلہ ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں اور اس وقت انہیں مہلت نہیں دی جاتی ۝ ہم نے یہ نصیحت

الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

نازل کی ہے اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ۝ اور آپ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں ۝

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ

اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ۝ اسی طرح ہم یہ مذاق

قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَلَوْ

ان مجرموں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں ۝ یہ لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور یہ پہلوں کا دستور چلا آتا ہے ۝ اور اگر

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

اور البتہ تحقیق ہم نے انسان کو

مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے سے تھی پیدا کیا ۝ اور ہم نے اس سے پہلے جنوں کو آگ کے شعلے سے بنایا تھا ۝

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک بشر (آدمی) بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں ۝

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ۝ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ

پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے سجدہ میں گر پڑنا ۝ پھر سب کے سب

كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝

فرشتوں نے سجدہ کیا ۝ مگر ابلیس نے انکار کیا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو ۝

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ

فرمایا اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا ۝ کہا میں ایسا نہیں کہ ایک ایسے

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا

بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا ہے ۝ کہا تو آسمان سے نکل جا

فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ۝ وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ

بے شک تو مردود ہو گیا ۝ اور بے شک تجھ پر قیامت کے دن تک لعنت رہے گی ۝ کہا اے میرے رب! تو مجھے

اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝

قیامت کے دن تک مہلت دے ۝ فرمایا بے شک تجھے مہلت ہے ۝ وقت معلوم کے دن تک ۝

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

کہا اے میرے رب! جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے البتہ ضرور میں زمین میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا اور

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ ۝

ان سب کو گمراہ کروں گا ۝ سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے ۝ فرمایا یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے ۝

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾

بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا تابع ہو جاوے ○

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ

اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ ہی ہے ○ اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے

جُزْءٌ مَقْسُومٌ ﴿٤٤﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٤٥﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ

ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں ○ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے ○ ان باغوں میں سلامتی اور امن سے

آمِنِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٤٧﴾

جا کر رہو ○ اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے سب بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے ○

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ﴿٤٨﴾ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا

وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے ○ میرے بندوں کو اطلاع دے دو کہ بے شک

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٤٩﴾ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ﴿٥٠﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ

میں بخشنے والا مہربان ہوں ○ اور بے شک میرا عذاب وہی دردناک عذاب ہے ○ اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿٥١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا

حال سنا دو جب ان کے گھر میں داخل ہوئے اور کہا سلام ابراہیم نے کہا بے شک ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ○ کہا

لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ﴿٥٣﴾ قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَىٰ أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ

ڈرو مت بے شک ہم تمہیں ایک دانا لڑکے کی خوشخبری سناتے ہیں ○ کہا کیا تم مجھے اب بڑھاپے میں خوشخبری سناتے ہو سو کس چیز کی

تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ ﴿٥٥﴾ قَالَ وَمَنْ

خوشخبری سناتے ہو ○ انہوں نے کہا ہم نے تمہیں سچی خوشخبری سنائی ہے سو تم ناامید نہ ہو ○ کہا اپنے

يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ ﴿٥٦﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٧﴾

رب کی رحمت سے ناامید گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں ○ کہا اے فرشتو! پھر تمہارا کیا مقصد ہے ○

قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ﴿٥٨﴾ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا لَمُنَجُّوهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٩﴾

انہوں نے کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ○ مگر لوط کے گھر والے کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے ○

افاداتِ محمودؒ

صَلْصَالٍ وہ مٹی جو آگ پر پکائی جائے اور پھر اس کی آواز نکلتی ہے۔ اس کو ٹھیکری کہتے ہیں۔ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ سڑا ہوا گارا جس میں بو ہو اور بدبودار ہوتا ہے۔ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے گارا کو تیار فرمایا اور حضرت آدم کی شکل بنائی۔ پھر جب وہ ڈھانچہ اچھی طرح خشک ہو گیا اور کھنکھناتی مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح ڈال دی۔ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ اور اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ اور اصحاب مدین کو بعض لوگوں نے ایک کہا ہے اور بعض مفسرین نے الگ الگ شمار کیا ہے، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف جو نبی مبعوث ہوئے تھے، وہ حضرت شعیب علیہ السلام ہی تھے۔ قوم شعیب شرک بھی کرتی تھی اور ناپ تول میں کمی بھی اور یہ جرم ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ

اور ہم جانتے ہیں کہ تیرا دل ان باتوں سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں۔ سو تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کئے جا اور

مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾

سجدہ کرنے والوں میں سے ہو۔ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔

افادات محمود:

اَصْحٰبُ الْحِجْرِ: حِجر ایک مقام کا نام ہے۔ مدینہ منورہ کے شمال میں واقع ہے قوم ثمود کا ملک ہے ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔

كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿٩٠﴾ الخ: مقتسمین کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ان سے مراد یہود و نصاریٰ ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کو اس طور پر تقسیم کر رکھا تھا کہ جو باتیں ان کی طبیعت کے موافق ہوتی تھیں ان کو مان لیتے تھے اور جو طبیعت کے خلاف ہوتی تھیں ان سے اعراض کر لیتے تھے مقتسمین سے مراد یہود و نصاریٰ ہی ہیں اور قرآن سے مراد کتب سابقہ ہیں اور عضین سے مراد تحریف ہے۔ یعنی یہود نے تورات میں اور نصاریٰ نے انجیل میں طرح طرح کی تحریفیں کر ڈالی تھیں یا مقتسمین سے مراد مشرکین ہیں اور قرآن سے قرآن کریم ہی مراد ہے اور "عضین" سے مراد یہ ہے کہ جیسے بعض سورتوں کا نام مائدہ اور بقرہ ہے اور بعض کا نام عنکبوت ہے۔ تو مشرکین بطور مذاق ایک دوسرے کو کہتے تھے بقرہ میں لوں گا اور عنکبوت تو لے لینا یا کہتے تھے مائدہ میں لے لوں گا اور عنکبوت تو لے لینا یا مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر یا کاہن کہا کرتے تھے اور قرآن کریم کو سحر یا کہانت سے تعبیر کرتے تھے۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم کے بعض حصہ کو کہانت کہا، بعض حصہ کو جادو کہا، بعض حصہ کو جنون کہا وغیرہ وغیرہ

حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ الخ: یقین سے مراد موت ہے جیسا کہ سورۂ مدثر میں ہے۔ "حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ" بعض صوفیاء نے یقین کی تفسیر مشاہدہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ عبادت کرنا مشروط ہے عدم مشاہدہ سے لہٰذا جب مشاہدہ ہو جائے تو پھر عبادت کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے لیکن "یقین" کی تفسیر مشاہدہ سے کرنا اور پھر یہ کہنا کہ مشاہدہ کے بعد انسان مکلف نہیں رہتا یہ غلط ہے۔ یقین سے مراد وقت یقینی یعنی موت ہے۔

سورۃ النحل مکیۃ

سورۂ نحل مکی ہے اور اس میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

اللہ کا حکم آ پہنچا تم اس میں جلدی مت کرو وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے ○ وہ اپنے بندوں میں سے

بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ

جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر بھیج دیتا ہے یہ کہ خبردار کر دو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳

پس مجھ سے ڈرتے رہو ○ اسی نے آسمان اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے وہ ان کے شرک سے پاک ہے ○

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا

اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا ○ اور تمہارے واسطے چار پایوں کو بھی اسی نے بنایا

لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو ○ اور تمہارے لئے ان میں

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ

زینت بھی ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو ○ اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ

الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

جہاں تک تم بغیر جان کو تکلیف میں ڈالے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے بے شک تمہارا رب بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے ○ اور گھوڑے

وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ

اور خچر اور گدھے پیدا کئے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے ○ اور اللہ تک سیدھی راہ پہنچتی ہے

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹

اور بعض ان میں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ بھی دکھا دیتا ○

افادات محمود:

یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ الخ روح سے مراد وہ راز حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آیات قرآنیہ میں رکھا ہے۔
تمام قرآن کریم اور وحی راز ہے بین اللہ وبین الرسول یا ولی کو روح سے اس وجہ سے تعبیر فرمایا کہ قلوب وابدان کی تکمیل
زندگی اور حیات طیبہ قرآن کریم اور وحی سے ہی مل سکتی ہے۔ وقتی گری کا اثر

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً لَّكُمْ مِّنْهُ

وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی

شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ⑩ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ

نازل کیا اس میں سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جن میں چراتے ہو⑩ تمہارے واسطے اسی سے کھیتی اور زیتون

وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ

جو غور کرتے ہیں⑪ اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور ستارے اسی کے حکم سے

مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ⑫ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ

تمہارے کام میں لگے ہوئے ہیں بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں⑫ اور تمہارے واسطے جو چیزیں

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬

زمین میں رنگ برنگ کی پھیلائی ہیں اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہے جو سوچتے ہیں⑬

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً

اور وہی ہے جس نے دریا کو کام میں لگا دیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اسی سے زیور نکالو

تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

جسے تم پہنتے ہو اور تو اس میں جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور تاکہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور

تَشْكُرُوْنَ ⑭ وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

تاکہ تم شکر کرو⑭ اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیے تاکہ تمہیں لے کر نہ جھک جائے اور تمہارے لئے نہریں اور راستے بنا دیے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ⑮ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ⑯ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

تاکہ تم راہ پاؤ⑮ اور نشانیاں بنا دیں اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں⑯ پھر کیا جو شخص پیدا کرے

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

اس کے برابر ہے جو کچھ بھی نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں⑰ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے

إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو ۝ اور جنہیں
يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ
اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں ۝ وہ تو مردے ہیں
أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝
جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے ۝

افادات محمود:

لحما طریا الخ اس سے مراد مچھلی ہے۔ بظاہر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء نے کتاب الایمان میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور پھر مچھلی کھالی تو حانث نہ ہوگا۔ حالانکہ جب قرآن کریم میں مچھلی کے گوشت کو لحم سے تعبیر کیا گیا ہے تو اس کے کھانے سے حانث ہونا چاہیے تھا؟ جواب یہ ہے کہ قسموں کا مدار عرف پر ہے اور عرف عام میں لحم میں مچھلی شامل نہیں ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے حانث نہ ہوگا۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ الخ

کیا جمادات کو اموات کہنا درست ہے؟

موت و حیات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دونوں کے درمیان تقابل تضاد ہے اور تقابل تضاد میں ضابطہ یہ ہے کہ ضدین دونوں وجودی ہوتے ہیں یعنی بالفعل تو دونوں موجود نہیں ہو سکتے لیکن یہ تقابل ایسے محل میں ہوتا ہے کہ اس محل پر دونوں ضدین میں سے کوئی بھی ضد صادق آ سکتی ہے۔ اب یہاں موت و حیات دونوں وجودی ہیں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ الخ (سورہ ملک پارہ نمبر ۲۹) پیدا کیا ہے موت کو اور زندگی کو۔ المخلوق هو الموجود جو مخلوق ہے وہ موجود ہے۔ البتہ حیات کی تفسیر وجودی اور موت کی عدمی ہے۔ الحیاۃ امر وجودی والموت امر عدمی ای عدم الحیاۃ عن المحل ان یکون حیا۔ زندہ وہ ہے جو صفات حیات سے موصوف ہو اور میت وہ ہے جو بالفعل صفت حیات سے موصوف نہ ہو لیکن اس میں حیات کی استعداد ہو۔ ای الذی یمکن ان یکون محلا للحیاۃ۔ اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اموات کا اطلاق جو غیر اللہ پر کیا گیا ہے اس کا مصداق بہت سے انسان ہیں جن میں حیات کی استعداد ہے لیکن وہ بت جو پتھر سے تراشے جاتے ہیں اور سونے چاندی کے بنے ہوئے ہیں ان میں حیات کی استعداد ہی نہیں ہے تو ان پر اموات کا اطلاق کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ اصل میں جتنے بت بنائے گئے تھے وہ انبیاء اور صلحاء کی شکلوں کی نقالی کی گئی تھی۔ جیسا کہ سیرۃ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح فرمایا تو خانہ کعبہ کے اندر جو بت رکھے ہوئے تھے بعض حضرت ابراہیم کی شکل کے تھے۔ اسی طرح قرآن کریم میں قوم نوح کے بتوں کے نام ہیں ودا سواع یغوث یعوق اور نسر۔ یہ سب صالح لوگ تھے جن کے ہم شکل بت بنائے گئے اور پھر یہ ان کے ناموں سے یاد ہونے لگے۔ مشرکین ان کو سامنے رکھ کر تعظیم کرتے تھے اور ان کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا اس اعتبار سے ان پر اموات کا اطلاق درست ہے کہ وہ انسانوں کی شکلوں سے متشکل تھے اور ان کے ہی ناموں سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

تمہارا معبود اکیلا معبود ہے پھر جو آخرت پر ایمان

بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُم مُّنكِرَةٌ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا

نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے اور وہ تکبر کرنے والے ہیں ۝ ضرور اللہ جانتا ہے جو کچھ

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُم مَّا

چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۝ اور جب ان سے کہا جائے کیا

ذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً

تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے کہتے ہیں پہلے لوگوں کے قصے ہیں ۝ تاکہ قیامت کے دن اپنے بوجھ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ۝

پورے اٹھائیں اور کچھ ان کے بوجھ جنہیں بے سمجھی سے گمراہ کرتے ہیں خبردار برا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں ۝

قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ

ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا پھر اللہ نے ان کی عمارت کو جڑ ہی سے ڈھا دیا

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

پھر ان پر اوپر سے چھت گر پڑی اور ان پر عذاب آیا جہاں سے انہیں

يَشْعُرُونَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ

خبر بھی نہ تھی ۝ پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا اور کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں

كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ

تم جھگڑتے تھے جنہیں علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ بے شک آج کافروں کے لئے رسوائی

عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ

اور برائی ہے ۝ جن کی فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے پھر وہ صلح کا پیغام

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوءٍ ۚ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَادْخُلُوا

بھیجیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے کیوں نہیں بے شک اللہ تمہارے اعمال کو پوری طرح جانتا ہے ۝ سو دوزخ کے

أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ فِيهَا ۖ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَقِيلَ

دروازوں میں داخل ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہو پس متکبرین کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے ۝ اور

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ

پرہیزگاروں سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ بہترین چیز جنہوں نے نیکی کی ہے (ان کے لئے) اس

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ

دنیا میں بھی بہتری ہے اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا کیا ہی اچھا گھر ہے ۝ ہمیشہ رہنے کے

عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ

باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو چاہیں گے انہیں وہاں ملے گا اللہ

يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ

پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا ۝ جن کی جانیں فرشتے قبض کرتے ہیں ایسے حال میں کہ وہ پاک ہیں فرشتے کہیں گے

سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا أَن

تم پر سلامتی ہو جنت میں داخل ہو جاؤ بسبب ان کاموں کے جو تم کرتے تھے ۝ کیا اب اس کے منتظر ہیں کہ

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ

ان پر فرشتے آویں یا تیرے رب کا حکم آئے اسی طرح ان سے پہلوں نے بھی کیا تھا

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور لیکن وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے ۝ پھر انہیں ان کے برے اعمال کے

عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا

نتیجے مل گئے اور جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر نازل ہوا ۝ اور مشرک کہتے ہیں

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا

اگر اللہ چاہتا تو ہم اس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور اس کے حکم کے سوا

مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے اسی طرح کیا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر رسولوں کے

الرُّسُلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ

ذمہ تو صرف صاف پہنچا دینا ہے ۝ اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ

اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر

مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَسِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

گمراہی ثابت ہوگئی پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ إِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

انجام کیا ہوا ۝ اگر تو انہیں ہدایت پر لانے کی طمع کرے تو اللہ ہدایت نہیں دیتا جس کو وہ گمراہ کردے

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ

اور نہ ان کے لئے کوئی مددگار ہوگا ۝ اور اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ نہیں اٹھائے گا اللہ اس کو جو

مَنْ يَّمُوْتُ ۚ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

مر جائے گا ہاں اس نے سچا وعدہ کیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ۝

لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنَّهُمْ

تاکہ ان پر ظاہر کردے وہ بات جس میں یہ جھگڑتے ہیں اور تاکہ کافر معلوم کرلیں کہ

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنٰهُ أَنْ نَّقُوْلَ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

وہ جھوٹے تھے ۝ ہم جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ہم اسے کہہ دیتے ہیں کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا

اور جنہوں نے اللہ کے واسطے گھر چھوڑا اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا تھا تو البتہ ہم انہیں دنیا میں

حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے ۝ جو لوگ ثابت قدم رہے اور

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ إِلَيْهِمْ

اپنے رب پر بھروسہ کیا ۝ اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَاَنْزَلْنَآ

سو اگر تمہیں معلوم نہیں ۔ تو اہل علم سے پوچھ لو ۝ ہم نے انہیں معجزات اور کتابیں دے کر بھیجا تھا ۔ اور ہم نے

اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

تیری طرف قرآن نازل کیا ۔ تاکہ لوگوں کے لیے واضح کر دے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے ۔ اور تاکہ وہ سوچ بچار کریں ۝

اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ

تو کیا وہ لوگ بے خوف ہو گئے ہیں ۔ جو برے برے فریب کرتے ہیں ۔ اس سے کہ خدا انہیں زمین میں دھنسا دے یا

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا

ان پر عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر بھی نہ ہو ۝ یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے ۔ تو وہ

هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

عاجز کرنے والے نہیں ہیں ۝ یا انہیں ڈرانے کے بعد پکڑ لے ۔ بے شک تمہارا رب نہایت ہی شفیق رحم کرنے والا ہے ۝

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَاۗىِٕلِ

کیا انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا ۔ جن کے سائے دائیں اور بائیں طرف جھکتے جاتے ہیں اور

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ۝ اور جو آسمان میں ہے ۔ اور جو زمین میں ہے

مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں ۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے ۝ وہ اپنے بالادست رب سے ڈرتے ہیں

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ بجا لاتے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ ... اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جس نے دین کے خاطر وطن کو چھوڑا ، عزیز و اقارب کو قربان کیا تو اللہ تعالیٰ اچھی جگہ ، جہاں وہ ماضی سے پہلے سے اچھا اور خوشگوار ماحول نصیب فرمائے گا ۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ سے مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو مسلمان اسے واپس کرنے کے پابند ہوں گے اور خدانخواستہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر (العیاذ باللہ) مکہ مکرمہ آ گیا تو مکے والے

مخالفت کرکے قصہ ہی ختم کر دیا گیا۔

عورت جب نبی نہیں ہو سکتی تو والیہ اور سربراہ مملکت کیسے ہو سکتی ہے؟

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا الخ

اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انبیاء مرد ہی گزرے ہیں کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔ عورت اپنی جنس کے اعتبار سے ان ذمہ داریوں کو قبول نہیں کر سکتی جو انبیاء کو سونپی جاتی ہیں۔ خسرو پرویز کسریٰ ایران کی بیٹی جب ایران کی والیہ بنی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لن یفلح قوم ولوا امرھم امراۃ یعنی وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جو اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دے۔ کسریٰ کو اندیشہ ہوا کہ اس کا بیٹا حکومت و اقتدار کے حصول کے نشہ میں مست کہیں اسے قتل ہی نہ کر دے اور خود حکومت پر قبضہ کر لے۔ اس کو یہ تدبیر سوجھی کہ اس نے ایک چھوٹی سی شیشی میں انتہائی خطرناک زہر ڈال کر اس کے لیبل پر چٹ لگا دی۔ اکسیر برائے قوت باہ۔ اس نے وہ شیشی اپنی خاص الماری میں رکھ دی۔ جب حصول اقتدار کے لیے بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا اور چھین لے کر اس کے قیمتی اور خاص اشیاء کو تلاش کیا تو الماری سے وہ شیشی بھی ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بڑے شوق سے وہ زہر پی لیا وہ چند گھنٹے برسر اقتدار رہنے کے بعد چل بسا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ کسریٰ پرویز پہلا شخص ہے جس نے مرنے کے بعد اپنا انتقام لیا۔ باپ اور بیٹے کے چلے جانے کے بعد لوگوں کو اور کوئی اہل نظر نہیں آیا۔ بیٹے بھی اس خاندان سے باہر کسی کو سربراہ بنانے کو لوگ بدفالی خیال کرتے تھے۔ لہٰذا لوگوں نے کسریٰ پرویز کی بیٹی کو مملکت ایران کا سربراہ بنا دیا۔

ایوب خان کے الیکشن کے زمانے میں مولانا مودودی نے فاطمہ جناح کی حمایت کی۔ ان دنوں مولانا مودودی نے لکھا کہ عورت سربراہ بن سکتی ہے۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی مساوات کا درس دیا لیکن بعض مصلحتوں کی وجہ سے عورت کو آگے نہیں بڑھایا اور امیر نہیں بنایا لیکن اس وقت صورتحال کچھ اور ہے۔ لہٰذا اسلامی اخوت اور مساوات کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کی سربراہی جائز ہو لیکن مودودی صاحب کی یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ مساوات کا مقصد یہ ہے کہ ہر صاحب حق کو حق ملے اور نفاذ حدود و تعزیرات میں ہرگز یہ فرق روا نہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ امیر جرم کرے تو اسے سزا نہ ملے اور غریب جرم کرے تو سزا پائے۔ وزراء و افسران شاہی کے اقرباء کو تو کسی جرم کی سزا نہ ملے اور جن کا کوئی پرسان حال نہ ہو وہ ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتے پھریں۔ یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہاتھی اور چیونٹی کو ایک ہی ترازو سے تولا جائے۔ لہٰذا ہم نے پوری طاقت سے اس کی مخالفت کی۔ حتی کہ فاطمہ جناح اور اس کے تمام کارندے ناکام ہو گئے۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰـهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا

اللہ نے کہا ہے — دو معبود مت بناؤ — دو

هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ بس ایک ہی معبود ہے — پھر مجھ ہی سے ڈرو ○ — اور اسی کا ہے — جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

اور عبادت اسی کی لازم ہے — پھر کیا اللہ کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو ○ — اور تمہارے پاس جو نعمت بھی ہے — سو

اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــــَٔرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ

اللہ کی طرف سے ہے — پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے — تو اسی سے فریاد کرتے ہو ○ — پھر جب تم سے تکلیف دور — کر دیتا ہے

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ

تو فوراً تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگتی ہے ○ — کہ انہیں جو نعمتیں ہم نے دی ہیں ان کی ناشکری کریں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ

خیر چندے فائدہ اٹھا لو سو عنقریب معلوم کر لو گے ○ — اور ٹھہراتے ہیں ان کے لئے جن کا انہیں علم نہیں ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں

تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔــلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ

اللہ کی قسم — البتہ تم سے ان بہتانوں کی ضرور باز پرس ہوگی ○ — اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں — وہ ان سے پاک ہے

وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

اور اپنے لئے جو دل چاہتا ہے ○ — اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جائے — اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے

وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي

اور وہ گھٹا گھٹا رہتا ہے ○ — اس خوشخبری کی برائی کے باعث لوگوں سے چھپا پھرتا ہے — آیا اسے ذلت قبول کر کے رہنے دے

هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

یا اسے مٹی میں گاڑ دے — دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں ○ — جو آخرت کو نہیں مانتے

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَوْ

ان کی بری حالت ہے — اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے — اور وہی زبردست حکمت والا ہے ○ — اور اگر

فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ

شہد میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں کے لیے شفاء رکھی ہے۔ کبھی صرف شہد ہی استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی دوسری ادویہ میں شامل کر کے دیا جاتا ہے۔ بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ فیہ شفاء لکل داء یعنی شہد میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔ ہر بیماری کے لیے شہد کو بطور دوا استعمال کیا جائے گا اور شفاء کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھی جائے، لیکن بظاہر یہ عموم مشکل نظر آتا ہے۔ موسموں اور مزاجوں کا فرق سرد اور گرم ہونے کی وجہ سے اثر انداز ہوتا ہے لہٰذا عام لوگوں کے لیے عموم نہیں ہے۔ البتہ بعض خواص کے لیے اس کو عام رکھنا درست ہے۔ جن کا عقیدہ اس بات پر مضبوط ہو کہ یہ حکم ربانی ہے اور اس میں ہر مرض سے شفاء ہے۔ بعض دوسرے مفسرین کا خیال یہ ہے کہ شہد میں جو شفاء رکھی گئی ہے یہ عام نہیں ہے بلکہ موسم اور مزاج کے اعتبار سے ہے۔ جن بیماریوں میں شہد مفید ہوگا، ان میں استعمال کیا جائے گا اور جن میں مفید نہ ہوگا ان میں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ خواہ مفید نہ ہونا موسم کی وجہ سے ہو یا مزاج کی وجہ سے، اور یہی بات قرین قیاس ہے۔ "فِيهِ شِفَاءٌ" یہ قضیہ موجبہ ہے اور شفاء نکرہ ہے۔ قانون یہ ہے کہ نکرہ جب قضیہ موجبہ اور کلام مثبت میں ہوتا ہے تو خاص ہوتا ہے اور جب قضیہ سالبہ و کلام منفی میں ہوتا ہے تو عام ہوتا ہے جیسے علی الدار رجل سے مراد ایک مرد ہے اور ما فی الدار رجل سے کلی استغراق مراد ہے۔ لہٰذا آیت میں شفاء نکرہ ہے اور کلام مثبت میں ہے تو خاص بیماریوں کے لیے شفاء ہے اور فیہ شفاء لکل داء کا عموم آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو دست لگے ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اسے شہد پلا دو۔ اس نے جا کر شہد پلایا۔ واپس آ کر کہا یا رسول اللہ اس کے اسہال اور زیادہ ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اور پلا دو۔ اس نے جا کر اور پلایا۔ واپس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ اس کے اسہال اور زیادہ ہو گئے۔ حضورؐ نے فرمایا "صدق الله وكذب بطن اخيك اذهب فاسقه عسلا" یعنی اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جاؤ اور شہد پلا دو۔ اس نے جا کر شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بعض اطباء کہتے ہیں کہ شاید اس کے پیٹ میں فاسد مادہ زیادہ تھا۔ شہد چونکہ گرم ہے اس وجہ سے شہد پینے سے وہ فاسد مادہ خارج ہوتا رہا تو اسہال میں اضافہ ہوا۔ دوسری بار بھی ایسا ہی ہوا جب وہ فاسد مادہ نکل گیا تو پیٹ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الشفاء في ثلاثة شرطة محجم او شربة عسل او كية بنار وانهى امتى عن الكى

تین چیزوں میں شفاء ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور آگ سے داغنے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔

اس روایت میں اگرچہ داغنے کو ناپسند فرمایا گیا ہے، لیکن دوسری روایات سے جواز معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال اتنی بات معلوم ہوگئی کہ علاج کرنا اور کروانا سنت ہے، توکل کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی کا عقیدہ اتنا مضبوط ہے کہ اللہ کی ذات پر یقین محکم رکھتا ہے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور اسی کے حکم وشفا سے جائے گی۔ وہ علاج نہیں کرواتا تو یہ خودکشی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ جنت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل کیے جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے نہ تو تعویذ کروایا ہوگا اور نہ داغ کے ذریعہ علاج کروایا ہوگا۔

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں

الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

فضیلت دی پھر جنہیں فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو دینے والے نہیں کہ وہ اس میں

فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

برابر ہو جائیں پھر کیا اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں ۝ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے

اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ

بیویاں پیدا کیں اور تمہیں تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے دیئے اور تمہیں کھانے کے لئے اچھی چیزیں دیں

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

پھر کیا جھوٹی باتیں تو مان لیتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں ۝ اور اللہ کے سوا ان کی

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا

عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں رزق پہنچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ

يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

رکھ سکتے ہیں ۝ پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو بے شک اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۝

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا

اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام ہے کسی دوسرے کی ملک میں جو کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک دوسرا آدمی ہے جسے ہم نے

رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ

اچھی روزی دے رکھی ہے اور وہ ظاہر اور پوشیدہ اس سے خرچ کرتا ہے کیا دونوں برابر ہیں سب تعریف اللہ کے لئے ہے

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ

مگر اکثر ان میں سے نہیں جانتے ۝ اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے ایک ان میں سے گونگا ہے

لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ

کچھ بھی نہیں کر سکتا اور اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے جہاں کہیں اسے بھیجتا ہے کوئی خوبی کی بات نہیں لاتا کیا یہ

وَلِلّٰهِ

۱۵

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ خبر تو اللہ ہی کو معلوم ہیں اور قیامت کا معاملہ تو ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا تم کچھ نہ

شَيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصٰرَ وَالْاَفْــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

جانتے تھے اور تمہیں کان اور تمہیں آنکھیں اور دل دیئے تاکہ تم شکر کرو

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَاۗءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ

کیا پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ آسمان کی فضا میں تھمے ہوئے ہیں انہیں اللہ کے سوا کوئی تھامے ہوئے نہیں

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ

بے شک اس میں بھی ایمان والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ

آرام کی جگہ بنایا ہے اور تمہارے لئے چار پایوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور قیام کے دن ہلکا

اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝

پاتے ہو اور بھیڑوں کی اون اور اونٹوں کے بالوں سے اور بکریوں کے بالوں سے کتنی ہی سامان اور مفید چیزیں ایک وقت مقرر تک کے لئے بنا دیں

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

اور اللہ نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنا دیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنا دیں اور

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

تمہارے لئے کرتے بنا دیئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہیں جو تمہیں لڑائی میں بچاتی ہیں اسی طرح اللہ اپنا احسان تم پر

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ

پورا کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ پھر بھی اگر روگردانی کریں تو تم پر صاف صاف پیغام پہنچا دینا ہی ہے وہ اللہ

نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ

پہچانتے ہیں اللہ کے احسان کو پھر منکر ہو جاتے ہیں اور اکثر ان میں ناشکر گزار ہیں ○ اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر قوم میں سے

اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

ایک گواہ کھڑا کریں گے پھر منکروں کو اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا ○

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور جب ظالم عذاب دیکھیں گے پھر نہ ان سے ہلکا کیا جائے گا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ○

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہی ہمارے شریک ہیں جنہیں

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا

ہم تیرے سوا پکارتے تھے پھر وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم سراسر جھوٹے ہو ○ اور وہ

اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ السَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ

اس دن اللہ کے سامنے سر جھکا دیں گے اور بھول جائیں گے وہ جو جھوٹ بنایا کرتے تھے ○ جو لوگ

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا

منکر ہوئے اور اللہ کی راہ سے روکتے رہے ہم ان پر عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے بسبب اس کے جو

كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

وہ فساد کرتے تھے ○ اور جس دن ہر ایک گروہ میں سے انہی میں سے ان پر ایک گواہ کھڑا کریں گے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور تجھے ان پر گواہ بنائیں گے اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے

وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ

اور وہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے ○ بے شک اللہ انصاف کرنے کا اور

الْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

بھلائی کرنے کا اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

جو کرتے تھے ○ ضرور بدلہ دیں گے | جس نے نیک کام کیا | مرد ہو یا عورت

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے اعمال کے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾

عوض میں جو کرتے تھے ○ | سو جب تو قرآن پڑھنے لگے | تو شیطان مردود سے | اللہ کی پناہ لے ○

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا

اس کا زور ان پر نہیں چلتا | جو ایمان رکھتے ہیں | اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ○ | اس کا

سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾

زور تو انہی پر ہے | جو اسے دوست بناتے ہیں | اور جو اللہ کے ساتھ شریک مانتے ہیں ○

افاداتِ محمود:

محسنین الحسنیٰ کی بات تو پہلے دوستوں کے ہاں گفتگو ہوئی ہے اور یہ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ: ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے تین قوتیں ودیعت فرمائی ہیں جو درجہ بدرجہ ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ قوت ملکیہ یا عقلیہ، قوت شہویہ، قوت غضبیہ۔ قوت شہویہ یہ محبت والی قوت ہے۔ ہر انسان کو ہر اچھی چیز کی چاہت ہوتی ہے۔ اچھی سواری، اچھا مکان، اچھی بیوی وغیرہ اور قوت غضبیہ، یہ حقیقت میں ایک مدافعانہ قوت ہے۔ جب انسان کی چاہت میں کوئی رکاوٹ پڑتی ہے کوئی خلل ڈالتا ہے تو انسان قوت غضبیہ کے ذریعہ اس رکاوٹ کا ازالہ کرتا ہے۔ یہ دونوں قوتیں جب تک حدود شرعیہ کے دائرہ میں رہتی ہیں تو محبوب و مطلوب ہیں، لیکن ذرا بھی حدود شرعیہ سے تجاوز کرتی ہیں تو مذموم و مردود ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوتوں کو اعتدال میں رکھنے کے لیے قوت عقلیہ اور ملکیہ کو ان دونوں پر نگران بنایا تاکہ وہ ان دونوں قوتوں کو حدود شرعیہ کے اندر رکھے۔ قوت ملکیہ اس شخص کی غالب رہتی ہے جو ملکوتی صفت کا انسان ہو، جو اوامر کو بجا لاتا رہے اور نواہی سے بچتا رہے۔ اگر کوئی شخص ملکوتی صفت کا نہیں ہے تو اس کی قوت عقلیہ اور قوت ملکیہ مغلوب و کمزور ہو جاتی ہیں۔ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ دونوں غالب ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص کے دماغ میں یہ بات آ جائے کہ فلاں شخص کے پاس بڑی خوبصورت کار ہے، اس کو چھین کر یا چوری کر کے میں استعمال کروں گا تو یہ قوت شہویہ کا تقاضا ہے۔ اگر قوت عقلیہ کو پروان چڑھایا ہوگا تو وہ فوراً اسے روک دے گی کہ یہ سوچ غلط ہے۔ کسی کی کار کو قیمت ادا کیے بغیر لینا اور استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی

نوکر یا ملازم سے ذرا سی غلطی ہو گئی تو قوت غضبیہ جوش مارنے لگی کہ اسے بہت کچھ سزا ہونی چاہیے، لیکن قوت ملکیہ فوراً روک دے گی کہ جرم سے زیادہ سزا دینا ظلم ہے اور معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اگر قوت عقلیہ ملکیہ بھی نہ ہوتی نہ ہوا اور اس پر قناعت نہ ہوتی ہو تو پھر یہ دونوں قوتیں شتر بے مہار بن کر انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں، لیکن حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے یہ چیزیں قوتیں پسندیدہ ہیں۔ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو قابو میں رکھنے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ان دونوں کی بیخ کنی کی جائے۔ اگر انسان میں چاہت والی قوت نہ ہو تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں کو کیونکر طلب کرے گا؟ اسی طرح اگر قوت غضبیہ نہ ہو تو اسے اعداء اللہ اور اعدائے دین پر اور اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر غصہ کیسے آئے گا؟ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ اسلام امالہ چاہتا ہے، ازالہ نہیں چاہتا۔ الفحشاء سے مراد قوت شہویہ ہے اور البغی سے مراد قوت غضبیہ ہے۔

صورت میں رخصت پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ کلمۂ کفر کہنا اگرچہ حالت اضطرار میں بھی حرام ہے، لیکن یہ فعل جائز ہے۔ جیسا کہ بھوکے کے لیے حالت اضطرار میں میتہ وغیرہ کا گوشت جائز ہے۔ گوشت بدستور حرام رہتا ہے لیکن مضطر پر گناہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے "فلا اثم علیہ" سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے اور دوسری صورت عزیمت کی ہے، جس پر حضرت عمار کے والدین اور دیگر بہت سے صحابہ کرام نے عمل فرمایا کہ اپنی جان دے دی جائے لیکن کلمۂ کفر نہ کہا جائے اگرچہ دل میں کفر نہ ہو۔ یہ صورت پہلی کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔ واللہ اعلم

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا

بے شک ابراہیم ایک پوری امت تھا اللہ کا

لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ

فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہوا اور مشرکوں میں سے نہ تھا ○ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اللہ نے اس کو چن لیا اور راہ دی

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

سیدھی راہ پر چلایا ○ اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی تھی اور آخرت میں بھی

الصَّالِحِينَ ۝ ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا

اچھے لوگوں میں ہوگا ○ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی کہ تمام راہوں سے ہٹے والے ابراہیم کے دین پر چل اور

كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ

وہ مشرکوں میں سے نہ تھا ○ ہفتہ کا دن انہیں پر مقرر کیا گیا تھا جو اس میں اختلاف کرتے تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝

اور تیرا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا جس چیز میں وہ اختلاف کرتے تھے ○

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي

اپنے رب کے راستہ کی طرف دانشمندی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے پسندیدہ

هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ

طریقہ سے بحث کر بے شک تیرا رب خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور ہدایت یافتوں کو بھی

بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ وَ

خوب جانتا ہے ○ اور اگر بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور

لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ

اگر صبر کرو تو یہ صبر والوں کے لئے بہتر ہے ○ اور صبر کر اور تیرا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق سے ہے

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

اور ان پر غم نہ کھا اور ان کے مکروں سے تنگ دل نہ ہو ○ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے

الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝

جو پرہیزگار ہیں ۔ اور جو نیکی کرتے ہیں ○

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

مکیۃ — آیاتہا ۱۱۱ — رکوعاتہا ۱۲

سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو گیارہ آیتیں اور بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ

وہ پاک ہے جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ①

سیر کرائی جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ میرے سوا کسی کو کارساز

وَكِيْلًا ② ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ③ وَقَضَيْنَآ

نہ بناؤ اے ان کی نسل جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا بیشک وہ شکر گزار بندہ تھا اور ہم نے

اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف بتلا دیا تھا کہ تم ضرور ملک میں دو مرتبہ خرابی کرو گے اور بڑی سرکشی

كَبِيْرًا ④ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ

کرو گے پھر جب پہلا وعدہ آیا ہم نے تم پر اپنے بندے سخت لڑائی والے بھیجے

فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ⑤ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ

پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس گئے اور یہ وعدہ تو پورا ہونا ہی تھا پھر ہم نے تمہیں ان پر غلبہ

عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ⑥ اِنْ

دیا اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہیں بڑی جماعت والا بنا دیا اگر

اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

تم نے بھلائی کی تو اپنے ہی لیے کی اور اگر برائی کی تو بھی اپنے ہی لیے کی پھر جب دوسرا وعدہ آیا کہ

لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا

تمہارے چہروں پر رسوائی بکھیر دیں اور مسجد میں گھس جائیں — جس طرح پہلی بار گھس گئے تھے — اور جس چیز پر قابو پائیں

مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا

اس کو تباہ کر دیں ۝ — تمہارا رب قریب ہے کہ تم پر رحم کرے — اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے — اور

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ

ہم نے دوزخ کو کافروں کے لیے قید خانہ بنا رکھا ہے — بے شک یہ قرآن — وہ راہ بتاتا ہے — جو سب سے سیدھی ہے — اور

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ

ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری سناتا ہے — ان کے لیے بڑا ثواب ہے ۝ — اور یہ بھی بتاتا ہے کہ

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے — ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کیا ہے ۝ — اور انسان برائی مانگتا ہے جس طرح وہ

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ

بھلائی مانگتا ہے — اور انسان جلد باز ہے ۝ — اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا

فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

پھر رات کی نشانی کو دھندلا کر دیا اور دن کی نشانی کو دیکھنے کے لیے روشن کر دیا — تاکہ تم اپنے رب کا — فضل تلاش کرو

وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝ وَكُلَّ

اور تاکہ تم برسوں کی گنتی — اور حساب معلوم کرو — اور ہم نے ہر چیز کی تفصیل کر دی ۝ — اور ہم نے

اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ

ہر آدمی کا نامہ اعمال اس کی گردن کے ساتھ لگا دیا ہے — اور قیامت کے دن ہم اس کا — نامہ اعمال نکال کر سامنے

مَنْشُوْرًا ۝ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ مَنِ اهْتَدٰى

کر دیں گے ۝ — اپنا نامہ اعمال پڑھ لے — آج اپنا حساب لینے کے لیے تو ہی کافی ہے ۝ — جو سیدھے رستے پر چلا

فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

تو اپنے نفع کے لیے چلا — اور جو بھٹک گیا تو بھٹکنے کا نقصان بھی وہی اٹھائے گا — اور کوئی بوجھ اٹھانے والا

لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ

ادب سے بات کرو ○ اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور کہو اے میرے رب

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِن تَكُونُوا

ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے ○ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم

صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ

نیک ہو گے تو وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے ○ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو

وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ

اس کا حق دے دو اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو ○ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے

الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ

بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے ○ اور اگر تجھے اپنے رب کے فضل کے

رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ

انتظار میں جس کی تجھے امید ہے ان سے منہ پھیرنا پڑے تو ان سے نرمی سے بات کہہ دے ○ اور نہ تو اپنا ہاتھ

مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ

گردن کے ساتھ بندھا ہوا رکھ اور نہ اسے بالکل ہی کھول دے پھر تو ملامت زدہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہے ○ بے شک

رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٣٠﴾

تیرا رب جس کے لیے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے ○

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ ۚ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل کرنا

خِطْئًا كَبِيرًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ ۖ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا

بڑا گناہ ہے ○ اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے ○ اور

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَمَن قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا

جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسے ناحق قتل نہ کرو اور جو ناحق مارا جائے تو ہم نے

لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

اس کے ولی کے واسطے اختیار دے دیا ہے تو اسے قصاص میں زیادتی نہ کرے بیشک اس کی مدد کی گئی ہے ۝ اور یتیم کے مال کے

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ

پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے کہ جو بہتر ہو جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور عہد کو پورا کرو

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ

بیشک عہد کی باز پرس ہوگی ۝ اور جب ناپ کر دو تو پورا ناپو اور ٹھیک ترازو سے

الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ

تول کر دو یہ بہتر ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے ۝ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے

عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ وَلَا

نہ پڑ بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی ۝ اور

تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝

زمین پر اتراتا ہوا مت چل بیشک تو زمین کو ہرگز نہ پھاڑ ڈالے گا اور لمبائی میں پہاڑوں تک ہرگز نہ پہنچے گا ۝

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ

ان سب میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے ہاں ناپسند ہے ۝ یہ اس حکمت میں سے ہے کہ جو تیرے رب نے

مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

تیری طرف وحی کیا ہے اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت بنا ورنہ ملزم مردود ہو کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۝

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ

کیا تمہارے رب نے تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا اور اپنے لیے فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا بیشک تم بڑی بات

قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ۭ وَمَا يَزِيْدُهُمْ

کہتے ہو ۝ اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ سمجھیں حالانکہ اس سے انہیں

اِلَّا نُفُوْرًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي

نفرت ہی بڑھتی ہے ۝ کہہ دو اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا وہ کہتے ہیں تب تو انہوں نے عرش والے تک

الْعَرْشِ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿٤٣﴾ تُسَبِّحُ

کوئی راستہ نکال لیا ہوتا ۝ وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت ہی بلند ہے ۝ ساتوں

لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ

آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح

بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾

نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ بردبار بخشنے والا ہے ۝

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور جب تو قرآن پڑھتا ہے ہم تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک چھپا ہوا

حِجَابًا مَّسْتُورًا ﴿٤٥﴾ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ

پردہ کر دیتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے کر دیے ہیں تاکہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی

وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ﴿٤٦﴾

ڈال دی ہے اور جب تو قرآن میں صرف اپنے رب ہی کا ذکر کرتا ہے تو پیٹھ پھیر کر نفرت سے بھاگتے ہیں ۝

نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ

ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں جب یہ لوگ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جس وقت آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں

الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿٤٧﴾ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

جب یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم محض ایسے شخص کا اتباع کر رہے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے ۝ دیکھ تیرے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ﴿٤٨﴾ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا

سو گمراہ ہو گئے پھر وہ راستہ نہیں پا سکتے ۝ اور کہتے ہیں کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا چورا ہو جائیں گے

لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٤٩﴾ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا

پھر نئے بن کر اٹھیں گے ۝ کہہ دو تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ ۝ یا کوئی اور چیز

مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ

جسے تم اپنے دلوں میں مشکل سمجھتے ہو پھر وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا کہہ دو وہی جس نے تمہیں

أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ قُلْ عَسَىٰ أَنْ	پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے پھر تیرے سامنے سروں کو ہلا کر کہیں گے کہ وہ کب ہوگا کہہ دو شاید وہ
يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِنْ لَبِثْتُمْ	وقت بھی قریب آگیا ہو ۞ جس دن تمہیں پکارے گا پھر اس کی تعریف کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور خیال کرو گے کہ بہت تھوڑی
إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾	دیر ٹھہرے تھے ۞

فوائد محمود:

اس سورت کی ابتدا لفظ سُبْحٰنَ سے ہے تاکہ شروع ہی سے لوگوں کو باور کرا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہر تقصیر اور ہر کمزوری سے پاک اور قادر مطلق ہے۔ تو شخص ذرا سی دیر میں خاص طور سے رسول کو آسمانوں کی سیر کرانا اس کی قدرت کاملہ سے ذرہ برابر بعید نہیں ہے۔ معراج کے سفر کے تین حصے ہیں۔ ایک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ یہ سفر براق کے ذریعہ ہوا۔ بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ یہ سفر معراج یعنی سیڑھی کے ذریعہ ہوا۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرش بریں تک یہ سفر رفرف (تخت) کے ذریعہ ہوا۔ اس عظیم الشان اور بے مثال سفر کے پہلے حصے کو جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہے اسراء اور دوسرے حصے کو جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ یا عرش تک ہے معراج کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات تمام سفر کے مجموعہ کو اسراء یا معراج کہہ دیتے ہیں۔

جمہور سلف و خلف کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری جسد الشریف جسم عنصری کے ساتھ معراج کرایا گیا ہے۔ صرف دو تین صحابہ کرام سے منقول ہے کہ معراج کا واقعہ حالت خواب میں تھا، بیداری کی حالت میں نہیں ہوا۔ وہ حضرات آگے آنے والی آیت ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي'' سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کا جواب بھی آگے آئے گا۔ اور بعض صوفیاء کا خیال ہے کہ واقعہ معراج بحالت بیداری مگر روحانی طور پر ہوا ہے۔ علامہ ابن قیم نے بھی اس کو نقل فرمایا ہے۔ لیکن اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ کوئی دلیل اس مدعی پر ہے۔ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی نے لکھا ہے کہ بحالت بیداری محض روحانی طور پر معراج کے واقعہ کی توجیہ کرنا اس وجہ سے درست نہیں ہے کہ اس زمانہ کے عرب بالکل نہیں جانتے تھے نہ اس طرح کے خیالات سے واقف تھے۔

واقعہ معراج کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے اس واقعہ کا ایک ایک جزو بتلاتا ہے کہ یہ واقعہ جسم اطہر کے ساتھ بحالت بیداری پیش آیا۔ (۱) اگر یہ واقعہ جسد اطہر کے ساتھ اور بحالت بیداری نہ ہوتا تو مشرکین کیوں اس قدر مذاق اڑاتے اور تمسخر کرتے۔ (۲) نہ آپ سے بیت المقدس کی علامتیں پوچھتے۔ (۳) ابوجہل نے یہاں تک تعجب کا اظہار کیا کہ حضور سے کہنے لگا: کیا آپ لوگوں کے سامنے یہ بات یوں ہی کہہ دیں گے؟ (۴) یہاں لفظ

اسریٰ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی یہی لفظ اس وقت استعمال کیا گیا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لے جانے کے لیے حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے فاسر بعبادی۔ ان ہی الفاظ کے ذریعہ حضرت لوط علیہ السلام کو بھی حکم دیا گیا فاسر باھلک بقطع من اللیل ان دونوں مقامات میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ یہاں روحانی سیر مراد ہے یا خواب میں سیر مراد ہے۔ واقعہ معراج میں لفظ کے مدلول حقیقی سے انحراف اور اعراض کی کیا ضرورت ہے۔ (۵) خواب میں آسمانوں کی سیر تو عام لوگ بھی کر سکتے ہیں حتیٰ کہ غیر مسلم بھی۔ کیونکہ غیر مسلم کو سچا خواب آسکتا ہے۔ جیسے کہ فرعون اور دیگر کفار کو آتے رہے۔

(۶) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر انبیاء پر بہت سی فضیلتیں حاصل ہیں۔ ان میں سے دنیا میں واقعہ معراج اور آخرت میں مقام شفاعت کبریٰ شامل ہیں۔ (۷) یہ واقعہ اگر خواب کا ہے تو پھر کوئی بڑی فضیلت والی بات نہیں۔ اگر یہ واقعہ روحانی یا منامی ہوتا تو اس کو سننے کے بعد لوگ گمراہ و مرتد نہ ہوتے العیاذ باللہ۔ (۸) ابن کثیر لکھتے ہیں "العبد عبارۃ عن مجموع الروح والجسد" یعنی عبد کا اطلاق روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے۔

(۹) ہرقل نے (حضرت) ابوسفیان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو سوالات پوچھے تھے ان میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) ابوسفیان نے ہرقل سے کہا کہ میں آپ کو ان (محمدؐ) کی ایک بات بتاتا ہوں۔ آپ کو یقین ہو جائے گا کہ انہوں نے جھوٹ کہا تھا اور وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس تک آئے تھے اور آسمانوں سے ہوتے ہوئے واپس گئے تھے۔ اس وقت قیصر ہرقل (روم) کے پاس ایلیا کا حاکم موجود تھا۔ اس نے کہا کہ جس رات کو یہ واقعہ (حضرت محمدؐ کی تشریف آوری بیت المقدس میں) پیش آیا۔ میں اس رات کو جانتا ہوں۔ قیصر نے کہا کیسے؟ کہنے لگا کہ روزانہ میرا معمول ہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوتا جب تک مسجد کے تمام دروازوں کو بند نہیں کر لیتا۔ اس رات جب میں دروازے بند کرنے لگا اور تمام دروازے بند کر دیے مگر ایک دروازہ باوجود انتھک کوشش کے بند نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ میں نے تمام ملازموں اور آس پاس کے لوگوں کو بھی بلا لیا لیکن ہم سے بند نہ ہو سکے۔ پھر میں نے ترکھان بلا لیے۔ انہوں نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ شاید اس کی چوکھٹ پر دیوار بیٹھ گئی ہے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ صبح ہی درست کریں گے۔ جب صبح ہم مسجد میں آئے تو کونے کے کونے میں جو پتھر پڑا ہوا تھا اس میں سوراخ تھا اور جانور کے قدموں کے نشانات بھی تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رات کو یہ دروازہ کسی نبی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کھولا رکھا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہاں آ کر نماز پڑھی ہے۔ اب یہ تمام باتیں کیا محض خواب ہی تو ہیں؟ (۱۰) رہی بات افلاک کے وجود اور عدم وجود یا التئام اور عدم التئام کی سو یہ مسئلہ بھی آج کل حل ہو گیا ہے جب کہ یہ اطلاعات آ رہی ہیں کہ لوگ چاند پر پہنچ گئے اور مریخ پر پہنچ رہے ہیں۔ اس سے جو عقلی بعد سمجھا جاتا تھا اس کا بھی ازالہ ہو گیا۔ بعض علماء چاند وغیرہ پر پہنچنے کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کوششوں سے خوش ہونا چاہیے تھا کہ اس سے تو علماء کا ایک دیرینہ مسئلہ حل ہو گیا اور ان

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ

اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہی بات کہیں جو بہتر ہو بے شک شیطان آپس میں

بَيْنَهُمْ ۚ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ

فساد ڈلواتا ہے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے ۝ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے

اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝

اگر چاہے تو تم پر رحم کرے اور اگر چاہے تمہیں عذاب دے اور ہم نے تجھے ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا ۝

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ

اور تیرا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر

عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

فضیلت دی ہے اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی ۝ کہہ دو انہیں پکارو جنہیں تم اس کے سوا سمجھے ہوئے ہو سو وہ تمہاری

فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

تکلیف دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ اسے بدل سکتے ہیں ۝ وہ لوگ جنہیں یہ پکارتے ہیں

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے

عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا

عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ۝ اور کوئی بستی نہیں مگر ہم قیامت سے پہلے

قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۚ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

ہلاک کرنے والے ہیں یا اسے سخت عذاب دینے والے ہیں یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے ۝

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۚ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ

اور ہمیں معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلوں نے انہیں جھٹلایا تھا اور ہم نے ثمود کو

النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ

اونٹنی دی تھی جو سمجھانے کو کافی تھی پھر بھی انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم معجزات تو محض ڈرانے کے لیے بھیجا کرتے ہیں ۝ اور جب ہم نے تجھ سے

أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ

تمہیں پھر دوبارہ دریا میں لے جائے — پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے — پھر تمہاری ناشکری کی وجہ سے تمہیں غرق کر دے

ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ

پھر اپنی طرف سے ہم پر کوئی بازپرس کرنے والا بھی نہ پاؤ تم — اور ہم نے — تحقیق اولاد آدم کو — عزت دی ہے اور خشکی

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا

اور دریا میں انہیں سوار کیا — اور ہم نے — انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا — اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں

تَفْضِيلًا ﴿٧٠﴾

فضیلت عطا کی

مفردات محمود:

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ

صوت شیطان سے مراد یا تو آلات لہو و لعب مراد ہیں یا شیطان کی دعوت الی العذاب والنار (عذاب اور دوزخ کی طرف اس کی دعوت) مراد ہے۔ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ الخ شیطان کی شرکت فی الاموال یا تو یہ ہے کہ انفاق المال فی المعاصی (گناہ کے کام میں مال کا خرچ کرنا) ہے یا جانوروں کو غیر اللہ کے نام کی نذر کرنا اور انہیں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ہے۔ جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ۔ کیونکہ یہ بھی شیطان کی مرضی ہے۔ اسی طرح شرکت فی الاولاد یہ ہے کہ جو اولاد زنا کے نتیجہ میں پیدا ہو وہ شیطانی اولاد ہے۔

تَبِيعًا

اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے دنیا میں اگر کسی کو مار دیا جائے قتل کیا جائے تو مقتول کے وارث و اقارب قاتل کا پیچھا کرتے ہیں۔ کبھی قصاص لیتے ہیں اور کبھی دیت لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے سزا دیں گے تو اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال تک نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا پکڑنا تو وہ کسی پر ظلم کرتا ہے نہ زیادتی۔ اس لیے کسی کے پوچھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ

جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے سو جسے اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا

فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ

سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھیں گے اور ان پر ذرا برابر ظلم نہیں کیا جائے گا ○ اور جو کوئی اس جہاں میں اندھا رہا

فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ

تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستہ سے بہت دور پڑا ہوا ○ اور بیشک وہ قریب تھے کہ تجھے اس چیز سے بہکا دیں

الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْ

جو ہم نے تجھ پر بذریعہ وحی بھیجی ہے تاکہ تو اس کے سوا ہم پر جھوٹی بات بنا لے اور تب وہ تجھے اپنا دوست بنا لیتے ○ اور اگر

لَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ

ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تو کچھ تھوڑا سا ان کی طرف جھکنے کے قریب تھا ○ اس وقت ہم تجھے

الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا

زندگی میں اور موت کے بعد دوہرا عذاب چکھاتے پھر تو اپنے واسطے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار نہ پاتا ○ اور وہ تو تجھے

لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

اس زمین سے دھکیل ہی دینے لگے تھے تاکہ تجھے اس سے نکال دیں اور وہ بھی تیرے بعد بہت ہی کم ٹھہرتے ○

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

تجھ سے پہلے جتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں ان کا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں تم کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے ○

افاداتِ محمود:

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ الخ

قیامت کے دن اماموں کے ساتھ اٹھائے جانے کا مطلب

۱- امام سے مراد نامۂ اعمال ہیں کیونکہ امام کتاب کو بھی کہا جاتا ہے اور آیت کے اگلے حصے فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ سے اس تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

۲- یا امام سے مراد کتاب خداوندی ہے جو لوگوں کو ہدایت کے واسطے ملی تھی۔ لہٰذا زبور والوں کو زبور کے ساتھ تورات والوں کو تورات کے ساتھ انجیل والوں کو انجیل کے ساتھ اور قرآن والوں کو قرآن کے ساتھ پکارا

جائے گا۔

۳- یا امام سے مراد نبی ہے یعنی ہر امت کو ان کے نبی کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جن لوگوں نے انبیاء کو دوست بنایا ہوگا وہ انبیاء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے اور جن لوگوں نے شیطان کو دوست بنایا ہوگا وہ شیطان کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

۴- یا امام سے مراد پیشوا ہے کہ لوگوں کو اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جنہوں نے بتوں کو پیشوا بنایا ہوگا ان کو بتوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۵- حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ یوم ندعوا کل اناس بامام عصرھم یعنی تمام لوگوں کو ان کے زمانہ کے اماموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (تفسیر مظہری ج۵ ص۳۶۰)

۶- بعض نے کہا کہ اپنے اپنے قائدین کے ساتھ لوگوں کو بلایا جائے گا جیسے بعض لوگوں نے کسی بڑے محدث اور مجتہد کو امام و قائد بنایا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے رئیس المنافقین کو قائد بنایا ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے شیطان کو قائد تسلیم کیا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ لوگوں کو اپنے قائدین کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۷- بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ احناف کو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ، شوافع کو امام شافعیؒ کے ساتھ، حنابلہ کو امام احمدؒ کے ساتھ اور مالکیہ کو امام مالکؒ کے ساتھ بلایا جائے گا۔

۸- یا عقائد کے باب میں جو مشہور ائمہ ہیں، وہ مراد ہیں جیسے امام ابو منصور ماتریدیؒ اور امام ابوالحسن اشعریؒ وغیرہ۔ یعنی خوارج کو اپنے قائد کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور معتزلہ کو اپنے قائد کے ساتھ، قادیانیوں کو مرزا کے ساتھ اور پرویزیوں کو غلام احمد پرویز کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

۹- یا سیاسی امام بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مسلم لیگ کو مسٹر جناح کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کو مولانا حسین احمد مدنیؒ کے ساتھ اور پیپلز پارٹی والوں کو ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ بلایا جائے گا اور جو غیر مقلد ہیں ان کا ہر آدمی امام ہے۔ اگرچہ بظاہر اب یہ ایک فرقہ بن گیا ہے اور ان کے عبادات و مسائل ایک طرح کے ہیں۔ ان سب میں اتنا کوئی رابطہ اور قدر مشترک ضرور ہے۔ یہ لوگ اسی قدر مشترک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بظاہر یہ لوگ قرآن و سنت پر عمل کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ان میں سے اکثر عربی بالکل نہیں جانتے۔ ان کے لیے براہ راست قرآن و سنت سے مسائل کا استنباط کرنا اور احکام اخذ کرنا ناممکن ہے۔ لامحالہ یہ کسی سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی مسائل بتاتے ہیں۔ ان میں قدر مشترک کیا ہے؟ خواہ مسجد کا عام مولوی ہو یا بڑا عالم، یہ تو سب سے بڑے مقلد ہیں لیکن مانتے نہیں ہیں۔ کیا انکا فلسفہ ہے کہ تراویح سب ۸ رکعتیں پڑھتے ہیں۔ اگر سب کے سب براہ راست حدیث سے تحقیق حاصل کرتے اور کسی کے مقلد نہ ہوتے تو کچھ شبہ ہوتا کہ روایت اور اجماع صحابہ سے مستفید ہوتے۔ بعض بیس رکعت تراویح پڑھتے، بعض آٹھ پڑھتے مگر ایسا نہیں

ہے۔ سب کا ایک ہی مالک ہے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے سرداروں کے مقلد ہیں۔ جبکہ ہم لوگ ایک جلیل القدر تابعی۔ امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ جنہیں فقہ کا امام خواہ کوئی ہو یا بڑا فقیہ ہو امام اعظم تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ ... الخ

اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے اور آپؓ سے پوچھا گیا اس کا کیا مفہوم ہے؟

آپؓ نے فرمایا "ربکم الذی یزجی لکم الفلک ... الخ" سے قرآن پڑھو کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کھول کھول کر اپنی قدرت و وحدانیت کے دلائل صاف صاف بیان فرما دیے ہیں۔ جو کہ نفوس انسانیت میں بھی ہیں اور آفاق میں بھی ہیں۔ اگر کوئی دنیا میں ان دلائل کو نہیں دیکھتا تو وہ آخرت میں بھی نابینا ہوگا۔ یہاں بینائی سے مراد وہ نابینا نہیں جس کی بصارت نہ ہو بلکہ اس نابینا کے لیے آخرت میں بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے جس سے آنکھیں لے لیں اس کا بدلہ جنت ہے۔

وَإِنْ كَادُوا ... الخ یہاں وَإِنْ مخففہ من المثقلہ ہے۔ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ... الخ

شانِ نزول

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے دوران میں حجر اسود کا استلام فرماتے تھے تو مشرکین مکہ نے آپ سے کہا کہ ہم اس وقت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجر اسود کا استلام نہ کرنے دیں گے، جب تک آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر صرف چھونا ہی ہے اور دل سے ہاتھ لگا لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کی وجہ سے یہ لوگ اسلام کے قریب ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا اور آپ کی دستگیری فرماتے ہوئے آپ کی ذات کو بھی اور آپ کے دل کو بھی ذرہ برابر کی کمزوری سے محفوظ و مصؤن رکھا۔

۲۔ بنو ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمیں ہمارے بتوں سے بہت آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ آپ ہمیں ایک سال کی مہلت دے دیں تاکہ ہم نذر و تحائف اکٹھی کر لیں۔ اس کے بعد ہم خود ہی انہیں توڑ دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ ہماری وادی کو بھی حرم بنا دیں جیسا کہ آپ نے قریش کی وادی کو حرم قرار دے دیا ہے تاکہ اس فضیلت میں ہم بھی ان کے برابر ہو جائیں۔ اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب ارشاد فرماتے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور بتلا دیا کہ آپ ان کے جال اور چال میں پھنسنے سے بچیں۔

وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ الخ

اگر مکے والے آپ کو مکے سے نکال دیتے تو یہ لوگ بھی زیادہ عرصہ نہ رہ پاتے، دیکھئے یہاں ایک بات تو یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمادی اور اذن خداوندی سے آپ نے ہجرت فرمائی تو مکے والے عذاب سے بچ گئے اور اگر مکے والے ہی آپ کو نکال دیتے تو ان پر عذاب خداوندی نازل ہو جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وقتی طور پر تو مکے والے عذاب سے بچ گئے، لیکن ڈیڑھ سال بعد ان کے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے اور کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مکہ مکرمہ کی سیادت وقیادت اپنے نبی کے ہاتھ میں دے دی۔

أَقِمِ

آفتاب کے

الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ

ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو اور صبح کی نماز بھی بیشک صبح کی نماز حکم

كَانَ مَشْهُوْدًا ○ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

مجمع ہوتا ہے ○ اور کسی قدر رات میں تہجد پڑھا کر جو تیرے لیے زائد چیز ہے قریب ہے کہ تیرا رب

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ

مقام محمود میں پہنچا دے ○ اور کہہ اے میرے رب مجھے خوبی کے ساتھ پہنچا دے اور مجھے خوبی کے ساتھ

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

نکال لے اور میرے لیے اپنی طرف سے غلبہ عطا کر کے مددگار بنا دے ○ اور کہہ دو کہ حق آیا اور باطل

الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ

مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا ○ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ○ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ

شفا اور رحمت ہیں اور ظالموں کو تو اس سے اور زیادہ نقصان پہنچتا ہے ○ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ○ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ

تو منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو نا امید ہو جاتا ہے ○ کہہ دو کہ ہر ایک اپنے طریقے پر کام کرتا ہے

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ○ ع

سو تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون سب سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہے ○

افادات محمود:

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ

اب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی طرف متوجہ فرمایا کہ جب مصائب اور تکلیفیں آئیں تو نماز کے ذریعہ مدد حاصل کیا کریں۔ اس آیت میں اجمالاً و اشارةً پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ الخ میں ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں آ گئیں اور غَسَقِ الَّيْلِ الخ میں مغرب و عشاء کی نمازیں آ گئیں اور وَقُرْاٰنَ

وَقُرْآنَ الْفَجْرِ الخ میں فجر کی نماز آ گئی۔ مَشْهُودًا﴿٧٨﴾ حدیث میں ہے کہ فجر اور عصر کی نمازوں کے دوران فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں۔ سُلْطَانًا نَّصِيرًا﴿٨٠﴾ آپ جہاں داخل ہوں گے وہاں عزت سے رہیں گے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کو عزت و سیادت ملے گی۔ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ یہ عظیم الشان خوشخبری مکہ مکرمہ میں دی گئی جہاں ابھی غلبہ کا کوئی سامان مہیا نہ تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری اس وقت پوری فرمائی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ آپ اس آیت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے اور ہر بت کے اوپر چھڑی کی ضرب لگاتے چلے جاتے تھے۔ آپ کی تلاوت اور چھڑی کی ضرب سے ہی ہر بت اوندھے منہ گر جاتا تھا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ

اور یہ لوگ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو روح

مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۞ وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ

میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے ۞ اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے

بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۞ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ

تیری طرف وحی کی ہے اسے اٹھا لیں پھر تجھے اس کے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے ۞ مگر یہ صرف تیرے رب کی رحمت ہے

إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۞ قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا

بے شک تجھ پر اس کی بڑی عنایت ہے ۞ کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی یہ

بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۞ وَلَقَدْ

قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو ۞ اور

صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۞

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر ایک قسم کی مثال بھی کھول کر بیان کر دی ہے پھر بھی اکثر لوگ انکار کیے بغیر نہ رہے ۞

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ۞ أَوْ تَكُونَ لَكَ

اور کہتے ہیں ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دے ۞ یا تیرے لیے

جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۞ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا

کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو پھر تو اس باغ میں بہت سی نہریں جاری کر دے ۞ یا جیسا تو خیال کرتا ہے

زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۞ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ

ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دے یا تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو لے آئے ۞ یا تیرے لیے کوئی سونے کا

مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا

گھر ہو یا تو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تو تیرے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس ایک

كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ۞ ع

کتاب لے آئے جسے ہم بھی پڑھ سکیں کہہ دو میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک بھیجا ہوا انسان ہوں ۞

افادات محمود:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ الخ

اس آیت کے متعلق مفسرین حضرات کے تین اقوال ہیں۔

۱- ایک یہ کہ یہ مدنی آیت ہے کیونکہ یہ سوال یہود نے کیا تھا۔

۲- یہ مکی آیت ہے اور سوال کرنے والے اہل مکہ ہیں۔ اہل مکہ نے یہود سے مشورہ کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے ساکت اور خاموش کیا جا سکتا ہے۔ یہود نے ان کو اس طرح کے لاحاصل سوال سکھائے کہ ان سوالات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم لاجواب ہو جائیں گے۔

۳- تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت مکرر نازل ہوئی اور اس قول سے بقیہ دونوں اقوال سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

روح کی حقیقت

محققین متکلمین اور فلاسفہ نے روح کے متعلق بہت سی بحثیں کی ہیں۔ مثلاً روح جوہر ہے یا عرض۔ مجرد ہے یا مادی۔ بسیط ہے یا مرکب۔ مگر یہ ایسے مباحث ہیں کہ ان سے ایمان کا ذرہ برابر تعلق نہیں ہے لہٰذا ان کے پیچھے پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تک تو انسان مادہ کی حقیقت کو بھی صحیح طرح نہ جان سکے روح تو اس سے بہت زیادہ لطیف ہے لہٰذا اس کی حقیقت اور کنہ تک رسائی اتنی آسان نہیں ہے اور نہ حقیقی صورت حال کو معلوم کرنے کے لیے کوئی یقینی ذرائع موجود ہیں۔ بہرحال اس آیت کے ظاہر سے چند مسائل معلوم ہوتے ہیں۔

۱- اس مادی جسم کے علاوہ بھی انسان میں ایک لطیف چیز موجود ہے جسے روح کہتے ہیں اور وہ عالم امر میں سے ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ خلقه من تراب ثم قال له كن فيكون

۲- روح میں بھی علم، شعور، ذوق وغیرہ صفات موجود ہیں۔ ان صفات میں بتدریج ترقی ہوتی رہتی ہے۔ روحوں کی صلاحیتوں میں بھی فرق ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہر روح کی پرواز الگ الگ ہے اور ان میں علم و شعور کے اعتبار سے بہت تفاوت ہے۔ جیسا کہ آپ سوچیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی طرح کسی کی روح نہیں ہو سکتی۔

۳- خواہ کتنی بڑی روح ہو لیکن جس صفت سے وہ موصوف ہے اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ تمام صفات اس سے سلب کر لے۔ کیونکہ سب کچھ اس کے قبضہ و اختیار میں ہے اور تمام مخلوقات اسی کی محتاج ہیں۔

۴- روح کا تعلق عالم امر سے ہے۔ سورۃ اعراف میں ارشاد خداوندی ہے کہ "الا له الخلق والامر" خلق بمنزلہ ایک مشین فٹ کرنے کے ہے اور امر بمنزلہ کرنٹ کے ہے۔ جب ایک مشین کے تمام پرزے مکمل ہو گئے اور مشین فٹ ہو گئی۔ اب اس کے چلنے کی دیر ہے۔ جب بجلی کا کنکشن دے دیا اور بٹن دبا دیا تو چل پڑی۔ اسی طرح

حضرت انسان کا ڈھانچہ مکمل ہوا اور پھر روح کا کنکشن دے دیا گیا تو یہ جیتا جاگتا انسان بن گیا۔ بہر حال انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کن سے چلتا ہے۔

وَقَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ

شان نزول:

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ خانہ کعبہ کے پاس عتبہ، شیبہ، ابو سفیان بن حرب، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، زمعہ بن اسود اور عاص بن وائل جمع ہو گئے۔ دو ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپ باہر تشریف لے آئیں۔ آپ سے کوئی بات کرنی ہے۔ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو آپ فوراً باہر تشریف لے آئے۔ آپ ؐ تو ان بدبختوں کے بارے میں یہ تمنا لیے ہوئے تھے کہ شاید یہ لوگ آج مسلمان ہو جائیں گے۔ جب آپ ان کے پاس آ گئے تو وہ لوگ آپ سے یوں گویا ہوئے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آج تک عرب میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم کا وہ حشر کیا ہو جو آپ نے کیا ہے۔ آپ ہمارے آباء واجداد کو غلط کہتے ہیں اور ہمارے دین میں نقص نکالتے ہیں اور ہمارے حساب سے سمجھدار لوگوں کو بے عقل بتلاتے ہیں اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور آپ نے شیرازہ قوم منتشر کر دیا ہے۔ الغرض ایسی کوئی برائی نہیں ہے جو آپ نے اپنی قوم میں نہ پھیلائی ہو (العیاذ باللہ) اگر اس تحریک سے آپ کا مقصد مال اکٹھا کرنا ہے تو ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ آپ ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے، اگر آپ کا مقصد قوم کی بڑائی یا سرداری حاصل کرنا ہے تو ہم آپ کو سردار بنا دیتے ہیں، اور اگر آپ کا مقصد حکومت کا حصول ہے تو ہم آپ کو اپنا حاکم بنا لیتے ہیں اور اگر آپ پر جنات کے اثرات ہیں تو ہم خطیر رقم خرچ کر کے آپ کا علاج کروا دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو نہ مال کی ضرورت ہے، نہ قیادت کی طلب نہ سرداری مطلوب ہے، نہ بیماری کا عارضہ لاحق ہے، بلکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی ہے۔ میں بشیر بھی ہوں اور نذیر بھی۔ میں نے تم لوگوں کو نصیحت کر کے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات پہنچا دیے ہیں۔ اگر تم مان جاؤ تو تمہارے لیے دین و دنیا دونوں اعتبار سے خیر و فلاح ہے اور اگر تم قبول نہیں کرتے تو میں اللہ کے حکم تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔

ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ ہماری ان پیش کردہ باتوں میں سے کوئی ایک بات قبول نہیں کرتے جو ہم نے آپ کے سامنے رکھی ہیں تو پھر آپ دیکھتے ہیں کہ ہمارا شہر انتہائی تنگ اور پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔ ہمارے پاس مال بھی نہیں ہے۔ آپ اس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، کہ وہ مکہ کے اردگرد

اس طرح چھوڑیں گے بھی نہیں۔ یہاں تک کہ ہم آپ کو ہلاک کر دیں یا آپ ہمیں ہلاک کر دیں۔ ایک نے ان میں سے کہا کہ ہم فرشتوں کی عبادت کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ (العیاذ باللہ)

بہرحال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی دل سوز باتیں سن کر وہاں سے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑے ہوگئے جو کہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی قوم نے آپ پر بہت سی باتیں پیش کیں، لیکن آپ نے کوئی بات قبول نہیں کی۔ پھر انہوں نے اپنے واسطے کچھ چیزیں مانگیں کہ آپ وہ اشیاء ان کو دلوا کر اللہ تعالیٰ کے ہاں جو آپ کی عظمت ہے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دیں، لیکن آپ نے ایسا بھی نہ کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا کہ جس عذاب سے آپ انہیں ڈراتے ہیں وہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ وہ عذاب نازل کر دے تو آپ نے یہ بھی نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ اب میں قسم کھا کر جاتا ہوں کہ میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر ساتھ کھلی ہوئی کتاب نہیں لے آتے جس میں یہ ساری باتیں ہوں جو آپ بیان کرتے رہتے ہیں اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو اس بات کی گواہی دیں اور اللہ کی قسم اگر آپ یہ کام کر دیں تو ممکن ہے کہ میں پھر بھی آپ کی تصدیق نہ کروں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے انتہائی حزن وملال کے ساتھ گھر تشریف لے گئے۔ عبداللہ بن ابی امیہ بھی چلا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے مندرجہ بالا آیتیں نازل فرمائیں۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

اور لوگوں کو

أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ﴿٩٤﴾ قُلْ

ایمان لانے سے جب کہ ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی چیز نے روکا کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا کہہ دے

لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ

اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم آسمان سے اتارتے ان پر فرشتہ

مَلَكًا رَسُولًا ﴿٩٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا

رسول بنا کر بھیجتے۔ کہہ دے کہ اللہ بس ہے گواہ میرے اور تمہارے درمیان بیشک وہ اپنے بندوں سے خبردار

بَصِيرًا ﴿٩٦﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ

دیکھنے والا ہے۔ اور جسے اللہ راہ دکھائے وہی راہ پانے والا ہے اور جسے گمراہ کرے پھر تو ان کے لیے اللہ کے سوا

مِنْ دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ

کوئی دوست نہیں پائے گا اور ہم انہیں قیامت کے دن منہ کے بل اندھے گونگے بہرے کر کے اٹھائیں گے

مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٧﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا

ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جب بجھنے لگے گی تو ان پر اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ان کی سزا اس لیے ہے کہ انہوں نے

بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ﴿٩٨﴾ أَوَلَمْ

ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے۔ کیا انہوں نے

يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ

نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ان جیسے اور بھی بنا سکتا ہے

وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ﴿٩٩﴾ قُلْ لَوْ أَنْتُمْ

اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس میں کوئی شک نہیں اس پر بھی ظالم انکار کیے بغیر نہ رہے۔ کہہ دو اگر

تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

تم میرے رب کی رحمت کے خزانے کے مالک ہوتے تو تم انہیں خرچ ہو جانے کے ڈر سے بند ہی کر رکھتے اور انسان بڑا ہی

تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ
بالکل ہی آہستہ پڑھو اور اس کے درمیان راستہ اختیار کرو ○ اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے نہیں لی
وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ
کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کا سلطنت میں شریک ہے اور نہ کوئی کمزوری کی وجہ سے اس کا مددگار
وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ۝
اور اس کی خوب بڑائی بیان کرتے رہو ○

[illegible]

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا الخ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت فرماتے تھے تو عجیب صورت پیش آتی۔ اگر تلاوت میں آپ کی آواز ذرا بلند ہوتی اور مشرکین سن لیتے تو قرآن کریم اور اس کے لانے والے کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کرتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اندیشہ کے پیش نظر آہستہ تلاوت فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں رہنمائی فرمائی کہ تلاوت بہت بلند آواز سے بھی نہ ہو اور اتنی پست آواز سے بھی نہ ہو کہ مجمع ہدایت سے مستفید نہ ہو، بلکہ افراط و تفریط چھوڑ کر میانہ روی ہونی چاہیے۔ چنانچہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے گھر کے پاس سے گزرے تو سنا کہ وہ قرآن پاک بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں اور حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس سے گزرے تو وہ اونچی آواز سے پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے صدیق اکبرؓ سے پوچھا کہ اتنا آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ تو وہ عرض کرنے لگے کہ انا جی ربی عزوجل وھو یعلم حاجتی یعنی میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوں اور وہ مجھے جانتا ہے۔ جب فاروق اعظمؓ سے استفسار فرمایا کہ تم اونچا کیوں پڑھتے ہو؟ تو وہ عرض کرنے لگے کہ میں شیطان کو بھگاتا اور غافلین و سوئے ہوؤں کو جگاتا ہوں تو آپ نے صدیق اکبرؓ سے فرمایا ذرا اونچا پڑھا کرو اور فاروق اعظمؓ سے فرمایا ذرا آہستہ پڑھا کرو۔

شبینہ کی حقیقت و حیثیت

آج کل لوگوں نے جو شبینہ شروع کر رکھا ہے یہ بالکل ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد ہیں:

۱- ایک شخص تلاوت کر رہا ہوتا ہے اس کے ساتھ بعض لوگ لیٹے اور بعض بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

۲- کئی بار یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ سامع بیٹھا یا لیٹا ہوتا ہے جب حافظ صاحب کی غلطی آ رہی ہوتی ہے یا متشابہ لگ رہا ہوتا ہے تو وہ غلطی بتاتا ہے۔ کبھی نماز میں شامل ہو کر اور کبھی نماز میں شمولیت کے بغیر ہی

لیٹ یا بیٹھ جاتا ہے۔

۳- لاؤڈ اسپیکر کو اس کا لازمی حصہ اور جزو لاینفک قرار دے دیا گیا ہے۔ اسپیکر کے بغیر تو شبینہ ہوتا ہی نہیں۔

۴- ساری رات لاؤڈ اسپیکر بلا ضرورت چلائے جاتے ہیں اور مخلوق خدا کو اذیت دی جاتی ہے۔ ان کے آرام میں برابر خلل انداز ہوتے ہیں، لہٰذا مروجہ شبینہ بالکل ناجائز ہے۔ اگر شبینہ کی یہ مروجہ شکل نہ ہو اور نفلوں میں کوئی شخص قرآن کریم ختم کرے تو جائز ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی شرعی حیثیت:

لاؤڈ اسپیکر کے جواز اور عدم جواز کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اسپیکر کے ذریعہ جو آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے آیا یہ عین الصوت ہے یا حکایۃ الصوت ہے۔ ابتدا میں سائنس دانوں میں بھی یہ اختلاف تھا۔ بعض کا خیال تھا کہ یہ عین الصوت ہے اور بعض کا خیال تھا کہ یہ حکایت الصوت ہے۔ عین الصوت متحقق نہیں ہے، لہٰذا ہمارے اکابر میں سے مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ عدم جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ یہ احتیاط پر مبنی تھا۔ کیونکہ اگر حکایت صوت ثابت ہو جاتی اور اسی پر سب متفق ہو جاتے تو پھر امام کی نماز تو صحیح رہتی کیونکہ وہ خود قاری ہے، لیکن مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی کیونکہ تلقی عن الغیر فی الصلوٰۃ مفسد صلوٰۃ ہے اور اگر عین الصوت پر سب متفق ہو جاتے تو جواز میں کوئی شبہ نہ تھا لہٰذا یہ امر دائر تھا بین الجواز وعدم الجواز (جواز اور عدم جواز میں) تو اس کا ترک افضل ہے اور احتیاطاً عدم جواز والا پہلو غالب ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے کہ

دع ما یریبک الی ما لا یریبک

چھوڑ دے اس شے کو جو تجھے شک میں ڈالے اور وہ کام کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے۔

اس اصل پر بہت سے مسائل متفرع ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے الاشباہ والنظائر

بعد میں تمام سائنس دان اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسپیکر کے ذریعہ جو آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچتی ہے وہ عین الصوت ہے، نہ کہ حکایت الصوت، لہٰذا عدم جواز والا شبہ جاتا رہا اور عرف عام بھی یہی ہے کہ اگر آپ لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت وغیرہ سنتے ہیں جیسے آج کل مصر سے قراء کرام تشریف لائے ہوئے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں کو سنا فلاں کی آواز سنی اور اسپیکر کے ذریعہ اگر آپ آیت سجدہ سنتے ہیں تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ جبکہ ٹیپ ریکارڈر اور صدائے بازگشت سے اگر آیت سجدہ سنی تو سجدہ واجب نہیں ہوتا اور اس کے ذریعہ نماز بھی جائز نہیں۔

سِنِينَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

(ان کے) کان بند کر دیے 0 پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ معلوم کریں کہ دونوں جماعتوں میں سے کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے 0

افادات محمود:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ الخ

یہود نے مشرکین کو اکسایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کریں کہ روح کیا ہے۔ اصحاب کہف کا کیا قصہ ہے اور ذوالقرنین کی سرگزشت کیا ہے؟ یہود اور مشرکین دونوں طبقے اصحاب کہف کے قصے کو نہایت ہی عجیب خیال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس واقعہ کو عجیب سمجھتے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ جیسے آسمان، زمین، چاند، سورج، ستارے وغیرہ۔ اصحاب کہف کا واقعہ بھی عجیب ہے، لیکن اتنا بھی عجیب نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ایک تفسیر کے مطابق کہف اور رقیم غار کو کہا جاتا ہے اور "کہف" "المغارۃ فی الجبل" یعنی پہاڑ میں جو غار ہو اسے کہف کہا جاتا ہے اور اسی کو رقیم بھی کہا جاتا ہے۔ دوسری تفسیر کے مطابق "رقیم" بمعنی مرقوم ہے یعنی لکھی ہوئی چیز مراد ہے۔ چونکہ اصحاب کہف کے نام پتھر یا سیسے کی تختی پر لکھے ہوئے تھے۔ اس لیے ان کو اصحاب الرقیم کہا جاتا ہے۔

اصحاب کہف کا قصہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے قبل دقیانوس نامی ایک ظالم و جابر بادشاہ تھا جو لوگوں کو کفر و شرک پر مجبور کرتا تھا۔ چند نوجوانوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و توحید کی محبت ڈال دی۔ انہوں نے بادشاہ کے دربار میں پیش ہو کر شرک سے انکار کر دیا۔ بادشاہ کو ان کی جوانی پر ترس آیا، اس لیے ان کو فی الفور قتل نہ کروایا۔ ان کو کچھ مہلت دے دی تاکہ وہ اپنے ایمان کو ترک کر دیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس وقت شہر میں رہ کر ایمان کو بچانا مشکل ہے۔ لہٰذا قریب کسی پہاڑ میں جا کر غار میں چھپ جائیں اور دوبارہ شہر میں آنے کے لیے کسی مناسب وقت کا انتظار کریں۔ راستے میں جاتے ہوئے ایک چرواہا بھی اپنے ایمان کو بچانے کی غرض سے ان کے ساتھ ہو لیا اور اس کا کتا بھی ساتھ چل پڑا۔ یہ تمام حضرات جا کر ایک غار میں چھپ گئے اور کتا بھی اپنے اگلے دونوں پاؤں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دفعۃً سب پر نیند طاری فرما دی۔ یہ سب سو گئے لیکن ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں۔ دیکھنے میں ایسا لگتا تھا گویا کہ یہ جاگ رہے ہیں۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بادشاہ نے ان سب کے نام کسی پتھر یا سیسے کی تختی پر کندہ کروا کر وہ تختی سرکاری خزانے میں ڈال دی تاکہ آئندہ ان لوگوں کا کوئی پتا چلے تو ریکارڈ موجود رہے۔ یہ حضرات ۳۰۹ تین سو نو سال تک سوتے رہے۔ کروٹیں بھی بدلتے رہے۔ یہ لوگ جس غار

میں تھے اس کا محتاج ہوتا تھا۔ ضرورت کے تحت دھوپ بھی لگتی رہی لیکن یہ دھوپ تکلیف دینے نہیں آتی اور پھر ہٹ جاتی تھی۔ ۳۰۹ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس ملک پر ایک عادل اور خدا ترس بادشاہ کا تقرر ہوا جو لوگوں کو قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے ڈراتا۔ چنانچہ لیکن بہت سے لوگ قیامت اور حشر نشر کے منکر تھے۔ بادشاہ کی بڑی خواہش تھی کہ کوئی ایسی نظیر سامنے آجائے جو آخرت اور دوبارہ جی اٹھنے پر حجت قاطعہ ہو۔ چنانچہ ۳۰۹ سال کے بعد جب یہ لوگ جاگے تو ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی مدت تک سوتے رہے ہیں؟ بعض نے کہا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ، دوسرے کہنے لگے کہ حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ہمیں اس فضول بحث و تحیص میں نہیں پڑنا چاہیے۔ پھر یہ فیصلہ ہوا کہ ایک ساتھی کو روپے دے کر شہر بھیج دیا جائے تاکہ وہ وہاں سے پاکیزہ کھانا لے آئے۔ چنانچہ ایک ساتھی ۳۰۰ سال پرانا سکہ لے کر شہر گیا۔ جب کھانا خریدنے لگا تو پرانا سکہ دیکھ کر لوگوں نے سمجھا کہ شاید اسے کوئی پرانا مدفون خزانہ ہاتھ لگا ہے۔ لوگوں کی ان کے ساتھ یہ بحث ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی۔ دربار میں سے وہ تختی نکالی گئی جس پر ان سب کے نام اور کیفیت درج تھی۔ چنانچہ بادشاہ بڑا خوش ہوا اور ان لوگوں کو سرکاری اعزاز سے ٹھہرایا گیا اور اس عجیب واقعہ کو دیکھ کر وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ جو بعث بعد الموت کے منکر تھے۔ یہ لوگ چند دن شہر میں رہ کر دوبارہ اسی غار میں چلے گئے اور وہاں لیٹ گئے۔ وہاں ایک مسجد بھی بنائی گئی۔

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۖ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ

اور تم انہیں جاگتا ہوا خیال کرتے حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں

الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

دائیں بائیں پلٹتے رہتے ہیں اور ان کا کتا چوکھٹ کی جگہ اپنے دونوں بازو پھیلائے بیٹھا ہے اگر تم انہیں جھانک کر دیکھو تو

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا

الٹے پاؤں بھاگ کھڑے ہو اور البتہ تم پر ان کی دہشت چھا جائے ○ اور اسی طرح ہم نے انہیں جگا دیا تاکہ ایک

بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ

دوسرے سے پوچھیں ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی دیر ٹھہرے ہو انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن سے کم ٹھہرے ہیں کہا تمہارا رب

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ

خوب جانتا ہے جتنی دیر تم ٹھہرے ہو اب اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی دے کر اس شہر میں بھیجو پھر دیکھے کون سا کھانا ستھرا ہے

طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝ إِنَّهُمْ إِنْ

پھر تمہارے پاس اس میں سے کھانا لائے اور نرمی سے جائے اور تمہارے متعلق کسی کو نہ بتائے ○ بے شک اگر

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝

وہ لوگ تم پر اطلاع پا جائیں گے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے یا اپنے دین میں لوٹا لیں گے پھر تم کبھی فلاح نہیں پاؤ گے ○

وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ

اور اسی طرح ہم نے ان کی خبر ظاہر کر دی تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک

فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ ۖ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ

نہیں جبکہ لوگ ان کے معاملہ میں جھگڑ رہے تھے پھر کہا ان پر ایک عمارت بنا دو ان کا رب ان کا حال خوب جانتا ہے

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ

ان لوگوں نے کہا جو اپنے معاملہ میں غالب آگئے تھے کہ ہم ان پر ضرور ایک مسجد بنائیں گے ○ بعض کہیں گے کہ تین ہیں چوتھا ان کا

كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ

کتا ہے اور بعض اٹکل پچو سے کہیں گے پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے اور بعض کہیں گے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۣ فَلَا تُمَارِ

سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔ کہہ دو ان کی گنتی میرا رب ہی خوب جانتا ہے ان کا اصلی حال تو بہت کم لوگ جانتے ہیں سو تو

فِيْهِمْ اِلَّا مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۝ ۲۲

ان کے بارے میں سرسری گفتگو کے سوا جھگڑا نہ کر اور ان میں سے کسی سے بھی ان کا حال دریافت نہ کر ○

افاداتِ محمود:

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ الخ

اصحاب کہف کی صحیح تعداد قرآن کریم میں مذکور نہیں ہے۔ تاہم مفسرین کے ہاں سات کا قول زیادہ راجح ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ تین اور چار والا قول نقل کر کے آگے اللہ تعالیٰ نے "رَجْمًا بِالْغَيْبِ" فرمایا ہے۔ جو کہ یقیناً ان دونوں قولوں کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اور سات والا قول نقل کر کے اس پر سکوت فرمایا گیا ہے۔ دوسرا اس وجہ سے کہ قال قائل سے ایک مراد ہے کیونکہ صیغہ مفرد مذکر ہے اور پہلا "قالوا" چونکہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اقل جمع تین ہیں تو اس سے کم از کم تین مراد ہوں گے اور دوسرے "قالوا" سے تین دوسرے لوگ مراد ہوں گے یوں اصحاب کہف کی تعداد سات قرار پائی۔ یہ ایک عمدہ استدلال ہے۔

اصحاب کہف کے اسماء مبارکہ:

۱۔ یملیخا (یہ کھانا خریدنے کے لیے گیا تھا) ۲۔ مکسلمینا ۳۔ کشفوطط

۴۔ طبیونس ۵۔ کشافطیونس ۶۔ اذرفطیونس ۷۔ یوانس یونس

بعض لوگ ان اسماء کو تعویذات میں لکھتے ہیں۔ مختلف مقاصد کے لیے یہ تعویذ مجرب بھی ہے۔

اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم

۱۔ بعض مفسرین کے ہاں اصحاب کہف اور اصحاب الرقیم دونوں کا مصداق اصحاب الکہف ہی ہیں۔

۲۔ بعض مفسرین کے ہاں اصحاب الکہف تو یہی ہیں جو سورۃ کہف میں مذکور ہیں اور اصحاب الرقیم سے مراد وہ لوگ ہیں جو غار میں پھنس گئے تھے اور ان کی تعداد تین تھی۔ ان کا واقعہ قرآن کریم نے اصحاب کہف کی طرح مفصل تو بیان نہیں فرمایا لیکن عجیب و غریب ہونے کی وجہ سے اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔

دوسرے قول کے مطابق اصحاب الرقیم کا قصہ کچھ یوں ہے کہ تین آدمی سفر پر جا رہے تھے۔ بارش شروع ہو گئی۔ ان تینوں نے ایک غار میں جا کر بارش سے بچنے کے لیے پناہ لے لی۔ اتفاق سے ایک بڑی چٹان غار کے دہانے پر آ گری جس نے غار کا منہ مکمل طور پر بند کر دیا۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے زندگی میں جو اچھے اعمال

کیے ہیں ان اعمال کو وسیلہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں تا کہ یہ بلا ٹل جائے۔

۱- ان میں سے ایک کا طریقہ کار یہ تھا کہ رات کو جو تھوڑا سا دودھ ہوتا وہ پہلے اپنے والدین کو پلاتا اور بعد میں اپنے بچوں کو پلاتا۔ ایک رات اس شخص کو دیر ہوگئی اور والدین سو گئے۔ اس نے جب دودھ دوہ لیا تو وہ دودھ کا پیالہ لے کر والدین کے سرہانے آ کھڑا ہوا۔ بچوں کو بھی نہیں پلایا اور والدین کو جگایا بھی نہیں کہ ان کو جگانا ان کے لیے باعث مشقت سمجھا۔ خیال یہ تھا کہ اگر وہ خود جاگ گئے تو دودھ پلا دوں گا۔ وہ ساری رات ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ بچے بھی بھوکے رہے اور والدین بھی نہ جاگے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ اگر میں نے یہ نیک عمل محض تیری رضا کے حصول کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما دے۔ چٹان ایک تہائی ہٹ گئی۔

۲- دوسرے شخص کے پاس ایک بار اس کی چچا زاد بہن کسی کام سے آئی تھی۔ اس نے اس لڑکی کو گناہ پر مجبور کیا۔ جب اس کے دونوں رانوں کے درمیان بیٹھ گیا اور وہ گناہ کرنے کے لیے پوری طرح تیار تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ خدا سے ڈر اور ناحق یہ حرکت نہ کر۔ یہ الفاظ کہنے تھے کہ اس کی دنیا ہی بدل گئی اور یہ شخص روتا ہوا استغفار کرتا ہوا الگ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ یا باری تعالیٰ اگر میں نے گناہ سے باز رہنے کا یہ عمل تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما دے تو وہ چٹان دو تہائی کھل گئی۔

۳- تیسرے شخص کے پاس ایک مزدور کام کرتا تھا۔ وہ اپنا حق وصول کیے بغیر چلا گیا۔ اب یہ اس مزدور کے مال سے تجارت کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مال بہت زیادہ بڑھ گیا۔ جب کچھ عرصے کے بعد وہ شخص آیا اور اس مالک سے اپنے حق کا مطالبہ کیا تو اس نے ایک پورا کا پورا اس کے حوالہ کر دیا جو کہ اس کے مال سے تجارت کے نتیجے میں حاصل ہوا تھا۔

اس شخص نے کہا کہ یا باری تعالیٰ اگر میں نے یہ عمل محض تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس چٹان کو دور فرما۔ چنانچہ چٹان مکمل طور پر ہٹ گئی۔ بعض مفسرین کے ہاں اصحاب الرقیم سے مذکورہ بالا تینوں افراد مراد ہیں۔ (بخاری)

امام بخاریؒ نے ایک باب تو اصحاب کہف کے اسماء کا باندھا ہے اور اس کے بعد "باب حدیث الغار" کے عنوان سے ایک اور باب باندھا ہے جس سے بظاہر یہ ترشح ہوتا ہے کہ ان دونوں میں تعلق ہے لیکن دونوں کا مصداق الگ الگ ہیں۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ

[illegible] کے متعلق

إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ

بے شک میں کل کو یہ کام کرنے والا ہوں مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کر لے جب بھول جائے اور کہہ دو

عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ

امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر راستہ دکھائے ○ اور وہ اپنے غار میں

ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ

تین سو سال تک رہے اور نو برس اور ○ کہہ دو اللہ بہتر جانتا ہے جتنی مدت رہے تمام آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا

اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے ان کا اللہ کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں اور نہ وہ

يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا

وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے ○ اور اپنے رب کی کتاب سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہے پڑھا کرو اس کی

مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ

باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے اور تو اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائے گا ○ تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو

يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضامندی چاہتے ہیں اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا کہ

تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ

تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور اپنی خواہش کے

هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن

تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے ○ اور کہہ دو سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے اور

شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا

جو چاہے انکار کر دے بے شک ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے انہیں اس کی قناتیں گھیر لیں گی اور اگر فریاد کریں گے

نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝

نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا ۝ لیکن میرا تو اللہ ہی رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ

اور جب تو اپنے باغ میں آیا تھا تو تو نے کیوں نہ کہا جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے اور اللہ کی مدد کے سوا کوئی طاقت نہیں اگر تو

اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ

مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے مال اور اولاد میں کم ہوں ۝ پھر امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دے

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا

اور اس پر کوئی آفت آسمان سے بھیج دے پھر وہ چٹیل میدان ہو جائے ۝ یا اس کا پانی خشک

غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ۝ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى

ہو جائے پھر تو اسے ہرگز تلاش کر کے نہ لا سکے ۝ اور اس کا پھل سمیٹ لیا گیا پھر وہ اپنے ہاتھ ہی ملتا رہ گیا

مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

اس پر جو اس نے اس باغ میں خرچ کیا تھا اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا ہوا تھا اور کہتا تھا کاش میں اپنے رب کے ساتھ

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ۝ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ

کسی کو شریک نہ کرتا ۝ اور اس کی کوئی جماعت نہ تھی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتے اور نہ وہ خود ہی

مُنْتَصِرًا ۝ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۝ وَاضْرِبْ

بدلہ لے سکا ۝ یہاں سب اختیار اللہ سچے ہی کا ہے اس کا انعام بہتر ہے اور اسی کا دیا ہوا بدلہ اچھا ہے ۝ اور ان سے

لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو مثل ایک پانی کے ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی روئیدگی پانی کے ساتھ مل گئی

فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝ اَلْمَالُ

پھر وہ چورا چورا ہو گئی کہ اسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۝ مال

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

اور اولاد تو دنیا کی زندگی کی رونق ہیں اور تیرے رب کے ہاں باقی رہنے والی نیکیاں ثواب اور آخرت کی

وَخَيْرٌ أَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَحَشَرْنَاهُمْ

امید کے لحاظ سے بہتر ہیں ۝ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو صاف میدان دیکھے گا اور سب کو جمع کریں گے

فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا

اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے ۝ اور سب تیرے رب کے سامنے صف بستہ کر کے پیش کیے جائیں گے البتہ تحقیق تم

خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾ وَوُضِعَ الْكِتَابُ

ہمارے پاس آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ مقرر نہ کریں گے ۝ اور اعمالنامہ

فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ

رکھ دیا جائے گا پھر تو مجرموں کو دیکھے گا اس چیز سے ڈرنے والے ہوں گے جو اس میں ہے اور کہیں گے افسوس ہم پر یہ کیسا اعمالنامہ ہے کہ

لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا

اس نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر سب کو گن رکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا

اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا ۝ اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے

إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ

سجدہ کیا وہ جنوں میں سے تھا سو اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی پھر کیا تم مجھے چھوڑ کر اسے اور اس کی

أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَّا أَشْهَدتُّهُمْ

اولاد کو کارساز بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو برا بدلہ ملا ۝ میں نے انہیں آسمان اور زمین کے

خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ

بناتے وقت نہیں بلایا تھا اور نہ خود ان کے بناتے وقت اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا

عَضُدًا ﴿٥١﴾ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ

نہ تھا ۝ اور جس دن فرمائے گا کہ میرے شریکوں کو پکارو جنہیں تم سمجھتے تھے پھر وہ انہیں پکاریں گے

يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ﴿٥٢﴾ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُم

سو وہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور ہم نے ان کے درمیان ہلاکت کی جگہ بنا دی ہے ۝ اور گنہگار آگ کو دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۞ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے ○ اور البتہ تحقیق ہم نے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۞ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

لوگوں کے لیے ہر قسم کی عمدہ مثال طرح طرح سے بیان کی ہے اور انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے ○ اور جب ان کے پاس

اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ

ہدایت آگئی تو انہیں ایمان لانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے کسی چیز نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ

الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۞ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ

انہیں پہلی قوموں کا سا معاملہ پیش آئے یا عذاب ان کے سامنے آ جائے ○ اور ہم رسولوں کو صرف خوشخبری دینے

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا

اور ڈرانے والے ہی بنا کر بھیجتے ہیں اور کافر لوگ ناحق جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق بات کو ٹلا دیں اور انہوں نے میری آیتوں کو

اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۞ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ

اور جس چیز سے انہیں ڈرایا گیا ہے مذاق بنا لیا ہے ○ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ منہ پھیر

عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ

لے اور جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے بھول جائے بے شک ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں کہ اسے سمجھیں

وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ۞

اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے تو بھی وہ ہرگز کبھی راہ پر نہ آئیں گے ○

وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ

اور تیرا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر انہیں ان کے کیے پر پکڑتا تو ان پر جلد ہی عذاب بھیج دیتا

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۞ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ

بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ مقرر ہے جس سے ورے کوئی پناہ کی جگہ نہیں پائیں گے ○ اور یہ بستیاں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے

لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۞

جب انہوں نے ظلم کیا تھا اور ہم نے ان کی ہلاکت کے لیے ایک وقت مقرر کیا تھا ○

افادات محمود:

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ الخ

شمسی سال کے حساب سے پورے ۳۰۰ سال بنتے ہیں جبکہ قمری سال کے اعتبار سے (۳۰۹) تین سو نو سال بنتے ہیں۔ شمسی اور قمری سال میں ۱۱ دن کا فرق ہوتا ہے۔ قمری سال میں ۳۵۴ اور شمسی سال میں ۳۶۵ دن ہوتے ہیں۔ سو سال میں شمسی سال کے گیارہ سو دن بڑھ گئے اور تین سو سال میں ۳۳۰۰ دنوں کا اضافہ ہوگیا۔ یہ ۹ سال اور کچھ مہینے بنتے ہیں۔

مُرْتَفَقًا کے معنی ٹیک کی جگہ کے ہیں۔ مراد جھولوں کی چھت وغیرہ ہے۔ مثلاً چادر۔ وَاِسْتَبْرَقٍ موٹا اور باریک ریشم۔ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا میرے پاس مال بھی زیادہ ہے اور ہماری نفری بھی زیادہ ہے۔

دوسرے جز کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں بہت ہی معزز فرد ہوں۔ لٰكِنَّا۔ یہ جمع متکلم کا صیغہ نہیں ہے بلکہ اصل میں یہ لٰکن انا۔ یہ حرف استدراک کے ساتھ واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ اس وجہ سے اس کو الف کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ

اور جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ

لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا

میں نہ ہٹوں گا جہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچ جاؤں یا سالہا سال چلتا رہوں ○ پھر جب وہ دونوں دریاؤں کے بیچ

نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ

ملنے کی جگہ پر پہنچے تو دونوں اپنی مچھلی کو بھول گئے پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ کی طرح راستہ بنا لیا پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے

آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا

تو اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ البتہ تحقیق ہم نے اس سفر میں تکلیف اٹھائی ہے ○ کہا کیا تو نے دیکھا جب

إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ

ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی وہیں بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلایا کہ اس کا ذکر کروں

وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا

اور مچھلی نے اپنی راہ سمندر میں عجیب طرح سے نکالی ○ کہا یہی ہے جو ہم چاہتے تھے پھر اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے

قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ

الٹے پھرے ○ پھر ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ کو پایا جسے ہم نے اپنے ہاں سے رحمت دی تھی اور اسے ہم نے

مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

اپنے پاس سے ایک علم سکھایا تھا ○ اسے موسیٰ نے کہا کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تو مجھے سکھائے اس میں سے جو تجھے

عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ

ہدایت کا طریقہ سکھایا گیا ہے ○ کہا بے شک تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا ○ اور تو کیسے صبر کرے گا

عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي

اس بات پر جو تیری سمجھ میں نہیں آئے گی ○ کہا اگر اللہ نے چاہا تو مجھے صابر پائے گا اور میں کسی بات میں بھی تیری نافرمانی

لَكَ أَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ

نہیں کروں گا ○ کہا پس اگر تو میرے ساتھ رہے تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کر یہاں تک کہ میں تیرے سامنے اس کا ذکر کروں

مِنْهُ ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

پھر دونوں چلے ○ یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اسے پھاڑ دیا کہا کیا تو نے اس لئے پھاڑا ہے کہ

أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾

کشتی کے لوگوں کو غرق کر دے البتہ تو نے خطرہ کی بات کی ہے ○ کہا کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا ○

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانطَلَقَا

کہا میرے بھول جانے پر گرفت نہ کر اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کر ○ پھر دونوں چلے

حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ شَيْئًا

یہاں تک کہ جب ایک لڑکے سے ملے تو اسے مار ڈالا کہا تو نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا البتہ تو نے بری

نُّكْرًا ﴿٧٤﴾

بات کی ○

افادات محمود:

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ الخ

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن بڑے موثر و بلیغ انداز میں بنی اسرائیل کو اسرار شریعت سمجھا رہے تھے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ کوئی آپ سے بڑا عالم بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ جواب فی الحقیقت درست تھا کیونکہ اتنے بڑے اولوالعزم نبی و رسول سے بڑا عالم کون ہو سکتا ہے۔ مگر مقربین بارگاہ خداوندی کے شایان شان یہی ہے کہ دربار خداوندی کے آداب کا دوسروں کی نسبت زیادہ خیال رکھیں اور یہ کہنا زیادہ مناسب تھا کہ واللہ اعلم۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ مجمع البحرین پر جاؤ وہاں میرا ایک بندہ موجود ہے اس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے۔ مراد حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

کیا حضرت خضر نبی تھے؟

حضرت خضرؑ کے متعلق ہمیشہ یہ بحث رہی ہے کہ وہ نبی تھے یا نہیں؟ اسی طرح لقمان حکیم کے متعلق بھی حضرت عکرمہؓ سے منقول ہے کہ وہ نبی تھے۔ جبکہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ نبی نہیں تھے۔ حضرت خضرؑ کے متعلق فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ تکوینیات کے پیغمبر تھے۔ تشریعی نبی نہیں تھے اور امور تکوینیہ قانون نہیں ہیں جن کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ امور تشریعیہ کے نبی تھے اور امور تشریعیہ قانون بھی ہوتے ہیں اور ان کی تبلیغ بھی کی جاتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو ان تکوینیات کی تعلیم کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اللہ تعالیٰ انہیں یہ بتلانا چاہتے تھے کہ دنیا

کہ ایسے بندے بھی موجود ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت خضر اب بھی حیات ہیں اور بہت سے لوگوں
سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ لیکن یہ بات اس مشہور حدیث کے خلاف ہے جس میں ارشادِ مبارک ہے کہ اب جو
لوگ موجود ہیں سو سال کے بعد ان میں کوئی بھی نہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ حدیث میں
''علی وجہ الارض'' کا لفظ موجود ہے۔ جبکہ حضرت خضر سمندر میں تھے اجتہاد و تحقیق ہیں لیکن ہمیں اس قصہ کی
باتوں کی کھوج میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔

مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ الخ اس سے یا تو بحرِ فارس اور بحرِ روم مراد ہیں۔ بعض کے نزدیک دجلہ و فرات مراد ہیں
اور بعض کے نزدیک اس سے افریقہ کا کوئی مقام ہے۔ جہاں دو دریا ملتے ہیں۔ اگرچہ حقیقت میں وہ دریا نہیں تھے
لیکن چونکہ کم سے کم قاصد ہو کا [illegible] مراد ہو سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ مجمع البحرین چونکہ بڑا وسیع علاقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ بطورِ نشانی کے اپنے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی زنبیل میں رکھو جہاں وہ پانی میں اتر جائے وہیں تمہاری منزل
مقصود ہے۔ یعنی وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع بن نون کو
ساتھ لے کر اور زنبیل میں مچھلی لے کر قاصد سفر ہوئے۔ چلتے چلتے مچھلی پانی میں کود پڑی لیکن حضرت یوشع بن نون
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتلانا بھول گئے۔ انہوں نے جب آگے سفر جاری رکھا تو فرمایا کہ میں تھکاوٹ محسوس کر
رہا ہوں۔ تب انہیں یاد آیا اور وہ کہنے لگا جہاں ایک پتھر کے پاس ہم آرام کر رہے تھے وہیں مچھلی پانی میں اتر گئی تھی
لیکن شیطان نے مجھ سے بھلا دیا اور میں آپ کو بتلا نہ سکا۔ خیر تلاش کرنے سے حضرت خضر مل گئے اور وہ امور تکوینیہ
میں سے تین باتیں اُن کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم میں آ گئیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔
جس لڑکے کو حضرت خضر نے قتل کیا تھا اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی جس کے
بطن سے نبی پیدا ہوئے۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ إِن سَأَلْتُكَ عَن

[illegible]

شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّي عُذْرًا ۝ فَانطَلَقَا حَتَّىٰ

[illegible]

إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا

[illegible]

يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ۝ قَالَ هَٰذَا

[illegible]

فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

[illegible]

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ

[illegible]

وَرَاءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ

[illegible]

فَخَشِينَا أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۝ فَأَرَدْنَا أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ

[illegible]

زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

[illegible]

تَحْتَهُ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا

[illegible]

وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ

[illegible]

مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾

جس پر تو صبر نہیں کر سکا ○

افاداتِ محمود:

وَاَمَّا الْغُلٰمُ الخ

یہاں متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں ایک یہ ہے کہ اگر یہ لڑکا مستقبل میں والدین کے لیے خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ اسے پیدا ہی نہ کرتا یا اس کو اتنا شریر و خطرناک ہی نہ بناتا۔ مزید یہ کہ دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں کفار رہ رہے ہیں۔ اگر اس لڑکے کے والدین کافر ہو جاتے تو کیا نقصان تھا پھر یہ قانون ہی بنا دیا جاتا کہ جو بھی بچے والدین کے لیے مستقبل میں اس طرح خطرہ ہوں ان سب کو ہلاک کیا جائے؟ اہل سنت والجماعت کے ہاں تو ان تمام سوالوں کا سہل اور بے غبار جواب یہ ہے کہ "لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون" اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کے ذریعے اس نظام کو چلا رہا ہے وہی مختار مالک ہے اور وہ شہنشاہِ کائنات ہے۔ کسی بندے اور غلام کو اس کے احکام کے سامنے دم مارنے یا حکمتیں تلاش کرنے یا معلوم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ معتزلہ نے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ ما ھو الاصلح للعبد یجب علی اللہ یعنی بندوں کے لیے جو چیز زیادہ مفید ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے وہ کرنا واجب ہے۔ یہ معتزلہ کا خود تراشیدہ ضابطہ ہے جو کہ ہر اعتبار سے ناقص و نا تمام ہے۔ چنانچہ شرح العقائد النسفی میں ہے کہ امام المتکلمین ابوالحسن اشعریؒ نے اپنے استاد ابو علی جبائی سے پوچھا کہ ان تین بھائیوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک مسلمان مرا دوسرا کافر مرا اور تیسرا صغر سنی میں ہی مر گیا۔ وہ کہنے لگا جو مسلمان ہے اس کو ثواب ملے گا، کافر کو سزا ملے گی اور جو صغر سنی مرا ہے نہ سزا ہوگی نہ ثواب۔ حضرت ابوالحسن اشعریؒ نے پھر پوچھا کہ اگر یہ چھوٹا بھائی اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ آپ نے مجھ کو صغر سنی ہی کیوں اٹھا لیا۔ میں بڑا ہو جاتا، مسلمان ہو کر جنت میں چلا جاتا۔ ابو علی جبائی کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ میرے علم میں تھا کہ اگر تو بڑا ہو جاتا تو کافر بنتا۔ ابوالحسن نے دوبارہ پوچھا کہ وہ جو کافر مرا ہے اگر وہ کہے کہ باری تعالیٰ آپ نے مجھ کو بچپن ہی میں کیوں نہ اٹھا لیا تا کہ میں کفر کا مرتکب ہو کر جہنم میں نہ جاتا فبھت الجبائی یعنی جبائی چپ ہو گیا۔ بہرحال معتزلہ کا یہ نظریہ اصول دین کے خلاف ہے لہٰذا ہم اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اس قسم کی باتیں سراسر فساد ہیں۔ جیسے آج کل لوگوں نے حیات برزخیہ کے متعلق طرح طرح کی باتیں شروع کر رکھی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مانتے ہو تو اس سے شرک لازم آئے گا۔ حالانکہ ابدی حیات آگے سب کو ملنے والی ہے۔ اہل جنت کو بھی اور اہل جہنم کو بھی۔ تو وہاں اگر حیات ابدیہ سے شرک لازم نہیں آتا تو قبر کی حیات سے یہاں شرک کیا لازم آئے گا؟

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟

اور آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں — کہہ دو کہ اب میں تمہیں

عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾

اس کا حال سناتا ہوں ○ — ہم نے اسے زمین میں حکمرانی دی تھی — اور اسے ہر طرح کا سامان دیا تھا ○

فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ

تو اس نے ایک سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ — جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا — تو اسے ایک گرم چشمے میں ڈوبتا ہوا پایا

وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن

اور وہاں ایک قوم بھی پائی — ہم نے کہا اے ذوالقرنین — یا انہیں سزا دے — یا ان سے

تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ

نیک سلوک کر ○ — کہا جو ان میں ظالم ہے — اسے تو ہم سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کے ہاں لوٹایا جائے گا

فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ

پھر وہ اسے اور بھی سخت سزا دے گا ○ — اور جو کوئی ایمان لے آئے گا — اور نیک کام کرے گا — تو اسے نیک بدلہ ملے گا

وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ ٱلشَّمْسِ

اور ہم بھی اپنے معاملہ میں آسانی ہی کا حکم دیں گے ○ پھر اس نے ایک سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذَٰلِكَ وَقَدْ أَحَطْنَا

تو اس نے سورج کو ایک ایسی قوم پر نکلتے ہوئے پایا کہ جس کے لئے ہم نے سورج کے ادھر کوئی آڑ نہیں رکھی تھی ○ اسی طرح ہی ہے اور اس کے

بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ ٱلسَّدَّيْنِ وَجَدَ مِن

حال کی پوری خبر ہمارے ہی پاس ہے ○ پھر اس نے ایک سامان تیار کیا ○ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا اس

دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوا۟ يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ

دونوں سے اس طرف ایک ایسی قوم کو دیکھا جو بات نہیں سمجھ سکتی تھی — انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یاجوج ماجوج

وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰٓ أَن تَجْعَلَ بَيْنَنَا

اس ملک میں فساد کرنے والے ہیں پھر کیا ہم آپ کے لئے کچھ محصول مقرر کر دیں — اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان

کے یاجوج وماجوج میں سے ہوگا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ اور دجال کا آمنا سامنا اس مناسبت سے ہوگا۔

قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ الخ

ذوالقرنین نے ایک مضبوط اور آہنی دیوار کھڑی کر دی جو کہ قرب قیامت میں اپنے وقت مقررہ پر گر جائے گی۔ روایات میں ہے کہ یاجوج وماجوج روزانہ اس دیوار میں سوراخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب تھوڑی جگہ باقی رہتی ہے تو رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ بقیہ حصہ میں کل سوراخ کر دیں گے لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول جاتے ہیں۔ جب صبح پھر سوراخ کرنا شروع کرتے ہیں تو دیوار ویسی کی ویسی ہوتی ہے لیکن قرب قیامت میں جب اس کا وقت پورا ہوگا تو یہ رات کو کام بند کرتے وقت انشاء کہہ دیں گے اور اگلے دن تو وہ آہنی دیوار توڑ کر باہر آہی جائیں گے۔ اس دیوار کے محل وقوع سے متعلق قرآن کریم میں کوئی تصریح موجود نہیں ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آسٹریلیا کے ساحل پر ایک دیوار ہے جو تقریباً ہزار میل لمبی ہے۔ بعض نے اور جگہ کا پتا لگایا ہے۔ بہرحال یاجوج وماجوج قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور حکومت میں اس آہنی دیوار کو توڑ کر باہر آئیں گے روئے زمین سے پانی اور سبزہ ختم کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ کی دعا سے ان پر ایک وبائی بیماری مسلط ہو جائے گی تو چشم زدن میں یہ سب کے سب لوگ ختم ہو جائیں گے۔ پھر بڑے بڑے پرندے ان کی نعشوں کو اٹھا کر سمندروں میں پھینک دیں گے اور زوردار قسم کی بارش ہوگی۔ پانی اور سیلابوں کے ذریعے زمین صاف ہو جائے گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں گے۔

سورۂ کہف کی ابتدا بھی حمد وثنا و توحید باری تعالیٰ سے ہوئی تھی اور انتہا بھی ان دونوں مضمونوں پر ہے۔ واللہ اعلم

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا

پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کارساز بنالیں گے بے شک ہم نے

جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ

کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے۞ کہہ دو کیا ہم تمہیں بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۞ وہ جن کی ساری

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۞ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾

نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے سو ہم ان کیلئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ

نہیں کریں گے یہ سزا ان کی جہنم ہے اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۞ بے شک جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہوں گے۞ ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ

وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۞ کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے

الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ قُلْ إِنَّمَا

رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لئے ہم ویسا ہی اور سمندر لے آئیں۞ کہہ دو کہ میں بھی

أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ

تمہارے جیسا آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی

رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

امید رکھے تو اسے چاہئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۞

آیتیں ۹۸ سورۂ مریم مکی ہے رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا

یہ تیرے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس کے بندے زکریا پر ہوئی ○ جب اس نے اپنے رب کو خفیہ آواز میں پکارا ○

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ

کہا اے میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر میں بڑھاپا چمکنے لگا ہے اور میرے رب تجھ سے دعا کر کے میں کبھی

شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ

محروم نہیں ہوا ○ اور بیشک میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس مجھے

مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾

اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر ○ جو میرا اور یعقوب کے خاندان کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب اسے پسندیدہ بنا ○

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ

اے زکریا بیشک ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی پیدا نہیں کیا ○ کہا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

اے میرے رب میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہائی حد کو

عِتِيًّا ﴿۸﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَىَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ

پہنچ گیا ہوں ○ کہا یونہی ہوگا تیرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھے اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تو

تَكُ شَيْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ

کوئی چیز نہ تھا ○ کہا اے میرے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک مسلسل لوگوں سے

لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً

بات نہیں کر سکے گا ○ پھر حجرے سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارے سے کہا کہ تم صبح و شام خدا کی

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا

جڑ کو پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر پکی تازہ کھجوریں گر پڑیں گی سو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ

پھر اگر تو کوئی آدمی دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لیے روزہ کی نذر مانی ہے سو آج میں کسی انسان سے

الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا

بات نہیں کروں گی پھر وہ اسے قوم کے پاس اٹھا کر لائی انہوں نے کہا اے مریم البتہ تو نے عجیب بات

فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

کر دکھائی اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ

تب مریم نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں کہا بے شک میں اللہ کا

اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِيْ

بندہ ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے اور مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں ہوں اور مجھے

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا

نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا اور مجھے سرکش بدبخت

شَقِيًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ

یہ عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے سچی بات جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں اللہ کی شان نہیں کہ

اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾

وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اسے کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پھر وہ ہو جاتا ہے

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ

اور بے شک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے پھر جماعتیں آپس میں

مِنْ بَیْنِهِمْ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ

مختلف ہو گئیں سو کافروں کے لئے بڑی ہلاکت ہے ان کے آنے سے بڑے دن میں کیا خوب سننے اور دیکھنے والے ہوں گے

یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ

جس دن ہمارے پاس آئیں گے لیکن ظالم آج صریح گمراہی میں ہیں ۝ اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے

اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ

جس دن سارے معاملہ کا فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے ۝ بے شک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے

وَمَنْ عَلَیْهَا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا

اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ۝ اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر بے شک وہ بڑے سچے

نَّبِیًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ

نبی تھے ۝ جب اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تم کیوں ایسے کی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ تم سے کچھ

عَنْكَ شَیْـًٔا ۝ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ

کام آئے ۝ اے میرے باپ بے شک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو تمہیں حاصل نہیں تو آپ میرا اتباع کریں

اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا ۝ یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ

میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا ۝ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان اللہ کا

لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ۝ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ

نافرمان ہے ۝ اے میرے باپ بے شک مجھے خوف ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آئے پھر تم

لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ

شیطان کے ساتھی ہو جاؤ ۝ کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے البتہ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ

سنگسار کر دوں گا اور مجھ سے ایک مدت تک دور ہو جا ۝ کہا تجھ پر سلام ہو میں عنقریب اپنے رب سے تیری بخشش کی دعا کروں گا بے شک

كَانَ بِیْ حَفِیًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ عَسٰۤی

وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ۝ اور میں تم سے کنارہ کرتا ہوں اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور میں اپنے رب ہی کو پکاروں گا امید ہے کہ

وَنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے ۞ اور جب انکو ہماری کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ۞ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

ایمان والوں سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ بہتر ہے اور مجلس کس کی اچھی ہے ۞ اور ہم ان سے پہلے کئی جماعتیں

مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۞ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ

ہلاک کر چکے ہیں وہ سامان اور نمود میں بہتر تھے ۞ کہہ دو جو شخص گمراہی میں پڑا ہوا ہے سو اللہ کو چاہیے

الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ

ڈھیل دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ جب اس چیز کو دیکھیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا عذاب یا قیامت تب معلوم کر لیں گے

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۞ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا

کہ مرتبے میں کون برا ہے اور لشکر کس کا کمزور ہے ۞ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں اللہ انکو زیادہ

هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۞ اَفَرَءَيْتَ

ہدایت دیتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں ۞ کیا تو نے اس

الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۞ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ

شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملے گی ۞ کیا اس نے غیب پر اطلاع پالی ہے یا

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۞ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۞ وَّنَرِثُهٗ

اس نے خدا سے اقرار لے رکھا ہے ۞ ہرگز نہیں ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جاتے ہیں ۞ اور ہم

مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۞ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۞

اس کے وارث ہوں گے جو کچھ وہ کہتا ہے اور وہ ہمارے پاس اکیلا آئے گا ۞ اور انہوں نے خدا کے سوا معبود بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں ۞

كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۞ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

ہرگز نہیں وہ جلدی ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے ۞ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۞ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۞ يَوْمَ

کافروں پر چھوڑ رکھا ہے وہ انہیں ابھارتے رہتے ہیں ۞ سو تو ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ کر ہم خود ان کے دن گن رہے ہیں ۞ جس دن

نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾

ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے ○ اور گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے ○

لَّا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ

کسی کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر جس نے رحمٰن کے پاس سے اجازت لی ہو ○ اور کہتے ہیں کہ

الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ

رحمٰن نے بیٹا بنا لیا ○ البتہ تحقیق تم بہت سخت بات زبان پر لائے ہو ○ کہ جس سے ابھی آسمان پھٹ جائیں اور زمین

الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنبَغِي

پھٹ جائے اور پہاڑ ٹکڑے ہو کر گر پڑیں ○ اس لئے کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے بیٹا ٹھہرایا ○ اور رحمٰن کی

لِلرَّحْمَٰنِ أَن يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ

یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے ○ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمٰن کا بندہ

عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَّقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾

ہو کر نہ آئے ○ البتہ تحقیق اس نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور گنتی کر رکھی ہے ○ اور ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا آئے گا ○

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ

بے شک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے عنقریب رحمٰن ان کے لئے محبت پیدا کرے گا ○ سو ہم نے قرآن کو تیری زبان میں

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنذِرَ بِهِ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ

اس لئے آسان کیا ہے کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنا دے اور جھگڑنے والوں کو ڈرا دے ○ اور ہم ان سے پہلے کئی جماعتیں

هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾

ہلاک کر چکے ہیں کیا تو کسی کو ان میں سے دیکھتا ہے یا ان کی بھنک سنتا ہے ○

افادات محمود:

مغارۃ الثدیا: بیت اللحم بیت المقدس کے جنوب میں ایک بستی ہے۔ فاصلہ تقریباً ۲۰ میل ہے۔ اس سے آگے الخلیل ہے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام پیدائش و مقام وفات ہے۔ عیسائی آج کل بیت اللحم میں جا کر میلہ کراتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ۲۵ دسمبر کو ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ کھجور کا زمانہ نہ تھا لیکن بطور خرق عادت حضرت مریم علیہا السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے درخت پر کھجوریں لگا دیں۔ "ضربا" بعض مفسرین

نے لکھا ہے کہ مریہ سردار کے معنی میں ہے اور سریٰ اس کی جمع ہے یَا أُخْتَ هَارُونَ الخ ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام ہے یہ بڑا متقی و پرہیزگار تھا یا حضرت مریم کے خاندان کا کوئی بڑا آدمی تھا جیسے قبائل کے سرکردہ وہ شہرت یافتہ لوگ۔ عام قاعدہ ہے کہ کسی کو نامناسب کام پر عار دلانے کے لیے اس کے برگزیدہ آباء کی طرف نسبت یاد دلائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو فلاں فلاں بزرگ سے تمہارا تعلق ہے، لہٰذا تمہیں یہ کام زیب نہیں دیتا۔

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا الخ

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل کے ہاں مکہ مکرمہ میں ملازم تھا۔ میری تنخواہ کی کافی رقم اس کے پاس جمع ہوگئی۔ جب میں نے اس سے مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرو تب روپے دوں گا ورنہ نہ دوں گا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تو مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے تب بھی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کروں گا۔ وہ کہنے لگا جب میں مر کر دوبارہ اٹھایا جاؤں گا تو اس وقت میرے پاس بہت سا مال ہوگا اور لڑکے ہوں گے۔ لہٰذا میں وہیں آپ کا ادا حق کر دوں گا۔ جب میں نے اس واقعہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت نازل فرمائی۔

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝ وَمَا تِلْكَ

سو کہیں تجھ کو باز نہ رکھے اس سے وہ شخص جو یقین نہیں رکھتا اس کا اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خواہش کے پھر تو پڑ جائے گڑھے میں اور یہ کیا ہے

بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ

تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے پتے جھاڑتا ہوں اپنی بکریوں پر

وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ۝ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝

اور اس میں میرے لئے اور بھی کام ہیں۔ فرمایا ڈال دے اس کو اے موسیٰ! تو اس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ سانپ ہو گیا دوڑتا

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۟ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

فرمایا پکڑ لے اس کو اور مت ڈر، ہم ابھی پھیر دیں گے اس کو پہلی حالت پر۔ اور لگا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ۝

کہ نکل آئے سفید ہو کر بلا عیب، یہ نشانی دوسری، تاکہ دکھلاتے جائیں ہم تجھ کو اپنی بڑی نشانیوں میں سے بعض

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

فرعون کے پاس جا بے شک وہ بہت سر اٹھا رہا ہے۔

افاداتِ محمود:

یہ سورت مکی ہے اس میں ۱۳۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔ یہ حضرت فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے سے قبل نازل ہو چکی تھی۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے ایمان لے آنے کا ایمان افروز واقعہ:

سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ حضرت سعید بن زید کے نکاح میں تھیں۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے لیکن وہ اپنے اسلام اور ایمان کو چھپائے رہتے تھے اور حضرت خباب بن ارتؓ ان کے گھر میں ان کو قرآن کریم پڑھانے آتے تھے اور حضرت نعیم بن عبداللہ نحام بھی اسلام لا چکے تھے اور اپنے اسلام کو چھپائے رہتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً چالیس صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے جن میں حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ وغیرہ موجود تھے۔ حضرت نعیمؓ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ ننگی تلوار لیے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت نعیمؓ نے پوچھا کہ عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا:

اريد محمدا هذا الصابي الذي فرق امر قريش وسفه احلامها وعاب دينها وسب

الھیھا طاغلہ

میں اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلاش میں جا رہا ہوں جس نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور قریش کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ان کو بے عقل بتلاتا ہے اور ان کے دین میں عیب نکالتا ہے اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے البتہ میں اسے قتل کرنا چاہتا ہوں (العیاذ باللہ)

حضرت نعیم بن عبداللہؓ نے کہا، عمر تو اپنے متعلق دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کے بعد بنی عبد مناف تجھ کو زندہ چھوڑ دیں گے اور تو روئے زمین پر چلتا پھرتا نظر آئے گا؟ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لے۔ حضرت عمر نے کہا، میرے گھر کا کیا مطلب؟ حضرت نعیمؓ نے کہا کہ تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں اور محمد عربیؐ کے غلاموں میں شامل ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ ننگی تلوار لے کر بہن کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت خبابؓ ان دونوں یعنی میاں بیوی کو سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کچھ گنگناہٹ سنی اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ جب ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ دروازہ پر عمر ہیں تو حضرت خبابؓ گھر کے کسی کونے یا غسل خانے میں چھپ گئے اور حضرت عمرؓ کے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ انھوں نے اندر داخل ہوتے ہی مختصر سوال و جواب کے بعد حضرت سعیدؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ جب بہن شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھی تو اسے بھی زور سے ایک طمانچہ رسید کیا جس سے وہ زخمی ہو گئی۔ اب ان دونوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ "فاصنع ما بدا لک" تو جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

حضرت عمرؓ نے بہن کا خون آلود جسم دیکھ کر نادم ہوئے اور کہنے لگے جو صحیفہ تم پڑھ رہے تھے، مجھ کو بھی لاؤ کہ دیکھوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون سا کلام لے کر آتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کہنے لگی کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ تو کہیں اسے ضائع نہ کر دے۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھا کر کہا کہ دیکھ کر اسی طرح واپس کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جب بہن نے دیکھا کہ عمر کے دل کی دنیا بدل چکی ہے اور حق طلب پیدا ہو گئی ہے تو بھائی سے کہنے لگی کہ آپ کا جسم ناپاک ہے اور اس صحیفہ کو ناپاک لوگ ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ حضرت عمرؓ نے غسل کر کے صحیفہ ہاتھ میں لیا اور جب سورۂ طٰہٰ کو پڑھنا شروع کیا تو کہنے لگا "ما احسن ھذا الکلام واکرمہ" کیا ہی خوبصورت اور عمدہ کلام ہے۔ جب حضرت خبابؓ نے عمر کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو باہر آئے اور کہنے لگے کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا آپ کے حق میں قبول ہو چکی ہے۔ کیونکہ میں نے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا تھا۔

اللھم اید الاسلام بابی الحکم بن ھشام او بعمر بن الخطاب

اے اللہ ابوجہل یا عمر بن خطاب کے ذریعہ اسلام کو تقویت نصیب فرما۔

اس وقت حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے کہا کہ مجھ کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پتا بتلاؤ تا کہ میں وہاں

ہو کر ایمان لے آؤں۔ حضرت خبابؓ نے کہا کہ دار ارقم (صفا کے قریب) صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنی تلوار لٹکائی اور چل دیے۔ جب دروازہ پر دستک دی کسی نے دروازہ کی دراڑ سے دیکھا کہ عمر تلوار لٹکائے دروازہ پر کھڑے ہیں تو پریشان ہو گئے۔ حضورؐ سے کہا کہ عمر باہر تلوار لٹکائے کھڑے ہیں۔ حضرت حمزہؓ نے فرمایا کہ آنے دو اگر نیک ارادے سے آئیں گے تو ہم ان کی خدمت کے لیے حاضر ہیں اور اگر برے ارادے سے آئیں گے تو ہم ان کا کام ان کی تلوار سے تمام کر دیں گے۔ حضورؐ نے بھی اجازت دے دی۔ جب حضرت عمرؓ اندر آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور فرمایا کہ اس وقت کیسے آنا ہوا۔ کیا ابھی تک تو باز نہیں آؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند فرمایا۔ تمام لوگ سمجھ گئے کہ حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے ہیں۔ صحابہ اس جگہ سے وہاں سے منتشر ہو گئے۔ وہ اپنے آپ کو محفوظ و مضبوط محسوس کر رہے تھے اور یہ سمجھ رہے تھے کہ اب حضرت عمرؓ و حمزہؓ دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے رہیں گے۔

طٰہٰ سے کیا مراد ہے؟

حروف مقطعات کے لیے اصل قانون تو یہی ہے کہ ان کی مراد اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، لیکن یہاں بعض مفسرین نے تاویلیں کی ہیں۔

(۱) خواجہ حسن بصریؒ اور بعض دیگر مفسرین کے ہاں طٰہٰ یا رجل کے معنی میں ہے۔ (۲) بعض کے ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ (۳) بعض کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ہے۔ (۴) بعض کے ہاں طا صیغہ امر ہے اور ھا حرف تنبیہ ہے۔ طا کا مادہ وطء ہے۔ وطأ یطأ سمع یسمع سے مثال الفاء اور مہموز اللام ہے۔ "طا" اصل میں طأ فعل امر کا صیغہ ہے۔ ہمزہ ساکنہ کے متعلق یہ مشہور قانون ہے کہ ماقبل کی حرکت کے مطابق تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر ہمزہ ساکن ماقبل مضموم ہو تو واو سے بدل جاتا ہے جیسے مؤمن سے مومن اور اگر ہمزہ ساکن ماقبل مکسور ہو تو یا سے بدل جاتا ہے جیسے اِئْمَانٌ سے ایمان اور اگر ہمزہ ساکن ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ الف سے بدل جاتا ہے۔ جیسے طأ سے طا اور ھا حرف تنبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ پاؤں زمین پر رکھیے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور مشقت اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ پاؤں زمین پر رکھیں اور زیادہ مشقت میں اپنے آپ کو نہ ڈالیے۔ (تفسیر ابن کثیر) امام اعظم ابو حنیفہؒ کے متعلق بھی منقول ہے کہ قرآن کریم ایک رات میں ختم کرتے تھے۔ آدھا ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے اور آدھا دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھتے تھے۔

لِتَشْقٰٓی آپ کو مشقت میں ڈالنا مقصود نہیں ہے۔ اَلْعُلٰی اس کی جمع علیا ہے۔ جیسے کبریٰ کبر۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۞ یہاں ذکر لازم مراد ملزوم ہے یعنی خدا تعالیٰ کا کنٹرول مراد ہے۔ اس کی تفصیل پیچھے گزر

یہی ہے کہ باری تعالیٰ کا استواء علی العرش من غیر تکیف ولا تشبیہ ولا تحریف ولا تمثیل ہے۔ تحت الثریٰ کی تشریح سے مراد زمین کا نچلا طبقہ ہے۔ مندرجہ بالا آیات میں بہت سی صفات خداوندی بیان ہوگئیں۔ مثلاً خالق کل شئی مالک الکل اور اس کا علم کائنات کے ہر ہر ذرے کو محیط ہے اور وہ قادر مطلق ہے تو ان سب کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اسی ایک خدا کی کی جائے۔ وہی عبادت کرنے اور معبود بنانے کے لائق ہے اور کوئی نہیں ہے۔

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ ۞ اس سورۃ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بہت ہی بسط و تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ یہاں اس واقعہ کے ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب کو اور خصوصاً بنی اسرائیل کو یہ تنبیہ کرنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی طرح وحی اترتی ہے جیسے حضرت موسیٰ پر اترتی رہی ہے اور تمہیں یہ دعویٰ ہے کہ تم حضرت موسیٰ کو نبی مانتے ہو تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ یہ بھی اللہ کے رسول ہیں اور ان پر بھی وحی نازل ہوتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی فرعون نے خواب دیکھا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے جو قبطیوں کے گھروں کو جلا رہی ہے اور بنی اسرائیل کے گھروں کو چھوڑ رہی ہے۔ جب اس نے معبرین سے تعبیر پوچھی تو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت و سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کرسی اور اقتدار کا عجیب نشہ ہے۔ فرعون نے اپنا اقتدار بچانے کے لیے ہزاروں معصوم بچوں کا خون بہایا اور حاملہ عورتوں کو تہ تیغ کیا، لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ حضرت موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی اور پھر آپ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا کر آٹھ یا دس سال بکریاں چرائیں اور حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک صاحبزادی بھی آپ کے نکاح میں دے دی۔ آپ گھر والوں کو لے کر واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں رات کا وقت ہو گیا۔ سردی کا موسم تھا کہ حضرت موسیٰ کو دور سے کچھ روشنی نظر آئی۔ گھر والوں سے فرمایا کہ یہیں ٹھہرے رہو، میں وہاں جا کر آپ کے لیے آگ لے کر آؤں یا شاید وہاں کوئی راستہ بتانے والا مل جائے۔ وہاں پہنچ کر تجلیات خداوندی کا مشاہدہ فرمایا اور نبوت سے سرفراز ہو گئے۔

یعنی آگ کی مشعل فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ الخ حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ جوتے گدھے کے چمڑے کے تھے۔

حضرت موسیٰ کو جوتا نکالنے کے لیے کیوں کہا گیا؟

(۱) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کا جوتا چونکہ مردار میت کے چمڑے سے بنا ہوا تھا، لہٰذا اسے اس وجہ سے اتارنے کا حکم دیا گیا، لیکن یہ بات اس وجہ سے زیادہ درست معلوم نہیں ہوتی کہ حدیث میں ہے کہ ایما اهاب دبغ فقد طهر الخ یعنی جس کھال کو دباغت دی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ جوتا ناپاک تھا اس وجہ سے نکالنے کا حکم دیا گیا۔ پاک جوتے میں نماز جائز ہے، لیکن ایسا کم ہوتا ہے۔ عموماً ناپاکی کا شبہ رہتا ہی ہے۔ اس وجہ سے عام طور پر جوتوں میں نماز نہیں پڑھی جاتی۔ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لیے تیار تھے جبکہ جوتے ابھی آپؐ کے پاؤں میں تھے، صحابہ کرامؓ کے پاؤں میں بھی جوتے تھے، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے اتار دیے تو صحابہ کرامؓ نے بھی اتار دیے۔ حضور نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اتار دیے ہیں؟ انہوں نے عرض کی آپ کی اتباع میں۔ آپؐ نے فرمایا، میں نے تو اس وجہ سے اتارے ہیں کہ ابھی جبرئیلؑ نے آکر مجھ کو بتلایا کہ آپ کے جوتے ناپاک ہیں۔ آپ لوگوں کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال صحابہ کرام اطاعت وتقلید کے جذبہ میں کمال رکھتے تھے کہ نماز کے اندر بھی انہوں نے اللہ کے رسول کی اطاعت کی۔

(۳) اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جوتے اس وجہ سے اتروائے گئے کہ وادی مقدس کی فیض وبرکات سے مستفید ہوسکیں اور پاؤں بلا واسطہ اس مقدس سرزمین کو چھوئیں۔

إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿﴾ طوی یہ لپیٹنے اور طے کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے چونکہ وہ راستہ طے فرمایا تھا اس وجہ سے اس وادی کو طوی کہا گیا اور پہلے سے بھی یہ وادی مقدس تھی۔ اب اور زیادہ مقدس ہوگئی۔ ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب وادی مقدس میں تشریف لے گئے تھے آپ نے اون کے سوتی کپڑے پہن رکھے تھے۔ ایک جبہ تھا، ایک قمیص تھی اور ایک چادر تھی۔ وکان نعلاہ من جلد حمار میت اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے۔

وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿﴾ اقامت صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے۔ ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناسی و نائم کی نماز کا وقت بتلاتے ہوئے اس آیت سے استدلال فرمایا تھا۔

عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رقد احدکم عن الصلوٰۃ او غفل عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا فان اللہ تعالیٰ قال واقم الصلوٰۃ لذکری (مسند احمد)

حضرت انسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے وقت سوتا رہے یا نماز کو بھول جائے تو اس وقت پھر پڑھے جب جاگ جائے یا یاد آجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نماز قائم کرو میری یاد کے واسطے۔

أَكَادُ أُخْفِيهَا ﴿﴾ اخفیہا یا (۱) تو اظہرھا کے معنی میں ہے کیونکہ یہ لفظ من الاضداد ہے۔

(۲) یا باب افعال کا ہمزہ سلب کے لیے استعمال ہوتا ہے لہٰذا اخفیہا ازالۃ الخفا کے معنی میں ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ اگر اپنے آپ سے چھپانا ممکن ہوتا تو چھپا دیتا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اچھا صدقہ وہ ہے کہ جب دایاں ہاتھ خرچ کرے تو بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلے۔ اس صورت میں مبالغۃ فی الاخفاء مراد ہے۔

فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا الخ ماقبل میں تین باتیں ذکر ہوئی تھیں۔ (۱) فَاعْبُدْنِیْ (۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (۳) اور اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ الخ یہاں فرمایا کہ مذکورہ بالا تینوں باتوں پر کامل یقین رکھو اور ان باتوں کے متعلق کوئی تمہیں شک اور تردد میں نہ ڈالے۔ فتردیٰ تردیٰ کا معنی اوپر سے نیچے گرنے کا ہے جس سے مراد منصب سے گرنا ہے اور یہ ہلاک ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ کیونکہ جس شخص کا ایمان مندرجہ بالا باتوں پر نہ ہوگا تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؁ اور اس کا مال اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے گا جب وہ ہلاک ہو جائے گا۔

(سورۃ اللیل)

قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَكَّؤُا عَلَیْهَا الخ

سوال تو نہایت ہی مختصر تھا کہ موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ مگر حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے جواب ذرا مفصل دے دیا۔ جواب میں اگر صرف "عصا" ہی کہہ دیتے تو کافی تھا۔ باقی کی ضرورت نہ تھی۔ یعنی تکلم کی ضرورت نہ تھی۔ یہاں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے مختصر سوال کیا گیا تھا۔ انہوں نے مختصر جواب کیوں نہ دیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم تھا کہ موسیٰ کے ہاتھ میں کیا ہے۔ مگر پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھنا یہ مانوس کرنے کے لیے تھا تو حضرت موسیٰ نے بھی خوب دل کھول کر باتیں کر دیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ جب انسان کسی بڑے عظیم اور دوست سے گفتگو کرتا ہے تو اس سے کلام میں اس کو ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰؑ نے بقدر گنجائش ذرا زیادہ گفتگو فرمائی تاکہ ہم کلام ہونے کا جو شرف نصیب ہوا ہے اس سعادت سے خوب بہرہ ور ہوا جائے "وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی" فرما کر حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ کر کے بات مختصر کر دی۔ وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ الخ تمام انبیاء علیہم السلام نے بکریاں چرائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت شعیب کے ہاں دس سال بکریاں چرائیں۔ حکمت اس میں یہ تھی کہ بکری فطری طور پر ایک شریر جانور ہے۔ خواہ کتنا ہی سمجھدار ہو لیکن بکری نے ادھر ادھر ضرور منہ مارنا ہوتا ہے۔ کسی کے باغ میں چلی گئی تو مصیبت۔ کسی کے کھیت میں چلی گئی تو لوگوں کی الٹی سیدھی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ وہ دور دراز جنگلوں میں غائب ہو جاتی ہے۔ اگر مر جائے تو نقصان کا اندیشہ۔ الغرض چرواہا ہر وقت پریشان رہتا ہے اور بکریوں کی خدمت اور نگرانی کرتا ہے۔ جن حضرات نے آگے چل کر قوموں کے بوجھ کو سنبھالنا اور اس کی نگرانی کرنی ہو ان کی تربیت یوں بھی کی جاتی تھی۔ بکریاں چرانے سے حضرات انبیاء کی شان میں کچھ کمی نہیں ہوئی اور نہ ہی بکریاں چرانا حضرات انبیاء کی شان اور قدر و منزلت کے خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام بارگاہ خداوندی میں سب سے زیادہ عاجزی کرنے والے تھے۔

قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ الخ حافظ ابن کثیرؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي

کہا اے میرے رب میرا سینہ کھول دے ۔ اور میرا کام

أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾ وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ

آسان کر ۔ اور میری زبان سے گرہ کھول دے ۔ کہ میری بات سمجھ لیں ۔ اور میرے لئے میرے گھر میں سے ایک معاون

أَهْلِي ﴿٢٩﴾ هَارُونَ أَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ﴿٣١﴾ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ

کر دے ۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے ۔ اس سے میری کمر مضبوط کر دے ۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے ۔ تاکہ ہم تیری پاکی

كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ

بہت بیان کریں ۔ اور تجھے بہت یاد کریں ۔ بیشک تو ہمیں خوب دیکھتا ہے ۔ فرمایا اے موسیٰ تیری درخواست

يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾

منظور ہے ۔ اور البتہ تحقیق ہم نے تجھ پر ایک دفعہ اور بھی احسان کیا ہے ۔ جب ہم نے تیری ماں کے دل میں بات ڈال دی جو ڈالنی تھی

أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ

کہ اسے صندوق میں ڈال دے ۔ پھر اسے دریا میں ڈال دے ۔ پھر اسے دریا کنارے پر ڈال دے گا

عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾

اسے میرا دشمن اور اس کا دشمن اٹھا لے گا ۔ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی ۔ اور تاکہ تو میرے سامنے پرورش پائے ۔

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ

جب تیری بہن چلتی جا رہی تھی ۔ پھر کہتی تھی کیا میں تمہیں ایسی عورت بتا دوں جو اسے اچھی طرح پالے ۔ پھر ہم نے تجھے تیری

أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ

ماں کے پاس پہنچا دیا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے ۔ اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا ۔ پھر ہم نے تجھے اس غم سے نکالا اور ہم نے تجھے

فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾

کئی مرتبہ آزمائش میں ڈالا ۔ پھر تو کئی برس مدین والوں میں رہا ۔ پھر تو اے موسیٰ تقدیر سے یہاں آ گیا ۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾

اور میں نے تجھے خاص اپنے واسطے بنایا ہے ۔ تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر جاؤ ۔ اور میری یاد میں کوتاہی نہ کرو ۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝

فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے ○ سو اس سے نرمی سے بات کرو شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے ○

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

کہا اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرے ○ فرمایا ڈرو مت میں تمہارے ساتھ

اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

سنتا اور دیکھتا ہوں ○ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آئے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ہمارے

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

ساتھ بھیج دے اور انہیں تکلیف نہ دے، ہم تیرے پاس رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اس کے لیے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝

بیشک ہمیں وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب اس پر ہوگا جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ○ کہا اے موسیٰ پھر تمہارا رب کون ہے ○

قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰي كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی صورت عطا کی پھر راہ دکھلائی ○ کہا پھر پہلی جماعتوں کا کیا

الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِيْ

حال ہے ○ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے ○ جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۭ

تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف سبزیاں نکالیں ○ کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بیشک اس میں

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں ○

افاداتِ محمود:

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا الخ

مبلغ کی تبلیغ اس وقت اثر انداز ہوتی ہے جب وہ نرمی کے ساتھ بات کرتا ہو۔ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي الخ

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نہ بھولنے کا علاج لکھنا اور تحریر کرنا ہے جیسا کہ قول مشہور ہے العلم صید والکتابۃ قید یعنی علم شکار کی مانند ہے۔ اس کو گرفتار کرنے کے لیے لکھنا پڑے گا تب آپ کی قید میں آئے گا۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝۵۵

اسی زمین سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں لوٹا دیں گے اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے ○

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

اور ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں پھر اس نے جھٹلایا اور انکار کیا ○ کہا اے موسیٰ کیا تو ہمیں اپنے جادو سے ہمارے ملک سے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا

نکالنے کے لیے آیا ہے ○ سو ہم بھی تیرے مقابلہ پر ایک ایسا ہی جادو لائیں گے سو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ مقرر کر دے

لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ

نہ ہم اس کے خلاف کریں اور نہ تو کسی صاف میدان میں ○ کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے اور

يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى

دن چڑھے لوگ اکٹھے کیے جائیں ○ پھر فرعون لوٹ گیا اور اپنے مکر کا سامان جمع کیا پھر آیا ○ موسیٰ نے کہا

وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝۶۱

افسوس تم اللہ پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے تمہیں پیس کر دے گا اور بے شک جس نے جھوٹ بنایا وہ غارت ہوا ○

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

پھر وہ آپس میں اختلاف ہو گیا اور چھپ کر مشورہ کرنے لگے ○ کہا بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں

اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا

چاہتے ہیں کہ اپنے جادو کے زور سے تمہیں ملک سے نکال دیں اور تمہارے عمدہ مذہب کو موقوف کر دیں ○ پھر اپنی

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى

تدبیر جمع کر کے صف باندھ کر آؤ اور تحقیق آج جیت گیا جو غالب رہا ○ کہا اے موسیٰ

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ

یا تو ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں ○ کہا بلکہ تم ڈالو پھر ناگہاں ان کی رسیاں

وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

اور لاٹھیاں ان کے جادو سے اس کے خیال میں آئیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں ○ پھر موسیٰ نے اپنے دل میں ایک

مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا

محسوس کیا ○ ہم نے کہا مت ڈر یقیناً تو ہی غالب ہوگا ○ اور ڈال جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے وہ ان کو نگل جائے گا

صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ

جو کچھ انہوں نے بنایا ہے جو کچھ کیا انہوں نے بنایا ہے صرف جادوگر کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا جہاں بھی ہو ○ پھر جادوگر

سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ

سجدہ میں گر پڑے کہا ہم ہارون اور موسیٰ کے رب پر ایمان لائے ○ کہا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے

إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ

بیشک یہ تمہارا سردار ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا سو اب میں تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا

وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾

اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا اور تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہنے والا ہے ○

قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ

کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان کھلی ہوئی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکی ہیں اور اس کے مقابلہ میں جس نے ہمیں

قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا

پیدا کیا ہے سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس دنیا کی زندگی ہی میں حکم چلا سکتا ہے ○ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے تاکہ ہمارے

أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا

گناہ معاف کرے اور جو تو نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے ○ بیشک جو شخص اپنے رب کے پاس

فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مجرم ہو کر آئے گا سو اس کے لئے دوزخ ہے جس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا ○ اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا حالانکہ

الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اس نے اچھے کام بھی کیے ہوں تو ان کے لئے بلند مرتبے ہوں گے ○ ہمیشہ رہنے کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾

وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا ○

افادات محمود:

مَكَانًا سُوًى اس کے دو معنی ہیں۔(۱) ایک یہ ہے کہ ایسی جگہ مقرر کریں گے کہ دونوں طرف سے پیمائش میں برابر ہو اور دونوں فریق کے لیے آنا آسان ہو، کسی کی طرف کم اور کسی کی طرف زیادہ نہ ہو۔(۲) اور دوسرا معنی یہ ہے کہ مقابلہ کرنے کے لیے ایسی ہموار زمین کا انتخاب کریں گے کہ اس میں اونچ نیچ نہ ہو تا کہ لوگ آسانی سے مقابلہ دیکھ سکیں۔

تعداد ساحرین

(۱) حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ ۷۲ یا ۷۰ تھے۔(۲) محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ (۸۰۰۰۰) اسی ہزار تھے۔(۳) قاسم بن ابی بزہ کے نزدیک (۷۰۰۰۰) ستر ہزار تھے۔(۴) سدی فرماتے ہیں (۳۰۰۰۰) تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھے (۵) ابو ثمامہ کہتے ہیں (۱۹۰۰۰) انیس ہزار تھے (۶) بقول محمد بن اسحاق کے (۱۵۰۰۰) پندرہ ہزار تھے (۷) اور حضرت کعب احبار کہتے ہیں (۱۲۰۰۰) بارہ ہزار تھے۔(۸) ایک اور قول کے مطابق (۲۴۰۰۰۰) دو لاکھ چالیس ہزار تھے کیونکہ شمعون سب جادوگروں کا رئیس و سربراہ تھا اس کے ۱۲ نقیب تھے اور ہر نقیب کے ساتھ ۲۰ عریف تھے۔ ۲۰x۱۲ کل ۲۴۰ دو سو چالیس بن گئے۔ پھر ہر عریف کے ساتھ ایک ہزار ساحر تھے۔ ۲۴۰x۱۰۰۰ کل ۲۴۰۰۰۰ دو لاکھ چالیس ہزار ہو گئے۔ بہر حال تعداد جتنی بھی ہو، لیکن مقام حیرت ہے کہ صبح کے وقت یہ لوگ جادوگر و ساحر تھے اور شام کو شہادت کے اعلیٰ و ارفع منصب پر فائز ہو گئے۔ فذالک فضل الله يؤتيه من يشاء۔ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ آپس میں ساحروں نے مشورہ کیا تھا کہ اگر واقعی حضرت موسیٰؑ کے پاس جادو ہے تو ہم غالب آ جائیں گے اور اگر من عند اللہ کوئی اور معاملہ ہے تو پھر موسیٰؑ غالب آ جائیں گے اور اگر یہ غالب آ گئے تو پھر ہم ان کی اتباع کریں گے۔

إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ یہاں "ان" مخففہ من المثقلہ ہے۔ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حرف مشبہ بالفعل ہے قانون یہ ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب اور خبر مرفوع ہوتی ہے تو یہاں پر ان کے بجائے ہذین منصوب ہونا چاہیے تھا۔ مرفوع کیوں ہے؟ (۱) اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ دوسری قراءت میں ھذین ہی ہے لیکن مشہور قراءۃ حالت رفع والی ہے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ انسانوں کے بنائے ہوئے ضابطے اور قاعدے اکثر جگہ نافذ ہوتے ہیں، لیکن ہر جگہ نافذ نہیں ہوتے۔ جیسے اصول فقہ میں یہ ضابطہ اکثر بیان ہوا ہے کہ نکرہ جب مکرر آتا ہے تو نکرہ ثانیہ غیر اول ہوتا ہے اور اس کی بہت سی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن صاحب توضیح نے قرآن کریم ہی سے ایک ایسی مثال پیش کی ہے جس سے یہ ضابطہ ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ۔ اب اس آیت میں الٰہ مکرر آیا ہے لیکن نکرہ ثانیہ عین اولیٰ ہے

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میرے بندوں کو

بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝

راتوں رات لے جا پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا دے پکڑے جانے سے نہ ڈر اور نہ کسی خطرہ کا خوف کھا

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَاَضَلَّ

پھر فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ ان کا پیچھا کیا پھر انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپا ۝ اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ

اپنی قوم کو بہکایا اور راہ پر نہ لایا ۝ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور

وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا

تم سے طور کی داہنی طرف کا وعدہ کیا اور تم پر من و سلویٰ اتارا ۝ کھاؤ

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ

جو ستھری چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں اور اس میں حد سے نہ گزرو پھر تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا

عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

غضب نازل ہوا سو وہ گڑھے میں جا گرا ۝ اور بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے

صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ

کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے ۝ اور اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے پہلے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا ۝ کہا وہ بھی

اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ

میرے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے رب میں جلدی تیری طرف آیا ہوں تاکہ تو خوش ہو ۝ فرمایا تیری قوم کو تیرے بعد ہم نے

مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ

آزمائش میں ڈال دیا ہے اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے ۝ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے

اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ

افسوس کرتے ہوئے لوٹے کہا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا پھر کیا تم پر بہت زمانہ

مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾

ایک نصیحت نامہ اپنے پاس سے○ جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن بوجھ اٹھائے گا○

خَالِدِينَ فِيهِ ۖ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ ۚ وَ

اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کے لئے قیامت کے دن برا بوجھ ہوگا○ جس دن صور پھونکا جائے گا اور

نَحْشُرُ الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَتَخَافَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾

ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھوں والے جمع کریں گے○ چپکے چپکے آپس میں باتیں کہتے ہوں گے کہ تم صرف دس دن ہی ٹھہرے ہو○

نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہیں گے جب ان میں سے بڑا سمجھدار کہے گا کہ تم ایک ہی دن ٹھہرے ہو○

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾

اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں سو کہہ دے میرا رب انہیں بالکل اڑا دے گا○ پھر زمین کو چٹیل میدان کر کے چھوڑے گا○

لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ

تو اس میں کوئی موڑ اور ٹیلا نہیں دیکھے گا○ اس دن پکارنے والے کا اتباع کریں گے اس میں کوئی کجی نہیں ہوگی

وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ

اور رحمن کے ڈر سے آوازیں پست ہو جائیں گی پھر تو پاؤں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنے گا○ اس دن سفارش کام نہیں آئے گی

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

مگر جسے رحمن نے اجازت دی اور اس کی بات پسند کی○ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور پیچھے ہے اور

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ

وہ اس کا علم سے احاطہ نہیں کر سکتے○ اور سب منہ اس زندہ قیوم کے سامنے جھک جائیں گے اور تحقیق نامراد ہوا

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا

جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا○ اور جو نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہو تو اسے ظلم اور حق تلفی کا کوئی

وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ

خوف نہیں ہوگا○ اور اسی طرح ہم نے اسے عربی قرآن نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا

باتیں سنائیں تاکہ وہ ڈریں یا ان میں کچھ سوچ پیدا کر دے سو اللہ بادشاہ حقیقی بلند مرتبے والا ہے اور نہ

تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ﴿١١٤﴾

قرآن کے لینے میں جلدی نہ کر جب تک اس کا اترنا پورا نہ ہو جائے اور کہہ اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم دے ○

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا

اور ہم نے اس سے پہلے آدم سے ایک عہد لیا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی ○ اور جب ہم نے

لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا

فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا ○ پھر ہم نے کہا اے آدم بے شک یہ

عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ﴿١١٧﴾ إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ

تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے سو تمہیں جنت سے نکلوا دے پھر تو تکلیف میں پڑ جائے ○ بے شک تجھے یہ ملا ہے کہ تو اس میں بھوکا

فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ﴿١١٨﴾ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَىٰ ﴿١١٩﴾ فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ

ہو اور نہ ننگا ہو ○ اور یہ کہ تو اس میں نہ پیاسا ہوگا اور نہ تجھے دھوپ لگے گی ○ پھر شیطان نے اس کے

الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَىٰ ﴿١٢٠﴾ فَأَكَلَا

جی میں خیال ڈالا کہا اے آدم میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے ○ پھر دونوں نے

مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَىٰ

اس درخت سے کھایا تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہو گئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑنے لگے اور آدم نے

آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ ﴿١٢١﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بہک گیا ○ پھر اس کے رب نے سرفراز کیا پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی ○ فرمایا تم دونوں

مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ

یہاں سے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے پھر جو میری ہدایت

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً

پر چلے گا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا ○ اور جو میری یاد سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی

تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِنْ

کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کی شہادت نہیں پہنچی ۝ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے ان کو اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر

قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِنْ قَبْلِ

دیتے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے

أَنْ نَذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ

تیرے حکموں پر چلتے ۝ کہہ دو ہر ایک انتظار کرنے والا ہے سو تم بھی انتظار کرو آئندہ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت پانے والا کون ہے ۝

افادات محمود:

ز تا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا معجزوں والا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ لہٰذا دیگر نبیوں کے مقابلہ میں ہمارا احسان فائق ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ الخ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ ہے جس کا ذکر سورۂ انفال میں گزر چکا ہے یعنی "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم"۔

(۲۱) سُوْرَةُ الْأَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ (۷۳)

آیتیں ۱۱۲ ـــ سورۃ انبیاء مکی ہے ـــ رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَأْتِيْهِمْ

لوگوں کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑے منہ پھیرنے والے ہیں ان کے رب کی

مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

طرف سے سمجھانے کے لئے کوئی نئی بات ان کے پاس نہیں آتی مگر اسے وہ کھیلتے ہوئے سنتے ہیں ان کے دل کھیل میں

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَأْتُوْنَ

لگے ہوئے ہیں اور ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح کا ایک انسان ہی تو ہے پھر کیا تم

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

دیکھتے بھالتے جادو کی باتیں سننے جاتے ہو رسول نے کہا کہ میرا رب آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ

اور وہ سننے والا جاننے والا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ بیہودہ خواب ہیں بلکہ اس نے جھوٹ بنا لیا ہے بلکہ

هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَا اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ

وہ شاعر ہے پھر چاہئے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جس طرح پہلے پیغمبر بھیجے گئے تھے ان سے پہلے کوئی

قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ

بستی ایمان نہیں لائی تھی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا اب یہ ایمان لے آئیں گے اور ہم نے آپ سے پہلے بھی آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا

اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ

جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھ لو اور ہم نے ان کے

جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ

ایسے بدن نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ہم نے ان سے وعدہ سچا کر دیا

فَأَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَأَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ

تب انہیں اور جسے ہم نے چاہا نجات دی اور ہم نے حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا ۝ البتہ تحقیق ہم نے تمہاری طرف ایسی

ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کتاب اتاری ہے جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے ۝

افادات محمود:

بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تو عتبہ یا قریش میں شامل ابوجہل وغیرہ نے آپ کے گلے میں چادر ڈال دی اور آپ کو لے جانے لگے تو ابوبکرؓ نے فرمایا:

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ

اس روایت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ

وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ الخ

اسی سوال کے جواب میں نازل ہوئی ہے۔

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو — جو ظالم تھیں — غارت کر دیا ہے

وَأَنشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ⑪ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ

اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں ۝ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے

لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ⑬

مت بھاگو — اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا — اور اپنے گھروں میں جاؤ — تاکہ تم سے پوچھا جائے ۝

قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ⑭ فَمَا زَالَت تِّلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ

کہنے لگے ہائے ہماری کم بختی بیشک ہم ہی ظالم تھے ۝ سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو ایسا کر دیا جس طرح

حَصِيدًا خَامِدِينَ ⑮ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

کھیتی کٹی ہوئی اور وہ بجھ کر رہ گئے ۝ اور ہم نے آسمان اور زمین کو — اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے — کھیلتے ہوئے

لَاعِبِينَ ⑯ لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاهُ مِن لَّدُنَّا إِن كُنَّا

نہیں بنایا — اور اگر ہم کھیل ہی بنانا چاہتے — تو اپنے پاس کی کوئی چیز بنا لیتے — اگر ہم

فَاعِلِينَ ⑰ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

کرنے والے ہوتے — بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں — پھر وہ باطل کا سر توڑ دیتا ہے — پھر وہ مٹنے والا ہو جاتا ہے

وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ⑱ وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ

اور تم پر افسوس ہے ان باتوں سے جو تم بناتے ہو ۝ اور اسی کا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اس کے

عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ⑲ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ

پاس ہیں — اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے — اور نہ تھکتے ہیں ۝ — رات اور دن

وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ⑳ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِّنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنشِرُونَ ㉑

تسبیح کرتے ہیں سستی نہیں کرتے ۝ کیا انہوں نے زمین کی چیزوں سے — اپنے معبود بنا رکھے ہیں — جو زندہ کریں گے ۝

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا

اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں خراب ہو جاتے — سو اللہ عرش کا مالک — ان باتوں سے پاک ہے — جو یہ

يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ

بیان کرتے ہیں ○ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور وہ پوچھے جاتے ہیں ○ کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی معبود

آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

بنا رکھے ہیں کہہ دو اپنی دلیل لاؤ یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں بلکہ اکثر

لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٢٤﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ

ان میں سے حق جانتے ہی نہیں اس لئے منہ پھیرے ہوئے ہیں ○ اور ہم نے آپ سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا

إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ

جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو ○ اور کہتے ہیں کہ اللہ نے

وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ

اولاد بنا رکھی ہے وہ پاک ہے بلکہ وہ معزز بندے ہیں ○ بات کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر

يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ

کام کرتے ہیں ○ وہ جانتا ہے جو ان کے آگے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسی کے لئے

ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِنْ

جس سے وہ خوش ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ○ اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ بیشک میں اس کے سوا

دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿٢٩﴾ أَوَلَمْ يَرَ

معبود ہوں تو اسی کو ہم سزا دیں گے جہنم کی ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں ○ کیا منکروں نے

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا

نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند تھے پھر ہم نے انہیں جدا جدا کر دیا اور ہم نے

مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ

ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا کیا پھر بھی یقین نہیں کرتے ○ اور ہم نے زمین میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے

أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا

تاکہ انہیں لے کر جھک نہ جائے اور ہم نے اس میں کشادہ راستے بنا دیئے ہیں تاکہ وہ راہ پائیں ○ اور ہم نے

السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي

آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا — اور وہ آسمان کی نشانیوں سے منہ موڑنے والے ہیں ○ — اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

رات — اور دن — اور سورج — اور چاند بنائے — سب اپنے اپنے چکر میں پھرتے ہیں ○

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۝

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے زندہ رہنے نہیں دیا — پھر کیا اگر تو مر گیا — تو وہ رہ جائیں گے ○

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا

ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے — اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لئے جانچتے ہیں اور ہماری طرف

تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا

لوٹائے جاؤ گے ○ — اور جہاں تمہیں کافر دیکھتے ہیں — تو انہیں تجھ سے سوائے ٹھٹھا کرنے کے اور کوئی کام نہیں — کیا یہی

الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ خُلِقَ الْإِنسَانُ

شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا نام لیتا ہے — اور وہ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں ○ — آدمی جلد باز

مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا

بنایا گیا ہے — میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا پس مجھ سے جلدی مت کرو ○ — اور کہتے ہیں — یہ وعدہ کب

الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ

ہوگا — اگر تم سچے ہو ○ — کاش یہ منکر اس وقت کو جان لیں کہ — اپنے منہ پر

عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم

اور اپنی پیٹھوں سے — آگ کو روک نہیں سکیں گے — اور نہ مدد کئے جائیں گے ○ — بلکہ وہ ان پر

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ

اچانک آئے گی پھر وہ ان کے ہوش کھو دے گی — پھر نہ اسے ٹال سکیں گے — اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی ○ — اور تجھ سے

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا

پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ہے — پھر جس عذاب کی بات — وہ ہنسی کیا کرتے تھے — ان

أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝

اس کے بھی منکر ہو ○ اور ہم نے پہلے ہی سے ابراہیم کو اس کی صلاحیت عطا کی تھی اور ہم اس سے خوب واقف تھے ○

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو ○

قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ

انہوں نے کہا ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا ہے ○ کہا البتہ تحقیق تم اور تمہارے باپ دادا

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَلْ

صریح گمراہی میں رہے ہو ○ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس سچی بات لایا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے ○ کہا بلکہ

رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ

تمہارا رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے انہیں بنایا ہے اور میں اسی بات کا

مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝

قائل ہوں ○ اور اللہ کی قسم میں تمہارے بتوں کا علاج کروں گا جب تم پیٹھ پھیر کر جا چکو گے

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَنْ

پھر ان کے بڑے کے سوا سب کو ٹکڑے کر دیا تاکہ اس کی طرف رجوع کریں ○ انہوں نے کہا

فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ

ہمارے معبودوں کے ساتھ کس نے یہ کیا بے شک وہ ظالموں میں سے ہے ○ انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے کہ ایک جوان ان کو

يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

کچھ کہا کرتا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں ○ کہنے لگے اسے لے آؤ لوگوں کے سامنے تاکہ وہ

يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ

گواہ رہیں ○ کہنے لگے اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا ہے ○ کہا بلکہ

فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا

ان کے اس بڑے نے یہ کیا ہے سو ان سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں ○ پھر وہ اپنے

إِلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ فَقَالُوٓا۟ إِنَّكُمْ أَنتُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوا۟ عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ

دل میں سوچ کر کہنے لگے بے شک تم ہی بے انصاف ہو ۞ پھر اوندھے سر جھکا کر کہا

لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰٓؤُلَآءِ يَنطِقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا

تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں ۞ کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی پوجا کرتے ہو

لَا يَنفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ

جو تمہیں کچھ نفع دے سکے اور نہ نقصان پہنچا سکے ۞ تم پر بھی اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو ان پر بھی

ٱللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا۟ حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓا۟ ءَالِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ ﴿٦٨﴾

پھر کیا تمہیں عقل نہیں ہے ۞ انہوں نے کہا اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو ۞

قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾ وَأَرَادُوا۟ بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا ۞ اور انہوں نے اس کی برائی چاہی سو ہم نے

ٱلْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَٰلَمِينَ ﴿٧١﴾

انہیں ناکام کر دیا ۞ اور ہم نے ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے جس میں ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی ہے ۞

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَٰلِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَٰهُمْ

اور ہم نے اسے اسحاق بخشا اور انعام میں یعقوب دیا اور سب کو نیک بخت کیا ۞ اور ہم نے

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ ٱلْخَيْرَٰتِ وَإِقَامَ ٱلصَّلَوٰةِ

انہیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے

وَإِيتَآءَ ٱلزَّكَوٰةِ ۖ وَكَانُوا۟ لَنَا عَٰبِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَلُوطًا ءَاتَيْنَٰهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَٰهُ

اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی عبادت کیا کرتے تھے ۞ اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کیا تھا اور ہم

مِنَ ٱلْقَرْيَةِ ٱلَّتِى كَانَت تَّعْمَلُ ٱلْخَبَٰٓئِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمَ سَوْءٍ فَٰسِقِينَ ﴿٧٤﴾

نے اسے اس بستی سے بچا لیا جو گندے کام کیا کرتی تھی بے شک وہ لوگ برے نافرمانی کرنے والے تھے ۞

وَأَدْخَلْنَٰهُ فِى رَحْمَتِنَآ ۖ إِنَّهُۥ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾

اور اسے ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ نیک بختوں میں سے تھا ۞

وَ نُوۡحًا اِذۡ نَادٰی مِنۡ

اور نوح کو جب اس نے اس سے پہلے

قَبۡلُ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَنَجَّیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗ مِنَ الۡکَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿ۚ۷۶﴾ وَ نَصَرۡنٰہُ

پکارا پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا اور ہم نے اس کی

مِنَ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمَ سَوۡءٍ فَاَغۡرَقۡنٰہُمۡ

مدد کی ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بے شک وہ برے لوگ تھے پھر ہم نے ان سب کو

اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۷۷﴾ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ اِذۡ یَحۡکُمٰنِ فِی الۡحَرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِیۡہِ غَنَمُ

غرق کر دیا اور داؤد اور سلیمان کو جب وہ کھیتی کے جھگڑے میں فیصلہ کرنے لگے جب کہ اس میں ایک قوم کی بکریاں

الۡقَوۡمِ ۚ وَ کُنَّا لِحُکۡمِہِمۡ شٰہِدِیۡنَ ﴿٭ۙ۷۸﴾ فَفَہَّمۡنٰہَا سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ کُلًّا اٰتَیۡنَا حُکۡمًا

رات کے وقت چر گئیں اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے حکمت

وَّ عِلۡمًا ۫ وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ؕ وَ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۷۹﴾

اور علم دیا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تابع کر دیے تھے جو تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے

وَ عَلَّمۡنٰہُ صَنۡعَۃَ لَبُوۡسٍ لَّکُمۡ لِتُحۡصِنَکُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِکُمۡ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ شٰکِرُوۡنَ ﴿۸۰﴾

اور ہم نے اسے تمہارے لیے زرہ بنانا بھی سکھایا تاکہ تمہیں لڑائی میں محفوظ رکھے پھر کیا تم شکر کرتے ہو

وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ

اور ہم نے سلیمان کے تابع تیز ہوا کی جو اس کے حکم سے اس زمین کی طرف چلتی جہاں ہم نے برکت دی ہے

وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ مِنَ الشَّیٰطِیۡنِ مَنۡ یَّغُوۡصُوۡنَ لَہٗ وَ یَعۡمَلُوۡنَ

اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں اور ہم نے بعض شیاطین بھی تابع کیے جو اس کے لیے غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا

عَمَلًا دُوۡنَ ذٰلِکَ ۚ وَ کُنَّا لَہُمۡ حٰفِظِیۡنَ ﴿ۙ۸۲﴾ وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ

اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ان کی حفاظت کرنے والے تھے اور ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا

اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿ۚۖ۸۳﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا

کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی

بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے اور اتنے ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور نصیحت عبادت

لِلْعٰبِدِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یہ سب صبر کرنے والے تھے ۝

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ

اور ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا بیشک وہ نیک بختوں میں سے تھے ۝ اور مچھلی والے کو جب

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

غصہ ہو کر چلا گیا پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو

سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ

پاک ہے بیشک میں ہی ظالموں میں سے تھا ۝ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی

وَكَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا

اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں ۝ اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ

وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ

اور تو سب سے بہتر وارث ہے ۝ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کے لئے اس کی بیوی کو

زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ

درست کر دیا بیشک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارا کرتے تھے

وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا

اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے ۝ اور وہ عورت جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی

وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کے لئے نشانی بنا دیا ۝ یہ لوگ تمہارے گروہ کے ہیں جو ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

پھر میری ہی عبادت کرو ۝ اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا سب ہمارے پاس لوٹ کر آنے والے ہیں ۝

افاداتِ محمود:

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ: الخ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں کسی قوم کی بکریاں کسی کے کھیت میں چلی گئیں اور کھیت کو بہت نقصان پہنچایا۔ جب یہ قضیہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس پیش ہوا تو انہوں نے وہ تمام بکریاں کھیت والے کو دے دینے کا حکم صادر فرمایا کہ کھیت والوں کے نقصان کی تلافی یونہی ہو جائے گی۔ جب حضرت سلیمان کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ قضیہ میرے ہاں پیش ہوتا تو میں کوئی اور فیصلہ کرتا۔ حضرت داؤد نے پوچھا وہ کون سا؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا میرے خیال میں بکریاں کھیت والوں کے سپرد کی جائیں۔ وہ بکریوں کے دودھ اون وغیرہ سے استفادہ کرتے رہیں اور خراب کھیت بکریوں کے مالکوں کے حوالہ کیا جائے کہ وہ اس کھیتی کی دیکھ بھال کریں۔ پانی دیں اور جو جو خدمت وہاں درکار ہے وہ سرانجام دیتے رہیں۔ جب کھیتی اپنی اصلی ہیئت پر ہو جائے گی تو کھیتی مالک کو اور بکریاں اپنے مالکوں کے حوالہ کی جائیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔ انہوں نے قیاس کر کے فیصلہ صادر فرمایا تھا۔ جبکہ حضرت سلیمانؑ کا فیصلہ استحسان پر مبنی تھا۔ حضرت داؤدؑ نے استحسان کے مقابلہ میں قیاس سے رجوع فرمایا اور فقہاء نے بھی یہ اصول لکھا ہے کہ قیاس کے مقابلہ میں استحسان کو ترجیح دی جائے گی سوائے چھ سات یا گیارہ یا بائیس مسائل کے۔ عقود رسم المفتی میں آخری دونوں قول مذکور ہیں۔

وَذَا الْكِفْلِ: الخ یہ حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام تھا۔ ترمذی اور مسند احمد میں یہ روایت مذکور ہے کہ ایک شخص فاجر و فاسق تھا، لیکن اس کے کسی نیک عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس کا نام بھی کفل تھا لیکن وہ نبی نہ تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت ملنے کے بعد صغائر و کبائر سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت ذوالکفل کے متعلق مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) ایک قول تو یہ ہے کہ چونکہ ان کا نام نامی انبیاء کی فہرست میں شامل ہے، لہٰذا یہ نبی ہیں اور اکثر تابعینؒ سے منقول یہ ہے کہ نبی نہ تھے، بلکہ ایک مرد صالح تھے اور حضرت الیسعؑ نے لوگوں کو جمع فرمایا تھا۔ کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ بناؤں گا۔ ان میں سے اس شخص کو خلیفہ بناؤں گا جس میں صفات ثلاثہ ہوں گی۔ (۱) جو دن کو روزہ رکھتا ہو (۲) جو رات کا قیام کرتا ہو (۳) اور غصہ نہ کرتا ہو۔ چنانچہ یہی حضرت ذوالکفل کھڑے ہو گئے کہ میں ان تینوں باتوں کا اہتمام کروں گا۔ پھر دوسرے دن بھی لوگوں کو جمع کیا گیا اور یہی بات ہوئی۔ ذوالکفل کے سوا اور کوئی کھڑا نہ ہوا۔ پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت ذوالکفل کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو شیطان نے ان کو غصہ دلانے کے لیے بڑے داؤ اپنائے، لیکن شیطان ناکام رہا اور حضرت ذوالکفل کامیاب رہے۔ اسی وجہ سے ان کو ذوالکفل کہا جاتا ہے یا ذوالکفل اس وجہ سے ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ کسی کی ضمانت میں قید ہو گئے تھے۔

ومن شاء التفصیل فلیراجع الی ابن کثیر (جو تفصیلی مطالعہ کرنا چاہتا ہے، وہ ابن کثیر کی طرف رجوع کرے)

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ

پھر جو کوئی اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ

کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی محنت اکارت نہ جائے گی اور ہم اس کے لکھنے والے ہیں اور ہم نے

عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ

جن بستیوں کو ہلاک کر دیا ہے ان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں گے

وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ

اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں گے اور سچا وعدہ نزدیک آ پہنچا تو اچانک

شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا

منکروں کی آنکھیں اوپر کی رہ جائیں گی ہائے ہماری کم بختی ہم تو اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ

ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا

ہم ہی ظالم تھے بے شک تم اور جن کو اللہ کے سوا تم پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں تم سب

وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ

اس میں داخل ہونے والے ہو اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے اور سب اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ان کے لیے

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا

وہاں چیخنا چلانا ہوگا اور وہاں کچھ نہ سن سکیں گے بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی

الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ

بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس سے دور رکھے جائیں گے وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ

مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ

اپنی من مانی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو بڑی گھبراہٹ غم میں نہ ڈالے گی اور ان سے فرشتے آ ملیں گے

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ

یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جیسے طوماروں کا طومار

(۲۲) سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ (۱۰)

آیتیں ۷۸ — سورۂ حج مدنی ہے — رکوع ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل

حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ

ڈال دے گی اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن خدا کا عذاب

شَدِيْدٌ ② وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ

سخت ہوگا اور بعضے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے پیچھے

مَّرِيْدٍ ③ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ

چلتے ہیں جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اسے دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کرے گا اور اسے دوزخ کے عذاب

السَّعِيْرِ ④ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ

کا راستہ دکھائے گا اے لوگو اگر تمہیں دوبارہ زندہ ہونے میں شک ہے تو ہم نے تمہیں

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ

اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں ایک مدت معین تک

مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى

ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور بعض تم میں سے مر جاتے ہیں

وَمِنَ النَّاسِ

اور بعض لوگ ایسے ہیں

مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ١ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ

اللہ کی بندگی کرتا ہے کنارے پر ہو کر | پھر اگر اسے پہنچا فائدہ تو اس عبادت پر قائم ہو گیا | اور اگر تکلیف

فِتْنَةُ ١ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ○

پہنچ گئی | تو دین سے الٹا پھر گیا | دنیا اور آخرت گنوائی | یہی وہ صریح خسارہ ہے ○

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ

اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے | جو نہ اسے ضرر دے سکے | اور نہ اسے فائدہ پہنچا سکے | یہی وہ پرلے درجے کی

الْبَعِيْدُ ○ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۚ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى

گمراہی ہے ○ | ایسے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اس کے نفع سے نزدیک تر ہے | ایسا کارساز کیا برا

وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ○ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

اور ایسا رفیق بھی برا ہے ○ | بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے | اور اچھے کام کیے | ایسے باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ○ مَنْ كَانَ

داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی | بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ○ | جو یہ

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ

خیال کرتا ہے کہ | اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی ہرگز مدد نہ کرے گا | اسے چاہیے کہ | چھت تک | ایک رسی لٹکائے

ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ○ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ

پھر اسے کاٹ دے | پھر دیکھے کہ | اس کی تدبیر اس کے غصہ کو دور کرتی ہے ○ | اور اسی طرح ہم نے

اٰيٰتٍ ۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

یہ قرآن کھلی ہوئی آیتیں بنا کر نازل کیا ہے اور بیشک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ○ | بیشک اللہ مسلمانوں اور

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ

یہودیوں | اور صابیوں | اور عیسائیوں | اور مجوسیوں | اور مشرکوں میں | قیامت کے

حمزہؓ حضرت علیؓ حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور کفار میں سے عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ سامنے آئے تو جس طرح قیامت کے دن مجادلہ و مباحثہ میں یہ لوگ آمنے سامنے ہوں گے اسی طرح دنیا میں بھی ایک دوسرے کے آمنے سامنے رہے ہیں جیسا کہ مذکورہ مثال سے واضح ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

بے شک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

نہریں بہتی ہوں گی وہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس

حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَهُدُوا إِلٰى صِرٰطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾

ریشمی ہوگا ○ اور انھوں نے عمدہ بات کی راہ پائی اور تعریف والے اللہ کی راہ پائی ○

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنٰهُ

بے شک جو منکر ہوئے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے

لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعٰكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ

سب لوگوں کے لئے بنایا ہے وہاں کے رہنے والے اور باہر والے برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرٰهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ

تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے ○ اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے کعبہ کی جگہ ٹھیک کر دی کہ

أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ

میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لئے

السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ

پاک رکھ ○ اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے کہ تیرے پاس پیدل اور دبلے اونٹوں پر

مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي

دور دراز راستوں سے آئیں ○ تاکہ اپنے فائدوں کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ جو چوپائے اللہ نے

أَيَّامٍ مَعْلُومٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا

انہیں دیے ہیں ان پر مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں پھر ان میں سے خود بھی کھاؤ

وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ ○ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٢٩﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ

اور قدیم گھر کا طواف کریں۔ یہی حکم ہے اور جو اللہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کرے گا سو یہ اس کے لئے

لَّهُ عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا

اس کے رب کے ہاں بہتر ہے اور تمہارے لئے مویشی حلال کر دیئے گئے ہیں مگر وہ جو تمہیں پڑھ کر سنائے جاتے ہیں پھر

الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ﴿٣٠﴾ حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرو۔ خالص اللہ کے ہو کر اس کے ساتھ کسی کو شریک

بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي

نہ کرو اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا

بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا

اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک دیتی ہے۔ یہی بات ہے اور جو شخص اللہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کرتا ہے

مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ﴿٣٢﴾ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا

سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے۔ تمہارے لئے ان میں ایک وقت معین تک فائدے ہیں پھر اس کے ذبح

إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ﴿٣٣﴾

ہونے کی جگہ قدیم گھر کے قریب ہے۔

افادات محمود:

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا الخ

جنت میں ریشم کا لباس ان لوگوں کو نصیب ہوگا جو دنیا میں ریشم استعمال نہیں کریں گے اور جو دنیا میں استعمال کریں گے تو آخرت میں محروم رہیں گے۔ جیسا کہ یہ مضمون ایک صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے۔

وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ الخ

عام معاملات میں جب تک انسان بالفعل گناہ کا مرتکب نہ ہو تو محض ارادۂ گناہ سے وہ گناہگار نہیں بنتا لیکن حرم پاک کی یہ خصوصیت ہے کہ وہاں گناہ کا ارادہ کرنے والا بھی پورا پورا مجرم اور یہ بدخیالی بھی قابل گرفت گناہ ہے۔

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ الخ

حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام جب تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابراہیم نے باذن

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ

اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تا کہ اللہ نے جو

عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا

چار پائے انہیں دیئے ہیں ان پر اس کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے سو اسی کے فرمانبردار رہو

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ

اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو وہ لوگ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آتی ہے

مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ

صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور ہم نے تمہارے لئے

جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا

قربانی کے اونٹ اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے بھی ہیں پھر ان پر اللہ کا نام لو

صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ

کھڑے کر کے پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور سوالی کو بھی کھلاؤ

كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا

اللہ نے انہیں تمہارے لئے یوں مسخر کر دیا تا کہ تم شکر کرو اللہ کو ہرگز نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون

دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا

پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے لئے تابع کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی

اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ

بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنا دو بے شک اللہ ایمان والوں سے دشمنوں کو

آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ

ہٹا دے گا بے شک اللہ کسی دغاباز ناشکر کو پسند نہیں کرتا جن سے کافر لڑتے ہیں انہیں بھی لڑنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے کہ

ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم

ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ لوگ جنہیں ناحق ان کے گھروں سے

بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

نکال دیا گیا ہے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا

بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا

تو گرجے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں ڈھادی جاتیں جن میں اللہ کا

اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾

نام کثرت سے لیا جاتا ہے اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرے گا بیشک اللہ زبردست غالب ہے ۞

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا

وہ لوگ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا

بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ

حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں اور ہر کام کا انجام تو اللہ کے ہی ہاتھ میں ہے ۞ اور اگر تمہیں جھٹلاتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ

تو ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود ۞ اور ابراہیم کی قوم

وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَأَصْحَابُ مَدْيَنَ ۖ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ

اور لوط کی قوم ۞ اور مدین والے اپنے اپنے نبی کو جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ کو بھی جھٹلایا گیا پھر میں نے منکروں کو مہلت دی

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَ

پھر میں نے انہیں پکڑا پھر میری پکڑ کیسی تھی ۞ سو کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کردیں اور

هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ

وہ گنہگار تھیں اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنوئیں بیکار اور کتنے پکے محل

مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ

اجڑے پڑے ہیں ۞ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے ایسے دل ہو جاتے جن سے سمجھتے

بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ

یا ایسے کان ہو جاتے جن سے سنتے سو اصل بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں

قُلْ يٰۤاَيُّهَا

کہدو اے لوگو

النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یہاں تو صرف تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں ۞ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام کئے نیک

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۞ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے ۞ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے پست کرنے کی کوشش کی

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۞ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا

وہی دوزخی ہیں ۞ اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول اور نبی

نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى

نہیں بھیجا کہ جس نے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اس کی تمنا میں کچھ نہ ملا دیا ہو پھر اللہ شیطان کی آمیزش کو

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى

دور کر کے اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۞ تاکہ شیطان کی آمیزش کو

الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ

ان لوگوں کے لئے آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ۞ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اور بے شک ظالم بڑی ضد میں پڑے ہوئے ہیں ۞ اور تاکہ علم والے جان لیں

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ

کہ یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے پھر اس پر ایمان لے آئیں پھر ان کے دل اس کے آگے جھک جائیں اور بے شک اللہ ایمان داروں کو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ

سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرنے والا ہے ۞ اور منکر تو اس کی طرف سے ہمیشہ شک میں رہا کریں گے

مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۞

یہاں تک کہ قیامت ان پر اچانک آ موجود ہو یا منحوس دن کا عذاب ان پر نازل ہو ۞

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٥٧﴾

اس دن اللہ ہی کی حکومت ہوگی وہی ان میں فیصلہ کرے گا ـ پھر جو ایمان لائے ـ اور اچھے کام کئے وہ ـ نعمت کے باغوں میں ہوں گے ـ اور جو منکر ہوئے ـ اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ـ سو ان کے لئے ـ ذلت کا عذاب ہے

افاداتِ محمود:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ الخ

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض مفسرین نے یہاں ایک قصہ نقل کیا ہے جیسے صاحب جلالین وغیرہ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ نجم کی تلاوت فرما رہے تھے جب آپ نے یہ آیتیں پڑھیں تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ جاری کر دیا۔ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی یعنی یہ خوبصورت مورتیاں ہیں اور ان کی سفارش کی امید کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضور کی زبان سے بتوں کی تعریف پر مشتمل جملے سن کر مشرکین مکہ بہت خوش ہو گئے اور آپ نے سورۂ نجم کے آخر میں سجدہ کیا تو تمام کفار نے آپ کے ساتھ سجدہ ادا کیا سوائے ایک کے کہ اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھا کر چہرے کے ساتھ لگا لی۔ لیکن اس قصے کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اگر حضور کی زبان پر شیطان کے اثر سے کلمات نکل سکتے تو آپ کے لائے ہوئے دین پر اعتبار کیونکر ہوگا۔ لہٰذا صاحب جلالین کی یہ تفسیر بے بنیاد اور غلط ہے۔

مولانا مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء سے جو اس طرح کے واقعات سرزد ہوئے ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ لوگوں کو باور کرایا جائے کہ انبیاء بشری کمزوریوں سے پاک اور بالاتر نہیں ہوتے۔ لیکن مودودی صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے۔ اگر عصمت انبیاء کو تسلیم نہ کیا جائے تو پورے دین کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ یہاں القاء شیطان سے مراد القاء وسوسۃ فی صدور الناس ہے یعنی بعض آیات کے متعلق شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے جیسے جب حرمت علیکم المیتۃ الخ والی آیت نازل ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے قلوب میں یہ وسوسہ ڈالا کہ مرا ہوا جانور اللہ کا مارا ہوا ہوتا ہے اسے مسلمان حرام کہتے ہیں اور ذبح شدہ جانور ان کے اپنے ہاتھ کا مارا ہوا ہوتا ہے اسے حلال کہتے ہیں۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ بیت اللہ کی چابی میرے ہاتھ میں ہے اور ہم احرام باندھ کر عمرہ کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے خواب کی بنیاد پر حضرت اسماعیل کی گردن پر چھری چلائی تھی تو حضور صحابہ کرام سمیت تشریف لے گئے لیکن مکہ والوں نے حدیبیہ کے مقام پر آپ کو اور صحابہ کو روک دیا یہ حضرات اس سال عمرہ نہ کر سکے۔ اس کے متعلق بھی شیطان نے

لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ دیکھئے ان کی بات صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ حالانکہ سال کا تعین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوا تھا۔ اگلے سال اس خواب کی تعبیر یعنی فتح پوری ہوگئی۔ اسی طرح جب آیت ۔ انکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم اب نازل ہوئی تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اللہ کے سوا تو انبیاء کی بھی پرستش کی گئی جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر وغیرہ کی تو اس آیت کے عموم میں وہ بھی داخل ہیں (العیاذ باللہ)۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے مثال سمجھانے کے لیے قرآن کریم میں مکڑی اور مکھی کا ذکر فرمایا تو شیطان نے بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ ڈالا کہ دیکھئے اگر قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو پھر اس میں ایسی حقیر اور بیکار چیزوں کا ذکر کیوں ہے؟ حالانکہ ان احمقوں کو یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ مثال مخاطب کو سمجھانے اور کسی بات کی وضاحت کے لیے ہوتی ہے مثال اور ممثل لہ میں مناسبت ہونی چاہیے۔ جو اشتراک ہونا چاہیے۔ ایسا بلغاء کے کلام میں اکثر ہوتا ہے۔

الغرض شیطان بعض آیات کے متعلق اس طرح وسوسے ڈالتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی ذریعے سے اس کا ازالہ فرما دیتے تھے اور اصل مضمون کو جو من جانب اللہ ہوتا تھا باقی رکھتے تھے۔ یہی مطلب ہے مذکورہ بالا آیت کا۔ واللہ اعلم۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کیے گئے یا مر گئے البتہ انہیں اللہ

رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُدْخَلًا

اچھا رزق دے گا اور بے شک اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے البتہ انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا

يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ

جسے پسند کریں گے اور بے شک اللہ جاننے والا بردبار ہے بات یہ ہے اور جس نے اسی قدر بدلہ لیا جس قدر اسے تکلیف

بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ

دی گئی پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ درگزر کرنے والا معاف کرنے والا ہے یہ اس لیے کہ

اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ

اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور بے شک اللہ سننے والا

بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ

دیکھنے والا ہے یہ اس لیے کہ حق اللہ ہی کی ذات ہے اور جنہیں اس کے سوا پکارتے ہیں باطل ہیں

وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

اور بے شک اللہ ہی بلند مرتبہ والا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ نے آسمان سے پانی

مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

اتارا پھر زمین سرسبز ہو جاتی ہے بے شک اللہ مہربان خبردار ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ

اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور بے شک اللہ وہی بے نیاز تعریف والا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا اللہ نے

لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

زمین کی سب چیزیں اور کشتیوں کو تمہارے تابع کر دیا ہے جو دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں اور آسمان کو

أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَهُوَ

زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ لوگوں پر نہایت شفقت کرنے والا مہربان ہے اور وہ

الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ

تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہو — وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے — اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ

اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے — تو اسے مکھی سے چھڑا نہیں سکتے — طالب اور مطلوب دونوں ہی

وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

کمزور ہیں — انہوں نے اللہ کی جیسی قدر چاہیے — نہ کی — بیشک اللہ زور والا غالب ہے

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ

فرشتوں — اور آدمیوں میں سے — اللہ پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے — بیشک اللہ سننے والا

بَصِيْرٌ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

دیکھنے والا ہے — وہ ان کے آگے — اور پیچھے کی جانتا ہے — اور سب کاموں کا مدار

الْاُمُوْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ

اللہ ہی پر ہے — اے ایمان والو — رکوع اور سجدہ کرو — اور اپنے رب کی بندگی کرو

وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ

اور بھلائی کرو — تاکہ تمہارا بھلا ہو — اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسی کوشش کرنے کا حق ہے

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ

اس نے تمہیں پسند کیا ہے — اور دین میں تم پر — کسی طرح کی تنگی نہیں کی — تمہارے باپ

اِبْرٰهِيْمَ ۭ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ڏ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ ھٰذَا لِيَكُوْنَ

ابراہیم کا دین ہے — اسی نے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا — اور اس قرآن میں بھی تاکہ

الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ ښ فَاَقِيْمُوا

رسول تم پر گواہ ہو — اور تم لوگوں پر گواہ ہو — پس نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى

قائم کرو — اور زکوٰۃ دو — اور اللہ کو مضبوط پکڑو — وہی تمہارا مولیٰ ہے — پھر کیا

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۝

مجاہدہ کا صلہ

افادات محمود:

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الخ

حضرت ابراہیم نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے جس کا معنی ہے حکم بردار، وفا شعار اور حضرت ابراہیم نے تعمیر کعبہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا فرمائی تھی "وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ الخ" ہمارے لیے یہ بات باعث فخر اور صد اعزاز ہے کہ ہمارا نام ایک جلیل القدر پیغمبر نے تجویز فرمایا حالانکہ ہم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ہماری عملی زندگی کی حالت زار اور اعتقادی کمزوریاں قابل دید و شنید ہیں۔ اگر آج وہ تشریف فرما ہوتے ہمارے ان اعمال کو دیکھ کر جانے ان پر کیا گزرتی کہ یہ وہ بندے ہیں جن کا نام ہم نے مسلمان تجویز کیا تھا۔

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ الخ

اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہ بات باعث فخر و اعزاز ہے کہ قیامت کے دن جب کفار لوگ حضرات انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود حضرات انبیاء کی طرف متوجہ ہوں گے تو انبیاء علیہم السلام امت محمدیہ کو گواہ بنائیں گے۔ وہ لوگ مسلمانوں پر جرح کریں گے کہ یہ تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے تو ان کی شہادت کیا معنی رکھتی ہے؟ مسلمان کہیں گے کہ حضرات انبیاء کی تبلیغ کا ذکر ایک تو کلام اللہ میں ہے۔ وھو اصدق القائلین اور یہ بات ہمیں ہمارے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بتلائی تھی۔ لہٰذا ان دو قوی اور مضبوط بنیادوں پر ہماری شہادت کا ڈھانچہ قائم ہے جو کہ کذب اور خلاف واقعہ کلام سے کوسوں دور ہے۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ

سورۃ مومنون مکی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

بے شک ایمان والے کامیاب ہو گئے ○ جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں ○ اور جو

هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ

بے ہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں ○ اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں ○ اور جو اپنی

هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ○ مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝

ان پر کوئی الزام نہیں ○ پس جو شخص اس کے علاوہ طلب گار ہو تو وہی حد سے نکلنے والے ہیں ○

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

اور جو اپنی امانتوں اور عہد کا خیال رکھنے والے ہیں ○ اور جو اپنی نمازوں کی

يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا

حفاظت کرتے ہیں ○ یہی وارث ہیں ○ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ

خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً

رہنے والے ہوں گے ○ اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا ○ پھر ہم نے اسے نطفہ کی

فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

شکل میں ایک محفوظ جگہ میں رکھا ○ پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنا دیا

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ

پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنا دیں پھر ہڈیوں پر گوشت پہنا دیا پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا سو اللہ بڑا

الخشوع الضراعة، واكثر ما يستعمل الخشوع فيما يوجد على الجوارح والضراعة اكثر ما تستعمل فيما يوجد في القلب (المفردات)

یعنی خشوع کے معنی ضراعت یعنی عاجزی کے ہے۔ خشوع کا استعمال اکثر ان افعال میں ہوتا ہے جو جوارح سے متعلق ہیں اور ضراعت کا استعمال اکثر ان افعال میں ہوتا ہے جو قلب سے متعلق ہیں۔

خشوع کی نسبت قرآن کریم میں زمین کی طرف بھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہے وترى الارض خاشعة الخ یعنی دبی ہوئی ذلیل افتادہ۔ اس کی نسبت اصوات کی طرف بھی ہوئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔ وخشعت الاصوات للرحمن الخ یعنی رحمن کے سامنے (قیامت کے دن) آوازیں پست ہو جائیں گی۔ اس کی نسبت وجوہ کی طرف بھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ (قیامت کے دن ہیبت سے چہرے ڈرے ہوئے ہوں گے) اور ابصار کی طرف بھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہے خاشعة ابصارهم "ان کی آنکھیں جھکی پڑتی ہوں گی۔" قلوب کی طرف بھی ہوئی ہے۔ ارشاد ہے الم يان للذين امنوا ان تخشع قلوبهم یہاں خشیت قلب کی صفت ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اصل خشیت قلب کی ہے اور اعضاء وجوارح اس کے تابع ہیں۔ جب نماز میں قلب خاشع ہوگا تو اس کا اثر اعضاء وجوارح پر نمودار ہوگا۔ اس طور پر کہ آدمی داڑھی سے کھیلے گا نہ کپڑوں سے نہ انگلیاں چٹخائے گا۔ روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت صدیق اکبر نماز میں ایسے کھڑے ہوتے تھے جیسے بے جان لکڑی ہوتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝

یہاں اللہ تعالیٰ نے ادائے زکوٰۃ کا حکم ایک انوکھے انداز سے دیا ہے۔ عام طور پر آتوا کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہاں "فٰعِلُوْنَ" میں شاید استمرار اور دوام کی طرف اشارہ ہے۔ ادائے زکوٰۃ اور نماز میں استمرار نہیں ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ زکوٰۃ سے صرف فرض زکوٰۃ مراد نہیں ہے بلکہ عام ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى اور قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا بھی اس میں شامل ہے اور مالی زکوٰۃ بھی اس میں شامل ہے۔ جیسا کہ سورۃ توبہ کی آیت "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها" گزر چکا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے اور زکوٰۃ کی فرضیت مدینہ منورہ میں ہوئی ہے، فکیف استوفق؟ جواب اس کا یہ ہے کہ مطلق زکوٰۃ کی فرضیت مکہ مکرمہ میں ہوگئی تھی جیسا کہ سورۃ مزمل میں ہے لیکن زکوٰۃ کی مقادیر کا تعین اور نصاب کے مفصل احکام مدینہ منورہ میں آئے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝

حفاظت فرج بھی فرض ہے۔ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ کو اس چیز کی ضمانت دے دے جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (الترغیب)

حرمت زنا، حرمت متعہ وغیرہ کا ثبوت

مذکورہ بالا آیت کے بعد اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو صورتوں کا استثناء فرمایا ہے۔ (۱) اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ (۲) اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ یعنی اپنی منکوحہ بیوی سے خواہش پوری کرنا یا باندی سے خواہش پوری کرنا حرمت کے حکم سے مستثنیٰ اور ضرورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے شادی کر لی اس نے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیا۔ فلیتق اللہ فی النصف الباقی تو بقیہ آدھے ایمان میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی بھی حفاظت کرے۔

مذکورہ بالا آیت میں دو صورتیں حلال قرار دی گئی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دو صورتوں کے سوا جو بھی صورت ہوگی وہ حرام اور ناجائز ہوگی۔ لہٰذا زنا بھی حرام ہے جو ان کے سوا ہے جیسا کہ دیگر نصوص سے مفصل و مجمل ثابت ہے اور متعہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ متعہ ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہے۔ اس پر ازدواج کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ شادی تو ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے اور متعہ چند دن یا چند گھڑیوں کے لیے ہوتا ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے متعہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح لواطت بھی مذکورہ دونوں مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ ہے اور حدیث میں بھی اس کی حرمت وارد ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اسی طرح استمناء بالید بھی مذکورہ بالا دونوں جائز صورتوں کے علاوہ ہے لہٰذا یہ بھی حرام و ناجائز ہے۔

عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ابتداء میں نماز میں خشوع و خضوع کا ذکر تھا۔ اب نماز کی حفاظت کا ذکر ہے۔ وہاں مقصود خشوع فی الصلوٰۃ تھا یہاں مقصود بالذات حفاظت صلوٰۃ ہے یعنی قضا نہ ہو یا آداب نماز کے ساتھ ساتھ پابندی صلوٰۃ مطلوب ہے۔

مومن کی صفات ستہ

خلاصہ یہ ہے کہ کامیابی و کامرانی کے لیے یہاں مومن کی صفات ستہ ذکر کی گئی ہیں۔ (۱) خشوع فی الصلوٰۃ (۲) لغو اور لایعنی باتوں سے بچنا (۳) مالی حقوق ادا کرنا (۴) شہوت کے تقاضے پر قابو پانا (۵) عہد و پیمان اور امانت کی حفاظت کرنا (۶) نمازوں کی وقت اور آداب سمیت پابندی سے ادا کرنا۔ آج جتنی خرابیاں ہیں ان چھ صفات کے مفقود اور معدوم ہونے کی وجہ سے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ہے نہ پابندی۔ نفاق ہے نہ فروج کی حفاظت۔ لغویات اور فضول باتوں میں زندگی بیت جاتی ہے تو مسلمان کیسے کامیاب ہوں گے؟

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ الخ

یہاں سے تذکیر بالاء اللہ ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ مرنا بھی نعمت میں سے ہے۔ بعض

لوگ ایسے ہوتے ہیں اگر موت نکل آتی تو مرنے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اے اللہ اب اٹھا لے۔ نیند اور موت ابدی زندگی اور ابدی نعمتوں کے لیے واسطہ ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے "الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب" "موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔ سبع طرائق اس سے مراد آسمانوں کے راستے ہیں اور فرشتوں کی گزرگاہیں ہونے کی وجہ سے طرائق سے تعبیر فرمایا ہے۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ الخ

یعنی زیتون کے درخت سے تیل نکلتا ہے جو مالش وغیرہ کے کام آتا ہے اور بہت سے لوگ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں۔ صبغ سے اسی کی طرف اشارہ ہے کہ روٹی کے ساتھ جب سالن استعمال ہو تو روٹی رنگین ہو جاتی ہے۔ یہ مبارک درخت ہے سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے۔ کوہ طور کی طرف اس کی نسبت کرنے سے بھی اس کے مبارک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر اس پہاڑ پر یہ درخت بہت زیادہ اُگتے ہیں اور اس پہاڑ کا تجلیات ربانیہ سے منور ہونا اس کے مبارک ہونے کے لیے کافی ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا پھر اس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ

[illegible]

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ

[illegible]

شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ

[illegible]

بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝

[illegible]

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ

[illegible]

فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

[illegible]

مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۝ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ

[illegible]

اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ

[illegible]

الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝ اِنَّ

[illegible]

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝

[illegible]

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو بے شک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو○

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

اور بے شک یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو○ پھر انہوں نے اپنا امر

بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى

آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر ایک جماعت اس چیز سے جو ان کے پاس ہے خوش ہونے والے ہیں○ پھر ایک وقت تک انہیں

حِيْنٍ ۝ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي

ان کی غفلت میں پڑا رہنے دو○ کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انہیں جو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں○ انہیں فائدہ پہنچانے میں

الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝

جلدی کر رہے ہیں بلکہ وہ نہیں سمجھتے○ بے شک جو اپنے رب کی ہیبت سے ڈرنے والے ہیں○

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝

اور جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں○ اور جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے○

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝

اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں○

اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا

یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور وہی نیکیوں میں سب سے آگے بڑھنے والے ہیں○ اور ہم کسی کو اس کی طاقت سے

وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ

زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا○ بلکہ ان کے دل

فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝

اس سے بے ہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور اس کے سوا ان کے اور بھی کام ہیں جنہیں وہ کیا کرتے ہیں○

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــــَٔــرُوْنَ ۝ لَا تَجْــــَٔــرُوا الْيَوْمَ

یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑیں گے تو وہ چلانے لگیں گے○ آج کے دن مت چلاؤ

إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ

بے شک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے ○ تمہیں میری آیتیں سنائی جاتی تھیں تو تم الٹے پاؤں

تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ

بھاگتے تھے ○ غرور میں آکر اسے بات کا مشغلہ بنا کر بکتے چلے جایا کرتے تھے ○ کیا انہوں نے اس ارشاد میں غور نہیں کیا

جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ

یا ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی ○ یا یہ لوگ اپنے رسول کو پہچانتے نہیں

لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ

اس لیے اس کے منکر ہیں ○ یا کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے، بلکہ وہ ان کے پاس حق بات لے کر آیا ہے اور ان میں سے اکثر

لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

حق کو ناپسند کرنے والے ہیں ○ اور اگر حق ان کی خواہش کے مطابق ہو تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب درہم برہم

وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ

ہو جائیں، بلکہ ہم نے ان کی نصیحت انہیں پہنچا دی ہے سو وہ اپنی نصیحت سے منہ موڑنے والے ہیں ○ کیا

تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ

تو ان سے اجرت مانگتا ہے، سو تیرے رب کی اجرت بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ○ اور بے شک تو انہیں

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ

سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے ○ اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے سیدھے راستے سے

لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ

ہٹنے والے ہیں ○ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان کی تکلیف دور کر دیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہی

يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾

میں بھٹکتے رہیں گے ○ اور البتہ ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا بھی تھا پھر بھی اپنے رب کے سامنے عاجزی نہ کی اور نہ گڑگڑائے

حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾

یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھولا تو فوراً اس میں ناامید ہو گئے ○

آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا

تمہاری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے ○ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی

وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ

اور ہم لوگ گمراہ تھے ○ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں گے تو بے شک ہم ظالم ہوں گے ○ فرمائے گا

اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا

اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو ○ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہتے تھے اے ہمارے رب

آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا

ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے ○ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی

حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴿١١٠﴾ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ

یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے رہے ○ آج میں نے انہیں

بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ﴿١١٢﴾

ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے ○ فرمائے گا تم زمین پر کتنے برس رہے ○

قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا

کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم رہے پس آپ گنتی کرنے والوں سے پوچھ لیں ○ فرمائے گا تم اس میں بہت کم

قَلِيلًا لَّوْ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١٤﴾ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ

تھوڑا ہی رہے ہو کاش کہ تم سمجھ لیتے ○ سو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ

إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے ○ سو اللہ بہت ہی عالیشان ہے جو حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں عرش عظیم کا

الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ

مالک ہے ○ اور جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارا جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب

عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ

اس کے رب کے ہاں ہوگا بے شک کافر نجات نہیں پائیں گے ○ اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر

الرّٰحِمِيْنَ ۝

رحم کرنے والا ہے ۝

افاداتِ محمود:

قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔ ارْجِعُوْنِ ۔ یہ جمع مذکر حاضر فعل امر کا صیغہ ہے اور خطاب اللہ تعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ خود تو کبھی کبھی اپنا منصب وقدرت تامہ بتلانے کے لیے جمع کا صیغہ اپنے لیے استعمال فرماتے ہیں لیکن بندے عام طور پر مفرد کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہاں جمع کا صیغہ ہے اور قیامت کے دن بندے یوں کہیں گے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ گویا مکرر بندے تین بار اس طرح کہتے رہیں گے تین مرتبہ کی تکرار کو بصیغہ جمع لایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ ق میں "القیا فی جہنم" تثنیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ یہاں بھی دو بار کی تکرار کو بصیغہ تثنیہ لایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

رکوعاتہا ۹ — سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ — آیاتہا ۶۴

سورۂ نور مدنی ہے اور اس میں ۶۴ آیتیں اور ۹ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے مقرر کئے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا

بدکار عورت اور بدکار مرد سو دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں

رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا

ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت

طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ

مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے زانی مرد سوائے بدکار عورت یا مشرک عورت کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے

لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

سوائے بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے ○ اور جو لوگ پاک دامن

الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا

عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی درے مارو اور کبھی ان کی

لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

گواہی قبول نہ کرو اور وہی لوگ نافرمان ہیں ○ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی

وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ

اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے

لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ

اور ان کے پاس گواہ نہ ہوں سوائے ان کی اپنی ذات کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ دے کہ بے شک وہ

الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

سچا ہے ۝ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں ۝

وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝

اور عورت سے سزا کو یہ بات ٹال سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ قسم کھا کر کہے کہ بے شک یہ مرد جھوٹا ہے ۝

وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْلَا

اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ بے شک مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر وہ سچا ہو ۝ اور اگر تم پر

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝

اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ۝

افاداتِ محمود:

اس سورت میں حدود، عفت و عصمت اور توحید و رسالت سے متعلق بہت سے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا سے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے لیکن اہم حصہ واقعہ افک ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سیرت و کردار اور برأت من جانب اللہ سے متعلق ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں فرما دیا کہ اس سورت کے تمام مضامین ہماری طرف سے ہیں اور ہمارے نازل کردہ ہیں تاکہ کوئی بدباطن و کینہ پرور اس میں چوں و چرا نہ کر سکے۔ ورنہ تمام قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

زنا کی تعریف اور اس کی سزا

اس شنیع فعل سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت سی حدیں مقرر فرمائی ہیں اور مختلف زاویوں سے حضرت انسان کو سمجھایا ہے کہ اس بے حیائی سے محفوظ رہ سکے لہٰذا نگاہیں نیچی رکھنے کا، بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہونے اور حجاب و پردہ کے تمام احکام پر مکمل طور پر پابند بنایا ہے لیکن جب ایک انسان ان تمام حدود کو پھلانگ کر کسی کی عصمت دری کا مرتکب ہوتا ہے تو چونکہ یہ فعل سخت ہے اس حساب سے اس کی سزا بھی سخت ہے۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا الخ زنا کی تعریف ہے وطی رجل بالنساء بغیر النکاح بمطاوعتها یعنی کسی بالغ مرد کا عورت کی مرضی سے اس سے بغیر نکاح کے مباشرت کرنا (زنا ہے)

دیا گیا تھا۔ جو سزا وہ مناسب سمجھے وہ دے دے اور عورتوں کے متعلق یہ حکم تھا کہ ان کو گھروں میں قید کر کے رکھو۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دیں۔ چنانچہ جب سورۂ نور نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا البکر بالبکر جلد مائۃ وتغریب عام والثیب بالثیب جلد مائۃ والرجم (ابن کثیر)

مجھ سے علم حاصل کرو مجھ سے علم حاصل کرو تحقیق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے (جس راستے کا وعدہ سورہ نساء میں فرمایا تھا) وہ راستہ اب (سورۂ نور میں) بتا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور سال بھر کے لیے ان کو جلا وطن کرنا ہے اور شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے۔ اس حدیث میں کوڑوں کے ساتھ جو جلا وطنی کا ذکر ہے یہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھے تو یہ سزا بھی دے دے اور اگر سو کوڑوں سے ہی اس کا درست ہونا قرین قیاس ہو تو صرف سو کوڑوں کی سزا کافی ہے۔ جلا وطنی اس کا جزو لازم نہیں ہے۔ جیسا کہ تعامل صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے۔ اسی طرح حدیث کے دوسرے جز میں رجم کے ساتھ سو کوڑوں کا ذکر اگرچہ موجود ہے لیکن خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رجم والی سزا پر اکتفا فرمایا ہے۔ لہٰذا صرف رجم کی سزا کافی ہے۔

شادی شدہ مرد و عورت اگر زنا کا ارتکاب کریں تو سزا رجم ہے

آیت مذکورہ میں زانی اور زانیہ کی سزا جو سو کوڑے مذکور ہے یہ حکم غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہے۔ خدانخواستہ اگر شادی شدہ مرد و عورت اس فعل قبیح کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا رجم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ایک شادی شدہ عورت نے اپنے گھر یلو ملازم کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "والذی نفسی بیدہ لاقضین بینکما بکتاب اللہ" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے ذریعہ فیصلہ کروں گا۔ پھر اس شخص سے فرمایا کہ تیرے بیٹے کو (بوجہ غیر شادی شدہ ہونے کے سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے اسے جلا وطن کیا جائے گا اور حضرت انیسؓ سے فرمایا کہ جا کے عورت سے پوچھو۔ اگر وہ اقبال جرم کر لیتی ہے تو (چونکہ شادی شدہ ہے لہٰذا) اسے رجم کیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے اعتراف جرم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے رجم کی گئی۔

(۲) اسی طرح حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ نے جب بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اعتراف جرم کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی کچھ استفسارات کے بعد حتیٰ کہ یہ پوچھا تھا۔ ابک جنون؟ کہ کیا تو پاگل تو نہیں ہے۔ حضرت ماعزؓ نے فرمایا نہیں اور پھر حضورؐ کے ارشاد پر صحابہ کرامؓ نے اسے رجم کر دیا۔

(۳) اسی طرح غامدیہ عورت نے جب آپؐ کے پاس حاضر ہو کر اعتراف جرم کر لیا تو وہ بھی رجم کی گئی۔

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

الغرض کوڑے لگانا اور رجم کرنا دونوں الگ الگ سزائیں ہیں اور یہ الگ الگ محل پر محمول ہوں گی۔ کوڑے لگاتے وقت، امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے ہاں مجرد من الثیاب ہونا چاہیے اور ستر پر کپڑا رہنا چاہیے۔ البتہ زائد کپڑا بدن پر ہو، خصوصاً جس کی وجہ سے سزا کی تیزی کم ہو جاتی ہو وہ نکلوا دیئے جائیں جیسے کوٹ جرسی وغیرہ۔ کوڑے مجرم کی پیٹھ پر مارے جائیں اور کوڑے لگاتے وقت ہاتھ بغل سے زیادہ اونچا نہ ہونے پائے۔

تنبیہ

لواطت کی سزا یا کسی جانور سے فعل بد کی سزا مفوض الی رائے الحاکم ہے۔ کیونکہ اس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔ لہٰذا اس کو قسم زنا سمجھ کر حد زنا تو قائم نہیں کی جائے گی لیکن یہ فعل اشد من الزنا ہے۔ لہٰذا سختی سے سزا دی جائے گی۔ صحابہ کرامؓ نے ایسے شخص کو زندہ جلانے کی سزا دی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے ہاں ایسے شخص کو خواہ قتل کیا جائے یا سنگسار کیا جائے یا پہاڑ سے نیچے گرا دیا جائے۔ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ الخ یعنی مجرم پر ترس کھا کر یہ اہم فریضہ کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا الخ سزا کے ساتھ ساتھ بوقت سزا مسلمانوں کا ایک مجمع کثیر ہونا چاہیے تاکہ مجرم خوب شرمسار ہو اور دیکھنے والوں کے لیے باعث عبرت ہو۔

اَلزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً الخ زانی کا زانیہ اور مشرک کے نکاح میں رغبت کرنا اور زانیہ کے نکاح میں زانی و مشرک کی جستجو یہ تکوینی و تجرباتی مسئلہ ہے، تشریعی مسئلہ نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے "کند ہم جنس با ہم جنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز" یعنی جس شخص کا مزاج بے حیائی پر ہی ڈھل گیا ہو وہ اپنی ہم جنس عورتوں کا متلاشی رہتا ہے۔ اصل مقصد شہوت رانی ہے، خواہ اس کے لیے اسے نکاح کا جال لگانا پڑے اور وہ اپنی اس قبیح حاجت کے لیے کسی مشرک کو بھی پاس رکھنے سے دریغ نہیں کرتا۔ یہی حال ان عورتوں کا ہے جنہوں نے فطری و دینی حیا کی چادر اتار دی ہو اور غلط ماحول میں رہ رہ کر ان کی فطرتیں مسخ ہو چکی ہوں۔ انہیں بھی ایسے مردوں کی تلاش رہتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نکاح اور زنا دونوں کے مقاصد جدا جدا ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے بالکل ضد ہیں۔ نکاح سے مقصود ایمان کی حفاظت، نگاہ کی حفاظت، اولاد صالح کے ذریعہ امت محمدیہ میں اضافہ، اولاد کی اچھی تربیت کر کے اپنے لیے صدقہ جاریہ بنانا۔ بچیوں کی پرورش کر کے حدیث کے مطابق انسان کے لیے جہنم کی آگ سے آڑ بننا۔ بچوں کو کھلانا پلانا اور پہنانا انسان کے لیے بہترین صدقہ شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ زنا میں نقصان ہی نقصان ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ کا مشار الیہ بعض مفسرین نے زنا کو قرار دیا ہے، لیکن یہ سیاق و سباق سے بعید ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ذٰلک کا مشار الیہ نکاح ہے۔ مسلمان کا نکاح مشرک سے ہو تو اس کی حرمت میں تو کوئی کلام و ابہام ہی نہیں، لیکن زانی کا نکاح زانیہ سے جبکہ دونوں مسلمان ہوں جائز تو ہے۔ مگر اس حرمت سے

بیوی کے خلاف یہ دعویٰ کرے کہ میں نے اسے اس گناہ میں مبتلا دیکھا ہے تو دونوں کو قاضی کے ہاں پیش کر کے دونوں سے قسمیں لی جائیں گی۔ پانچ قسمیں مرد کھائے گا اس طور پر کہ پہلی چار قسموں میں کہے گا کہ میں سچا ہوں اور پانچویں قسم میں یہ کہے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ پھر عورت چار قسمیں کھائے گی اور کہے گی کہ میرا شوہر جھوٹا ہے پانچویں قسم میں کہے گی اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ قسمیں ہو جانے کے بعد ہر ایک کو جھوٹی شہادت اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا جائے گا۔ اگر کوئی اپنے جھوٹے ہونے کا اعتراف کرے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی اور اگر اپنے جرم کا اعتراف کرے تو اس پر حد زنا جاری کی جائے گی۔ اور نکاح قائم رہے گا۔ اگر وہ دونوں اپنی اپنی بات پر قائم رہتے ہیں تو پھر لعان ہوگا اور لعان کی قسمیں ختم ہونے کے بعد دونوں میاں بیوی میں ہمیشہ کے لیے تفریق کر دی جائے گی۔ اب وہ ہمیشہ ایک دوسرے پر حرام ہیں ان کا دوبارہ آپس میں نکاح نہیں ہو سکتا۔

آیات لعان کا پس منظر اور شان نزول

تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب حد قذف کے متعلق آیت نازل ہوئی تو انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہ حضورؐ سے پوچھنے لگے کہ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار! کیا تم سنتے نہیں کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے۔ انصار عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! اسے ملامت نہ فرمائیے۔ یہ شخص بہت زیادہ غیور ہے۔ اس نے جب بھی شادی کی ہے تو کنواری لڑکی سے کی ہے اور جب بھی اس نے کسی عورت کو طلاق دی تو اس کی غیرت کی پاسداری کرتے ہوئے اس عورت سے کسی اور نے شادی نہیں کی۔ حضرت سعدؓ عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول میں خوب سمجھ رہا ہوں کہ یہ آیتیں حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ لیکن مجھے تعجب اس بات پر ہو رہا ہے کہ اگر میں دیکھوں کہ کوئی شخص میری بیوی کے ساتھ گناہ میں مبتلا ہے۔ کیا میں اسے ڈانٹ بھی نہ سکوں گا اور میں بھی نہ کر سکوں گا تاوقتیکہ چار گواہ تلاش نہ کروں اور اللہ کی قسم گواہ لاتے لاتے وہ اپنا کام کر کے چلا بھی جائے گا۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ حضرت ہلال بن امیہؓ شام کے وقت جب اپنے باغ سے گھر آئے اور یہ ان تین میں سے تیسرے تھے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تینوں کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ جب باغ سے آ کر انہوں نے اپنی بیوی کو قابل اعتراض حالت میں کسی کے ساتھ دیکھا اور اپنے کانوں سے ان کی باتیں سنیں لیکن اس وقت کچھ نہیں کہا۔ صبح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور یہ قصہ بیان کر دیا جس کا حضورؐ پر بھی گراں اثر ہوا۔ آپؐ رنجیدہ ہو گئے۔ انصار آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ جو بات ہمارے سردار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی ہم اسی میں مبتلا ہو گئے۔ پھر کہنے لگے کہ اگر ہلالؓ اس بات کا اظہار کرتے ہیں تو حضورؐ اس پر قذف کی حد جاری فرما کر اس کو ہمیشہ مردود الشہادت قرار دیں گے۔ تو حضرت ہلالؓ نے فرمایا

واللہ انی لارجو ان یجعل اللہ لی منہا مخرجا

اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے خلاصی کا راستہ بنا دیں گے۔

اور حضورؐ سے بھی کہنے لگے کہ حضورؐ آپ میری بات کی وجہ سے پریشان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ حضورؐ کا ارادہ ہو رہا تھا کہ اس پر حد قذف جاری فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ہلالؓ سے فرمایا:

ابشر یا ہلال قد جعل اللہ لک فرجا ومخرجا

اے ہلال تجھ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے اس مشکل سے نکلنے کا راستہ بنا دیا ہے۔

حضرت ہلالؓ نے کہا میں اپنے رب سے یہی آس لگائے بیٹھا تھا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو بلاؤ۔ وہ بھی آ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے سامنے آیات لعان کی تلاوت فرمائی اور دونوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ تاکہ کوئی ایک دوسرے پر جھوٹ نہ بولے۔ لیکن حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ میں سچا ہوں اور اس کی بیوی کہنے لگی کہ یہ جھوٹا ہے۔ پھر حضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ان دونوں سے لعان کی قسمیں لے لو۔ چنانچہ قرآنی دستور کے مطابق حضرت ہلالؓ نے بھی پانچ قسمیں کھائیں اور اس کی بیوی نے بھی پانچ قسمیں کھائیں۔ پھر حضورؐ نے دونوں کے درمیان تفریق فرمائی۔ (ابن کثیر)

دوسرا واقعہ ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ

احدنا اذا وجد مع امرأتہ رجلا ان قتلہ قتلتموہ وان تکلم جلدتموہ وان سکت سکت علی غیظ۔

اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو مبتلائے گناہ دیکھے تو اگر اسے قتل کرے تو آپ لوگ اسے (قصاص میں) قتل کر دو گے اور اگر زبان سے کوئی بات اس کے متعلق کرے گا تو آپ لوگ اس پر حد قذف جاری کریں گے اور اگر خاموش رہے گا تو زندگی بھر یہ کڑوا گھونٹ پیتا رہے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عویمر عجلانیؓ نے حضرت عاصم بن عدیؓ کو کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھئے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو مبتلائے گناہ دیکھے تو کیا اسے قتل کرے گا یا کیا کرے گا؟ جب حضرت عاصمؓ نے پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عاصمؓ نے حضرت عویمرؓ سے کہا کہ مجھ کو تو دربار رسالت سے کوئی جواب نہیں ملا تو حضرت عویمرؓ نے کہا کہ میں ضرور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھوں گا۔ چنانچہ جب خود جا کر حضورؐ سے پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل فرما دیا ہے۔ جاؤ اس کو لے کر آؤ جب دونوں آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں لعان کروائی۔ لعان کی قسمیں مکمل ہونے کے بعد حضرت عویمرؓ نے کہا کہ حضورؐ اب اگر میں اس کو رکھوں تو اس کا مقصد

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ

بے شک جو لوگ یہ طوفان لائے ہیں

عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا

تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں سے ہر ایک کے لئے

اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ

جتنا کچھ کمایا گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے ۝ جب تم نے

سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝

یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے ۝

لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ

یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی

الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا

جھوٹے ہیں ۝ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا و آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ

اس چرچا کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی ۝ جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات کہنی شروع کر دی

لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے ۝ اور جب تم نے سنا تھا

قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ

تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے ۝ اللہ تمہیں

اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ

نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو ۝ اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ

جاننے والا حکمت والا ہے ۝ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان داروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان

پیچھے کا حکم دیا ہے تاکہ دوبارہ کرکے پڑی چیز اٹھا سکیں۔ اللہ کی قسم سوائے انا للہ پڑھنے کے اور کوئی بات انہوں نے مجھ سے نہیں کی اور اونٹ میرے آگے بٹھایا۔ میں اونٹ پر بیٹھ گئی۔ حضرت صفوان نکیل پکڑ کر چلنے لگے۔ یہاں تک کہ ہم قافلہ سے مل گئے۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد میرے متعلق غلط بیانی کر کے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جن کی قسمت میں ہلاک ہونا لکھا ہوا تھا اور اس جھوٹ اور بہتان کا بیڑہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے اٹھایا تھا۔

مجھ کو تو کچھ علم نہ تھا کہ میرے متعلق کیا طوفان بدتمیزی برپا ہے۔ میری طبیعت ان دنوں میں کچھ خراب تھی اور اس خرابی کی وجہ یہ بھی تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وہ عنایت اور مہربانی محسوس نہیں کرتی تھی جو یہ طوفان برپا ہونے سے پہلے پائی تھی۔ جب آپ گھر میں تشریف لے آتے تھے تو صرف یہ جملہ ارشاد فرماتے تھے۔

کیف تیکم فذالک الذی یریبنی ولا اشعر بالشر

لیکن آپ کے اس انداز سے مجھے آپ کی ناراضی کا شک گزرتا تھا لیکن میں سمجھ نہ پاتی تھی کہ حضرت رنجیدہ کیوں ہیں۔ یہاں تک کہ میں رات کے وقت حضرت ام مسطح کے ساتھ قضائے حاجت کے لیے جانے لگی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی خالہ زاد بہن تھیں۔ واضح رہے ہمارے ہاں بیت الخلاء گھروں میں بنانے کا رواج نہ تھا۔ راستے میں جاتی تھی تو حضرت ام مسطح کو ٹھوکر لگی تو کہنے لگی تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا تو ایسے بیٹے کو برا کہتی ہے جو بدر میں شریک ہوا تھا؟ حضرت ام مسطح کہنے لگی کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ مسطح آپ کے متعلق کیا کچھ کہتا پھر رہا ہے؟ میں نے کہا مجھ کو تو کوئی علم نہیں ہے۔ تب انہوں نے مجھے سارا واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ سننے کی دیر تھی بیماری میں شدت آگئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر آگئے اور میری طبیعت کا حال پوچھا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں والدین کے ہاں جانا چاہتی ہوں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ والدین سے اس واقعہ کے متعلق تفصیل معلوم کروں کہ کیا یہ واقعہ واقعی لوگوں میں پھیلا ہوا ہے؟ آپ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ میں والدین کے ہاں پہنچی تو والدہ سے پوچھنے لگی کہ امی یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ والدہ کہنے لگی بیٹی اپنے اوپر رحم کھاؤ اور کوئی بات نہ کرنا۔ کیونکہ جب ایک عورت کا مقام شوہر کے ہاں یہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصیب کیا ہے تو لوگ حسد کرتے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگ آج کل یہی بات کرتے پھرتے ہیں؟ پھر ساری رات مجھ پر اس حال میں گزری کہ میں مسلسل روتی رہی اور نیند بھی نہ آئی۔ صبح بھی روتی رہی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مشورہ لیا کہ یہ پریشان کن صورت حال ہے۔ تو آپ دونوں کی رائے کیا ہے؟ حضرت اسامہؓ نے کہا "یا رسول اللہ اهلک ولا معلوم الا خیرا" اے اللہ کے رسول! آپ کے اہل خانہ کے متعلق ہم خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حضور عورتیں تو حضرت عائشہؓ کے سوا اور بھی ہیں۔ لیکن آپ حضرت بریرہؓ جو حضرت عائشہ کی

سخت سردی میں بھی آپؐ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک جاتا تھا۔ جب نزول وحی کی کیفیت ختم ہوگئی اور آپؐ نے ہم لوگوں کی طرف دیکھا تو آپؐ بہت خوش نظر آرہے تھے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

ابشری یا عائشۃ اما اللہ فقد برأک

عائشہ تجھ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تو تجھے بری کر دیا ہے۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا اٹھو کھڑی ہو اور حضورؐ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا نہیں، بلکہ میں اس اللہ کی حمد و ثنا کرتی ہوں جس نے میری براءت نازل فرمائی ہے۔ یہ شکوے کا انداز ہے۔ جہاں سچی محبت ہو وہاں اس طرح شکوے ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح کے شکوے ہی حقیقت میں سچی محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ بات ہر سالک بھی جانتی ہے، بشرطیکہ فہم سلیم ہو فہم سقیم نہ ہو۔ ایسے ہی طبیعت سلیم ہی سمجھ سکتی ہے کہ ناراضی کے آنسو کیسے ہوتے ہیں اور خوشی کے آنسو کیسے ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی براءت کے نزول کے بعد تین مسلمانوں پر حد قذف جاری کی گئی جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) مسطح بن اثاثہ (۲) حسان بن ثابتؓ (۳) حمنہ بنت جحشؓ یہ ام المومنین حضرت زینبؓ کی بہن تھیں۔ یہ سیدھے سادے مسلمان منافقین کے کہنے میں آگئے تھے لیکن بعد میں سچی توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ عبداللہ بن ابی کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملی کہ اس پر حد جاری ہوئی ہو۔ البتہ دیگر منافقین پر حد قذف جاری کر دی گئی تھی۔

خصوصیات حضرت سیدہ عائشہؓ اور واقعہ افک پر ایک نظر

(۱) حضرت مریم صدیقہؓ پر جب بہتان بازی کی گئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو اس وقت بچے تھے، نے اپنی والدہ کی براءت بیان کی اور حضرت یوسف علیہ السلام پر جب الزام تراشی کی گئی تو بھی ایک چھوٹے بچے نے حضرت یوسفؑ کی براءت ظاہر کی، لیکن جب ام المومنین حضرت عائشہؓ پر افترا باندھا گیا تو خود خدا نے آپ کی براءت بیان فرمائی۔

(۲) عورتوں میں احادیث کی سب سے بڑی تعداد حضرت اماں عائشہؓ سے ہی منقول ہے جو کہ ۲۲۱۰ ہے۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سوا اور کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں فرمائی۔

(۴) ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت سیدہ عائشہؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت جبرئیلؑ ان کے حجرہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔

(۵) شادی ہونے سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے ریشمی کپڑے میں حضرت سیدہ عائشہؓ کی تصویر دکھائی تھی۔

(۶) وہ خلیفہ رسول اللہ کی بیٹی ہیں۔

(۷) بے مثال فصاحت اور بلاغت کی مالک تھیں۔

(۸) اس کی جرأت و بہادری خراج تحسین کے قابل ہے کہ ایک نو عمر خاتون ہونے کے باوجود بیان میں تن تنہا رہ جانے پر انہوں نے کوئی واویلا نہیں کیا، بلکہ اس جگہ استقامت سے بیٹھی رہیں۔

(۹) ان کی سمجھ اور اس دور کے متعلق انجام تک پہنچنا بھی قابل ستائش ہے کہ اگر میں اس جگہ سے ادھر ادھر ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو تلاش کرنے میں مشکل ہوگی۔

(۱۰) جو جو لوگ اس واقعہ میں ملوث تھے، باوجود اکثر کے متعلق علم ہو جانے کے کسی کو ذرا برابر برا نہیں کہا تاہم اللہ تعالیٰ کے دامن عدل کو تھامے رکھا۔

(۱۱) بار بار فرماتی رہیں کہ میں اپنے آپ کو اس سے کمتر سمجھتی تھی کہ میری برأت کے متعلق وحی نازل ہوگی جو ہمیشہ تلاوت کی جائے گی۔

(۱۲) اس غم والم کے عالم میں بھی جب والدین کے ہاں جانے لگیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باقاعدہ اجازت لی، ورنہ اچھے خاصے لوگ ایسے موقعوں پر حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار تھے تو حضرت سیدہ عائشہؓ مسواک اپنے منہ میں نرم کر کے دیتی تھیں اور پھر حضورؐ اس سے مسواک فرماتے تھے۔

(۱۵) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو آپ کا سر مبارک حضرت سیدہؓ کی گود میں تھا۔ واقعہ افک اور خصوصیات سیدہ عائشہؓ کا بیان یہاں تک مکمل ہوا آگے چیدہ چیدہ آیات کی تشریح ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ الخ

یہاں خطاب تمام مومنین سے ہے، خصوصاً ان لوگوں سے جو اس واقعہ میں ملوث تھے۔ مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کو اپنی ماں کے دامن عصمت کو داغدار کرتے ہوئے شرم نہیں آئی؟

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖ الخ

اب اللہ تعالیٰ تمہیں یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ آئندہ اس طرح کی الزام تراشی و بہتان بازی سے عام لوگوں کے متعلق عموماً اور ازواج مطہرات کے متعلق خصوصاً باز رہنا۔ یہ غلطی پھر نہ دہرانا اگر تم مومنین ہو۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ جو روافض اب بھی الزام سیدہ عائشہؓ کے قائل ہیں وہ خارج از اسلام ہیں۔ ایران میں جب کسی عورت کو برا بھلا کہنا مقصود ہوتا ہے تو اس کو کہتے ہیں تو عائشہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

افاداتِ محمود:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الخ

حضرت مسطحؓ کے متعلق گزشتہ سطور میں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ بھی منافقین کی بدخوئی اور بدگوئی کے شکار ہو گئے تھے۔ یہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خالہ زاد بھائی تھے اور مسکین تھے۔ صدیق اکبرؓ ہر سال عمراً اس پر مال خرچ کرتے تھے لیکن واقعۂ افک میں ملوث ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرما دیا تھا کہ اب میں ایسے شخص پر کبھی خرچ نہیں کروں گا۔ نہ ہی اسے کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ سبحان اللہ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے براہ راست صدیق اکبرؓ سے خطاب فرمایا کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوا ہے کہ وہ منصب صدیقیت پر فائز ہوں اور مال و وسعت بھی اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہو، ان کو یہ قسم نہ کھانی چاہیے کہ ہم مستحق لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے۔ وہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہاری بخشش فرما دے؟ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: والله انی احب ان یغفر الله لی اور فرمایا کہ اب تادم حیات مسطحؓ کا وظیفہ جاری رہے گا۔ کبھی بند نہ کروں گا۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش دلائے تو وہ یہ کہے کہ میں نے سب کچھ اللہ کے لیے معاف کر دیا۔ (ابن کثیر)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ

اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے

لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر مت جاؤ جب تک تمہیں اجازت نہ

لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

دی جائے اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا اسباب ہے اور اللہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور

لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ

ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا يُبْدِيْنَ

ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر

أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ

یا ان خدمتگاروں پر جنھیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی

يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ

پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور

زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَأَنْكِحُوا

معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ ۝ اور جو تم میں

الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ

بے نکاح ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیوں میں نیک ہوں سب کے نکاح کر دو اگر وہ مفلس ہوں گے

يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے ۝ اور چاہئے کہ پاک دامن رہیں وہ جو نکاح کی

نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ

قدرت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مال دے کر آزادی کی

أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّآتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ

تحریر چاہیں تو انہیں تحریر دو بشرطیکہ ان میں بھلائی کے آثار دیکھو اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے

آتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ

تمہیں دیا ہے اور تمہاری لونڈیاں جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں تم دنیا کی زندگی کے فائدہ کی غرض سے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

زنا پر مجبور نہ کرو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کے مجبور ہونے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ۝

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ

اور البتہ ہم نے تمہارے پاس روشن آیتیں اتاری ہیں اور جو تم سے پہلوں کے حالات ہیں

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ع

اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہیں

افاداتِ محمود:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ

ماقبل میں زنا اور حد قذف کے احکام بیان ہو چکے اب اس رکوع میں پردہ اور اجازت لینے کے احکام بیان کیے جاتے ہیں کیونکہ بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا انسان کے لیے حد قذف کا سبب بن سکتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت اور اس کے بعد والی آیت میں نہایت ہی حکیمانہ تعلیمات مذکور ہیں کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت لینی چاہیے اور اجازت کی بہترین صورت سلام ہے۔ حدیث میں ہے کہ کسی کے دروازہ پر جا کر تین بار سلام کہو۔ اگر تیسری بار سلام کرنے تک اندر سے اجازت نہ ملے تو خوشی خوشی واپس چلے جاؤ۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اس وقت انسان کس حال میں ہو اور وہ اس وقت کسی سے ملنا گوارا کرتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ واپس چلے جانے میں متعدد فائدے اور حکمتیں ہیں۔ ایک صحابی کے دروازہ پر ایک بار امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ ایک بار سلام ارشاد فرمایا کوئی جواب نہیں آیا۔ دوسری بار ارشاد فرمایا پھر کوئی جواب نہ آیا۔ تیسری بار سلام فرمایا اور جب جواب نہ ملا تو چل پڑے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ صاحب خانہ پیچھے پیچھے دوڑ رہا ہے اور حضرت کو آوازیں دے رہا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ جب میں نے تین بار سلام کیا تو آپ نے جواب تو کوئی دیا نہیں اور اب پیچھے بھاگے آ رہے ہو؟ وہ صحابی فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ آپ کا سلام سراپا رحمت و برکت ہے۔ میں جان بوجھ کر خاموش رہا کہ جناب کے تکرار سلام سے زیادہ سے زیادہ برکتیں اور دعائیں سمیٹ لوں۔ پھر آپ کو لا کر مرحبا کیا۔ سبحان اللہ عشق کا کیا نرالا انداز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتثال امر الٰہی کی اعلیٰ مثال ہے۔ آپ نے واپس جانے کو ارفع شان کے ذرہ برابر خلاف نہ سمجھا۔ فصلی اللہ علیہ بعدد کل معلوم له

اپنے گھر میں بھی جاتے ہوئے کم از کم گھر والوں کو آہٹ محسوس ہونی چاہیے۔ اجازت اور اطلاع زیادہ بہتر ہے۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا الخ

یہاں سے اب محارم اور غیر محارم کے درمیان بعض مسائل میں جو فرق ہے۔ وہ بیان کیا جاتا ہے اگر ہر وقت ہر فرد سے مکمل حجاب کا حکم دیا جاتا تو یہ بات عورتوں کے لیے شاق تھی کیونکہ کام کاج کے وقت مکمل پابندی دشوار ہے۔ کچھ صورتیں مستثنیٰ ہیں تا کہ احکام حجاب پر آسانی سے عمل درآمد ہو سکے اور حرج لازم نہ ہو۔ عورت کلائی تک ہاتھ اور قدم غیر محرم کے سامنے کھول سکتی ہے۔ بشرطیکہ خوف فتنہ نہ ہو اور محارم کے لیے چہرہ اور پنڈلی تک دیکھنا جائز ہے۔ سینہ، پیٹ، کمر اور گھٹنوں کو محارم بھی نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے تو عورت اگر اپنی کسی مجبوری سے چہرہ اور قدم وغیرہ کھول رکھتی ہے تو اس جواز کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مرد ان جگہوں کو دیکھتے رہیں۔ عورت کے لیے کھول کر رکھنے کی اجازت تو اضطراری حالت میں ہے، لیکن مردوں کے لیے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں فرمایا گیا ''الاولیٰ لک والثانیة

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرندے پر پھیلائے اڑتے ہیں سب کی

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی تسبیح سمجھ رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں○ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی

وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ

اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے○ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اسے ملاتا ہے

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

پھر اسے تہ بہ تہ کرتا ہے پھر تم بارش کو دیکھتے ہو کہ اس کے بیچ میں سے نکلتی ہے اور آسمان سے جو اس میں پہاڑوں کے

جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ

پہاڑ ہیں ان میں سے اولے برساتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے قریب ہے کہ

سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝۴۳ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کو لے جائے○ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے بیشک اس میں آنکھوں

لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۴۴ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ

والوں کے لئے عبرت ہے○ اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے سو بعض ان میں سے اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ

اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے

مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۵ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ

پیدا کرتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے○ البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں اور اللہ

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۴۶ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

جسے چاہے سیدھے راستہ پر چلاتا ہے○ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے

وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۷

اور ہم نے فرمانبرداری کی پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اے ایمان والو تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ

تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے

تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ

وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد یہ تین وقت تمہارے

لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ

پردہ کے ہیں ان کے بعد نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس

عَلٰي بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ

آنے جانے والے ہو اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ اور جب

الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ

تمہارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہئے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں اسی

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ

طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝ اور بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی رغبت

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ

نہیں رہی ان پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اگر اس سے

يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَي الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَي

بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۝ اندھے پر اور

الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَي الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ

لنگڑے پر اور بیمار پر اور خود تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ

بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَاۗىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے

اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

گھروں سے اور اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے

خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کوئی گناہ نہیں کہ

جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ

مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پھر جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں پر سلام کیا کرو جو اللہ کی طرف سے

اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا

مبارک اور عمدہ ہے اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو ○ مومن تو

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ

وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ آپ کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں

لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ

رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے تو چاہے

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ

اجازت دے اور ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دعا کر اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے ○ رسول کے بلانے کو

الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ

آپس میں ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ

کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آ جائے

اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ

یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے ○ خبردار اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے معلوم ہے

آیاتہا ۷۷ — سُورَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ — رکوعاتہا ۶

سورۂ فرقان مکی ہے اور اس میں ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝١ الَّذِيْ

وہ بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے لئے ڈرانے والا ہو۔ وہ جس کی

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے اور نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝٢ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازہ پر قائم کر دیا۔ اور انہوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کوئی بھی چیز پیدا نہیں

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ

کر سکتے حالانکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لئے نقصان اور نفع کے مالک نہیں اور موت

مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝٣ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ۨافْتَرٰىهُ

اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں۔ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں مگر جھوٹ ہے جسے اس نے بنا لیا ہے

وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۝٤ وَقَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ

اور دوسرے لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے وہ اس وجہ سے ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝٥ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ

کہانیاں ہیں کہ جنہیں اس نے لکھ رکھا ہے پھر وہی اس پر صبح اور شام پڑھی جاتی ہیں۔ کہہ دو کہ اسے تو اس نے نازل کیا ہے جو

السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٦ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ بیشک وہ بخشنے والا بہت رحم والا ہے۔ اور کہتے ہیں اس رسول کو کیا

يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ

جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اس کے ساتھ وہ بھی

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى

اور ان لوگوں نے کہا جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو

رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

دیکھ لیتے البتہ انہوں نے بڑا سمجھا اپنے آپ کو اپنے جی میں اور بہت بڑی سرکشی کی ہے جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ

اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشی نہیں ہوگی اور کہیں گے کوئی آڑ کر دی جائے ۝ اور جو عمل انہوں نے کئے تھے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے

فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ

پھر کر دیں گے ان کو اڑتی خاک ۝ اس دن جنتیوں کا ٹھکانا بہتر ہوگا اور دوپہر کی آرام گاہ بھی عمدہ

مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ

ہوگی ۝ اور جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے ۝ اس دن کی حقیقی

الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

حکومت رحمن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر سخت ہوگا ۝ اور جس دن ظالم اپنے

عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ

ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا ۝ ہائے میری شامت کاش میں نے

لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ

فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ۝ اس نے تو مجھے نصیحت کے آنے کے بعد بہکا دیا اور

الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا

شیطان تو انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے ۝ اور رسول کہیں گا اے میرے رب میری قوم نے اس

الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى

قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا ۝ اور اسی طرح ہم مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے

بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

اور مدد کرنے کے لئے تیرا رب کافی ہے ۝ اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر قرآن یکبارگی کیوں نازل نہیں

وَاحِدَةً ۚ كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ

کیا گیا اسی طرح اتارا گیا تاکہ ہم اس سے تیرے دل کو اطمینان دیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سنایا اور جو انوکھی بات

إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ

تیرے سامنے لائیں گے ہم بھی تجھ کو اس کا بہت ٹھیک جواب اور بہت عمدہ حل بتا دیں گے ○ جو لوگ منہوں کے بل گھسیٹ کر جہنم کی

إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

طرف لے جائے جائیں گے یہی درجے میں برے ہیں اور بہت ہی بہکے ہوئے گمراہ ہیں ○ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا

اور ہم نے اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنایا ○ پھر ہم نے کہا تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتیں

بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ

جھٹلائیں پھر ہم نے انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا ○ اور نوح کی قوم کو بھی جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ہم نے

لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ

انہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے ○ اور عاد اور ثمود اور کنویں

الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا

والوں کو بھی اور بہت سے زمانوں کو جو ان کے درمیان تھے ○ اور ہم نے ہر ایک کو مثالیں دے کر سمجھایا تھا اور سب کو ہم نے

تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا

ہلاک کر دیا تھا ○ اور وہ اس بستی پر بھی گزرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے سو کیا وہ اسے

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿٤٠﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا

دیکھتے نہیں رہے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے ○ اور جب یہ لوگ تجھے دیکھتے ہیں تو تجھ سے مذاق کرنے لگتے ہیں

أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ﴿٤١﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا

کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ○ اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا تھا اگر ہم ان پر

عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ مَنِ

قائم نہ رہتے اور انہیں جلدی معلوم ہو جائے گا جب عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا ○ کیا تم نے اس

اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ ۖ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ

شخص کو دیکھا جس نے بنا لیا اپنا خدا خواہشات نفس کو بھلا کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے ۞ یا تو خیال کرتا ہے کہ اکثر ان میں سے

أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعٰمِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلٰى رَبِّكَ

سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ۞ کیا تو نے اپنے رب کی طرف

كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾

نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کیسے پھیلایا ہے اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا رکھتا پھر ہم نے سورج کو اس کا سبب بنا دیا ہے ۞

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ

پھر ہم اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں ۞ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ اور نیند کو

سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

راحت بنایا اور دن کو پھیلنے پھرنے کے لئے بنایا ۞ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری لانے والی ہوائیں

رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾ لِّنُحْـِۧيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا

چلاتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل فرمایا ۞ تاکہ ہم اس سے مرے ہوئے شہر کو زندہ کریں اور اسے بہت سی

خَلَقْنَا أَنْعٰمًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبٰى أَكْثَرُ

پیدا کی ہوئی چیزوں یعنی چوپایوں اور بہت سے انسانوں کو پلائیں ۞ اور ہم نے اس کو لوگوں میں بانٹ دیا ہے تاکہ نصیحت حاصل کریں مگر

النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ

بہت سے آدمیوں نے ناشکری کے سوا قبول نہ کیا ۞ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے ۞ تو تم کافروں کا

الْكٰفِرِينَ وَجٰهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٢﴾ ۞ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ

کہنا نہ ماننا اور ان سے اس کے ساتھ بڑے زور سے مقابلہ کرو ۞ اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا یہ میٹھا

فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴿٥٣﴾ وَهُوَ الَّذِي

خوشگوار ہے اور یہ کھاری کڑوا ہے اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی ۞ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ﴿٥٤﴾ وَيَعْبُدُونَ

انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اس کے لئے رشتہ نسب اور دامادی قائم کیا اور تمہارا رب ہر چیز پر قادر ہے ۞ اور وہ اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ

پوجتے ہیں جو نہ ان کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور کافر اپنے رب کی طرف

ظَهِيْرًا ۝ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ قُلْ مَا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

پیٹھ پھیرنے والا ہے ۔ اور ہم نے تم کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۔ کہہ دو کہ میں تم سے اس کی کوئی مزدوری

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

نہیں مانگتا ۔ ہاں جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا رستہ اختیار کرے ۔ اور اس زندہ پر بھروسہ رکھو جو کبھی نہیں مرے گا

وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۗ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۝ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو ۔ اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خبر رکھنے کو کافی ہے ۔ جس نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ

اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا وہ رحمٰن ہے

فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ

تو اس کا حال کسی باخبر سے دریافت کر لو ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے ۔ کیا جس کے لئے

لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ

تم ہم سے کہتے ہو ہم اس کے آگے سجدہ کریں اور اس سے بدکتے ہیں ۔ اور خدا بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں

فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ

چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا ۔ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا اس شخص کے لئے

اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ

جو غور کرنا چاہے یا شکرگزاری کا ارادہ کرے ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں

هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

اور جب جاہل لوگ ان سے گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں ۔ اور جو اپنے رب کے آگے سجدے کر کے اور کھڑے رہ کر

وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

راتیں بسر کرتے ہیں ۔ اور جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب

كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

جھٹلا تو چکے ہو، اب (آگے) اس کا وبال پڑ کر رہے گا ○

افاداتِ محمود:

یہ مکی سورت ہے ۷۷ آیات اور ۶ رکوع ہیں۔ اس سورت میں تذکیر بالاء اللہ ہے۔ بعض اقوام کے عذاب کا ذکر ہے اور بعض لوگوں کے وجوہِ کفر کو بھی ذکر فرمایا گیا جن میں نبی کی بشریت کا انکار بھی شامل ہے۔ اَصْحٰبَ الرَّسِّ یہ ایک قوم تھی ان کی طرف رسول کو بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس رسول کو کنویں میں بند کر دیا جس کی وجہ سے عذاب خداوندی کے مستحق ہوئے اور عذاب نے ان کو آ لیا۔ اسی وقت رسول کو خلاصی نصیب ہوئی۔

جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا الخ

بروج سے یا فرشتوں کے راستے مراد ہیں یا ستارے مراد ہیں۔ رہی یہ بات کہ علم ہیئت والوں نے جو ۱۲ بروج لکھے ہیں سو ان کا اسلام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ

ہم اپنے رب کے پاس پہنچنے والے ہیں ۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا اس لئے کہ ہم سب سے پہلے

الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ۝

ایمان لانے والے ہیں ۔ اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو رات کو لے نکل البتہ پیچھا کیا جائے گا ۔

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ۝ وَإِنَّهُمْ

پھر فرعون نے شہروں میں چپڑاسی بھیجے ۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی جماعت ہے ۔ اور انہوں نے

لَنَا لَغَائِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ۝ فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَكُنُوزٍ

ہمیں بہت غصہ دلایا ہے ۔ اور ہم سب کے سب چوکنا رہتے ہیں ۔ پھر ہم نے انہیں باغوں اور چشموں سے نکال باہر کیا ۔ اور خزانوں

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ۝ فَلَمَّا

اور عمدہ مکانوں سے ۔ اسی طرح ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا ۔ پھر سورج نکلنے کے وقت ان کے پیچھے پڑے ۔ پھر جب

تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي

دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا ہم تو پکڑے گئے ۔ کہا ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے

سَيَهْدِينِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ

وہ مجھے راہ بتائے گا ۔ پھر ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مار پھر پھٹ گیا پھر ہو گیا

كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ۝ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ

ہر ٹکڑا بڑے ٹیلے کی طرح ہو گیا ۔ اور ہم نے اس جگہ دوسروں کو پہنچا دیا ۔ اور ہم نے موسیٰ کو

وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو بچا دیا ۔ پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا ۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝

اکثر ایمان لانے والے نہیں ۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ۔ اور انہیں ابراہیم کی خبر سنا دے ۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا

جب اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تم کس کو پوجتے ہو ۔ کہنے لگے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر انہیں کے

قَالُوْا وَهُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ

اور وہ وہاں آپس میں جھگڑتے ہوئے کہیں گے ○ اللہ کی قسم بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے ○ جب ہم تمہیں رب العالمین کے

بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِيْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا صَدِيْقٍ

برابر کیا کرتے تھے ○ اور ہمیں ان گنہگاروں کے سوا کسی نے گمراہ نہیں کیا ○ پھر کوئی ہماری سفارش کرنے والا بھی نہیں ○ اور نہ کوئی مخلص

حَمِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٢﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا

دوست ہے ○ پھر اگر ہمیں دوبارہ جانا ملے تو ہم ایمان والوں میں شامل ہوں ○ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ

اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○ نوح کی قوم نے

ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾

پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ○

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ

پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾

ذمہ ہے ○ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ انہوں نے کہا کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے ساتھ تو کمینے لوگ ہوئے ہیں ○

قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾

کہا اور مجھے کیا خبر جو وہ کرتے تھے ○ ان کا حساب تو میرے رب ہی کے ذمہ ہے کاش تم سمجھو ○

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ

اور میں ایمان والوں کو دور کرنے والا نہیں ہوں ○ میں تو بس کھول کر ڈرانے والا ہوں ○ کہنے لگے اے نوح اگر تو

يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ

باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا ○ کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے ○ پس تو میرے

وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے ○ پھر ہم نے اسے اور جو

فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

اس کے ساتھ بھری کشتی میں بچا لیا ○ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا ○ یقیناً اس میں بڑی نشانی ہے اور

كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾

ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب تو زبردست رحم کرنے والا ہے ○ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۲۴﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

جب ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ تم کیوں نہیں ڈرتے ○ البتہ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں ○ پس اللہ سے

اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۲۷﴾

ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے ○

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿۱۲۹﴾

کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ایک نشان بناتے ہو ○ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے ○

وَإِذَا بَطَشْتُم بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُم

اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو ظالم بن کر ہاتھ ڈالتے ہو ○ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور اس سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی ہے

بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۳۲﴾ أَمَدَّكُم بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۱۳۴﴾ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

جنہیں تم بھی جانتے ہو ○ چوپایوں اور اولاد سے ○ اور باغوں اور چشموں سے تمہاری مدد کی ○ میں تم پر ایک بڑے دن کے

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُن مِّنَ الْوَاعِظِينَ ﴿۱۳۶﴾

عذاب سے ڈرتا ہوں ○ کہنے لگے تو نصیحت کر یا نہ کر ہمارے لئے سب برابر ہے ○

إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ

یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے ○ اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا ○ پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کر دیا البتہ

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۴۰﴾

اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بیشک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے ○

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴۲﴾ إِنِّي

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○ میں

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٤٤﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ○ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٤٥﴾ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ﴿١٤٦﴾ فِي جَنَّاتٍ

میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے ○ کیا تمہیں ان چیزوں میں جو یہاں ہیں بے فکری سے رہنے دیا جائے گا ○ یعنی باغوں

وَعُيُونٍ ﴿١٤٧﴾ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

اور چشموں میں اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ نازک ہے ○ اور تم پہاڑوں کو تراش کر تکلف کے گھر

فَارِهِينَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ الَّذِينَ

بناتے ہو ○ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور ان حد سے نکلنے والوں کا کہنا مت مانو ○ جو

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾

زمین میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ○ کہنے لگے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے ○

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ

تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے سو کوئی نشانی لے آ اگر تو سچا ہے ○ کہا یہ

نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

اونٹنی ہے اس کے پینے کا ایک دن ہے اور ایک معین دن تمہارے پینے کے لئے ہے ○ اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ تمہیں

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ

بڑے دن کا عذاب آ پکڑے گا ○ سو انہوں نے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے پھر پشیمان ہوئے ○ پھر انہیں عذاب نے آ پکڑا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ○ اور بے شک تیرا رب زبردست

الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾

رحم کرنے والا ہے ○ لوط کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا ○ جب انہیں ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ○

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ

میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں ○ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ○ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُونَ

میری مزدوری تو بس اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم دنیا جہان کے لوگوں میں سے لڑکوں پر گرتے ہو۔ اور تمہارے رب نے

مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ

جو تمہارے لیے بیویاں پیدا کر دی ہیں ان کو چھوڑ دیتے ہو۔ بلکہ تم حد سے گزرنے والے لوگ ہو۔ کہنے لگے

تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ

اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکال دیا جائے گا۔ کہا میں تو تمہارے کام سے سخت بیزار ہوں۔ اے میرے رب

نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٧٠﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي

مجھے اور میرے گھر والوں کو ان کے اعمال سے نجات دے۔ چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو نجات دی۔ مگر ایک بڑھیا

الْغَابِرِينَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٧٢﴾ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ

جو پیچھے رہ گئی۔ پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر مینہ برسایا۔ سو ڈرائے ہوؤں پر

الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧٤﴾ وَإِنَّ

برا مینہ برسا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ اور بے شک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ

تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیب نے کہا

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی

مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ

مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پورا ناپ دو اور نقصان دینے والے

الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

نہ ہو۔ اور سیدھی ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیز کم کر کے نہ دو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾

اور ملک میں فساد مچاتے نہ پھرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تمہیں اور اگلی خلقت کو بنایا۔

ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کیسی کروٹ پڑتے ہیں۔

افاداتِ محمود:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر فرعون کے پاس بھیجا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی خدائی جھٹلائی تو فرعون کو غصہ آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ کیا آپ کی پرورش میرے گھر میں نہیں ہوئی اور تم ہمارے گھر میں پلا بڑھا نہیں ہے؟ کہ اب مجھ کو سمجھانے آیا جبکہ تو ہماری قوم کا ایک شخص بھی قتل کر چکا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں باتوں کا الگ الگ جواب دیا ہے۔ (۱) قتل خطا کا جواب تو یہ دیا کہ جس وقت مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوگئی تھی اس وقت میں امور شریعہ سے بالکل ناواقف تھا اور مجھ کو نبوت کی نعمت نہیں ملی تھی اور جب غلطی کا احساس ہوا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی۔ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ الخ اللہ تعالیٰ نے وہ غلطی معاف فرمادی (۲) اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے، بڑھنے اور پلنے کے متعلق بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ جواب دیا کہ عجیب بات ہے کہ تیرے گھر میں میری پرورش اور چند دن جو تیرے گھر میں میں نے گزارے ہیں وہ تجھ کو یاد ہیں لیکن تو نے جو میری پوری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور ہزاروں معصوم بچوں کو تہ تیغ کیا ان کو بھول گیا؟ اور ہزاروں مردوں عورتوں کو رات دن ظلم کا تختہ مشق بنائے رکھا۔ ان کا تجھے خیال نہیں آیا؟

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ لفظ ما کے ذریعہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا سوال ہوتا ہے۔ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذات خداوندی کے متعلق سوال کیا لیکن انبیاء کا جواب ہمیشہ حکمت و تدبیر، دین و دنیا کے اعتبار سے بہتر بات پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگے جواب میں اوصاف خداوندی کو بیان فرمایا اور ربوبیت رب کی علامات دلائل ہیں۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ بعض مفسرین کے ہاں اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آپ نمازیوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں یعنی نمازیوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان کے ارکان نماز کی نگرانی فرماتے ہیں۔ بعض مفسرینؒ نے ساجدین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد لیے ہیں یعنی آپ کا نور ایک صلب سے دوسرے صلب میں جب منتقل ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس بات کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا اور بعد میں آپ رسول و نبی بنائے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جن جن واسطوں اور پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آیا ان میں کسی نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لیس فی ابائی من لدن آدم سفاح بل کلنا نکاح (ابن مردویہ)

حضرت آدمؑ سے لے کر میرے والد تک میرے آباء و اجداد میں کسی نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ سب

نکاح کیا کرتے تھے۔

بعض لوگوں نے مندرجہ بالا آیت سے حضورؐ کے والدین کے مسلمان ہونے پر استدلال کیا ہے، لیکن ضابطہ یہ ہے کہ نبی کی نبوت کے لیے والدین کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے۔

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ

اکثر و بیشتر شعراء کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ تخیلات کی دنیا آباد کر کے اور جھوٹ کے فسانے لوگوں کو سنا کر اور تخیل کے عجائبات دکھا کر لوگوں سے خوب داد وصول کریں اور محفل گرم رکھیں۔ اکثر مضامین مبنی بر کذب و تخیلات ہوتے ہیں جن کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے شعر کے متعلق مشہور ہے کہ اکذبہ احسنہ یعنی جو شعر جتنا جھوٹا ہوگا اتنا ہی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لبید شاعر نے یہ ایک بات بالکل سچی کہی ہے۔

الا کل شیء ما خلا اللہ باطل

سن رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ختم ہونے والا ہے۔

شاعر بزدل ہوتا ہے۔ کبھی غازی نہیں بن سکتا۔ الغرض شعر و شاعری میں بہت سے مضرات ہیں اور اللہ کے رسول کی تمام باتیں مبنی بر حقیقت ہوتی ہیں۔ لہٰذا اللہ کے رسول کو شاعر کہنا یا سمجھنا پرلے درجے کی نادانی ہے۔